انسان

عدالتِ الٰہیہ کے روبرو

تالیف:

نعمت اللہ صالحی حاجی آبادی

ترجمہ:

مولانا سید سجاد حسین ہمدانی

ناشر

اسلامک بک سنٹر

اسلام آباد

726

175

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar #2
KARACHI
PH. 7211795

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف کتاب

نام کتاب:	انسان، عدالتِ الٰہیہ کے روبرو
تالیف:	نعمت اللہ صالحی حاجی آبادی
ترجمہ/پروف ریڈنگ:	سید سجاد حسین ہمدانی (0345-5205984)
اہتمام، تطبیق، پروف ریڈنگ:	محمد لقمان ڈار۔ F-212، سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
کمپوزنگ وصفحہ بندی:	شاہد علی (0333-5277426)
ناشر:	سید عمار رضا کاظمی۔ اسلامک بک سنٹر،
	362-C، گلی نمبر 12، G-6/2، اسلام آباد۔
	فون: 051-2870105
طبع اوّل:	جون 2007ء
تعداد:	1000
قیمت:	175 روپے

ایران میں اصل فارسی کتاب طبع دوم ملنے کا پتہ:

مرکز پخش انتشارات مہر خوبان، قم۔ ٹیلیفون: 0098-251-8836156

اِنسان

عدالتِ الٰھیہ کے روبرو

تالیف:

نعمت اللہ صالحی حاجی آبادی

ترجمہ:

مولانا سیّد سجاد حسین ہمدانی

ناشر:

اسلامک بک سنٹر اسلام آباد

انتساب

اپنے والدین کی روح پرفتوح کے نام کہ جنہوں نے اپنی مسلسل کوششوں اور محنتوں سے مجھے علم حاصل کرنے کا شوق دلایا اور دستگیری فرمائی۔

اور

روح پرفتوح اپنے ۱۴ سالہ شہید بیٹے مجتبیٰ کے نام جس نے بعثیوں کے ہجوم کے مقابلے میں خون اور آگ کے بھنور محاذ کربلا پنج شلمچہ بتاریخ ۲۲/۱۰/۱۳۶۵ھ خون کے وضو سے مصلیٰ عشق پر بیٹھ کر نماز کیلئے کھڑا ہوا اور حق کے سامنے ابدی سجدہ ادا کیا!

اور

اپنے ۲۳ سالہ بہادر و مجاہد بیٹے حاجی محمد تقی جس نے قیامت پر ایمان رکھتے ہوئے اور نماز جمعہ ادا کرتے ہوئے بتاریخ ۱۶/۶/۱۳۸۰ھ ش اہل محشر کے ساتھ جنت کی راہ لی!

نعمت اللہ صالحی حاجی آبادی

☆☆☆☆☆

فہرست

نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
1	قابلِ توجہ	14
2	ابتدائیہ	19
	قیامت	
3	قیامت پر ایمان	22
4	قیامت کی صبح	23
5	قیامت کی وسعت	25
6	قیامت کے ہولناک خوف نے ”عمرو“ کے گھٹنے ٹکا دیئے	27
7	کون لوگ فزع سے امن میں رہیں گے	28
8	قیامت یقینی ہے!	29
9	قیامت کے دن لوگوں کے مختلف گروہ	31
10	قیامت کے دن بچوں کا بوڑھا ہونا	32
11	خواب میں قیامت دیکھ کر سر کے بال سفید ہو گئے!	33
12	قبر میں اس لڑکی کے بال سفید ہو گئے!	33
13	ایک ہی رات کے اندر اندر عورت کے بالوں کا سفید ہو جانا!	34
14	قیامت کے فراری	36
15	ہر کسی کو اپنی ہی فکر لاحق ہوگی!	38
16	پہلا مرحلہ	39

17	دوسرا مرحلہ	39
18	تیسرا مرحلہ	39
19	قیامت کے دن فدیہ دینے والے!	40
20	قیامت کے دن کفار کے نعرے	42
21	مؤمنین میں سے مجرموں کی علیحدگی	44

حشر

22	قیامت کے دن لوگوں کا حشر!	48
23	پیغمبر اکرمؐ کا وُرُودِ محشر	49
24	حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا میدان محشر میں وُرُود	51
25	شیعوں کا میدان محشر میں ورود	53
26	چودھویں کے چاند کی طرح محشور ہونا	55
27	علماء کا محشور ہونا	56
28	شہداء کا محشور ہونا	57
29	قم کے لوگوں کا محشور ہونا	59
30	عُریاں بدن محشور ہونا	60
31	حلّہ بہشتی پہنے حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کا محشور ہونا	62
32	باوضو افراد کا محشور ہونا	64
33	اذان دینے والوں کا محشور ہونا	65
34	روزہ داروں کا محشور ہونا	66

35	متقین کا محشور ہونا	68
36	مؤمنین کا محشور ہونا	69
37	نور کا حصول	71
38	نماز شب	72
39	نماز پڑھنا	72
40	تلاوت قرآن	73
41	دشمنوں کے خلاف تیر چلانا	73
42	حق کی گواہی دینا	73
43	وضو کرنا	73
44	مختلف شکلوں میں محشور ہونا	73
45	منافقین کا محشور ہونا	77
46	منافقین نور کا تقاضا کریں گے	79
47	جھوٹ بولنے والوں کا محشور ہونا	80
48	بانسریاں، باجے وغیرہ بجانے اور فخر ومباہات کرنےوالوں/والیوں کا محشور ہونا	82
49	اندھے دل والوں کا محشور ہونا	83
50	زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں کا محشور ہونا	84
51	خمس ادا نہ کرنے والوں کا محشور ہونا	86
52	غیبت کرنے والوں کا محشور ہونا	87
53	تہمت لگانے والوں کا محشور ہونا	89

54	ہمسایوں کو اذیت دینے والے کا محشور ہونا	91
55	مال یتیم کھانے والوں کا محشور ہونا	92
56	سُود خوروں کا محشور ہونا	94
57	شراب خور افراد کا محشور ہونا	95
58	سوسمار (گوہ) کی امامت میں محشور ہونا	97
59	قارون کے ہمراہ محشور ہونا	99
60	یزید کے ساتھ محشور ہونا	100
61	دجّال کے ساتھ محشور ہونا	101
62	بدن میں گڑھی ہوئی میخوں کے ساتھ محشور ہونا	102
63	مجرموں کا محشور ہونا	103
64	تکبر کرنے والوں کا محشور ہونا	105
65	ہڈیوں کے ڈھانچوں کا محشور ہونا	108
66	کتے کی شکل میں محشور ہونا	109
67	خنزیر کی شکل میں محشور ہونا	110
68	ہتھکڑیاں پہنے محشور ہونا	112
69	گھٹیا صفات	113
70	فرشتوں سے افضل یا حیوان سے بھی بدتر	114
	قیامت کی عدالت	
71	اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر قرآن مجید کی گواہی	120

72	اللہ تعالیٰ کا خطاب کب ہوگا؟	122
73	مستقل اور حقیقی حاکمیت	124
74	عارضی حاکمیت	124
75	کفار کیلئے حکمانہ سختی	125
76	قیامت کی عدالت میں کسی پر ظلم نہیں ہوگا	126
77	نیکی کا اجر کئی برابر ہوگا	129
78	کیا میدان محشر میں حسب ونسب کوئی فائدہ دے گا؟	131
79	باپ اور بیٹے بھی کسی کام نہیں آسکیں گے	133
80	گمراہ رہنما بھی کسی کام کے نہ ہوں گے	134
81	مشرک اپنا دفاع کریں گے	136
82	صحراء میں عدالت	137

تفتیش کے شعبۂ جات

83	پہلے شعبے میں پہلا سوال	141
84	ریاکاروں سے تفتیش کا شعبہ	143
85	میاں بیوی کے حقوق کی تفتیش کا شعبہ	145
86	ظلم کی تفتیش کا شعبہ	147
87	زمین اور پانی کی تفتیش کا شعبہ	148
88	حیوانات کے حقوق کی تفتیش کا شعبہ	150
89	حقوق الناس کی تفتیش کا شعبہ	152

90	عدالت میں ہر کسی کو اس کا حق مل جائے گا	153
91	قیامت کا ایک واقعہ	155
92	دوسروں کا بوجھ بھی اپنے کاندھوں پہ ڈالنا	158
93	حقیقی غریب کون ہے؟	159
94	اس بارے میں چند چھوٹے واقعات	160
95	حرام کھانے کی وجہ سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں	162
96	جو کچھ پیغمبر اکرمؐ نے شب معراج میں دیکھا	163
97	دنیا ہی کا ہو کر رہ جانا عمل کو ضائع کر دیتا ہے	165
98	آنحضرتؐ کے پیروکاروں کے تین گروہ ہو جائیں گے	166
99	نیک کام گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں	167
100	راہِ خدا میں قتل ہونا!	167
101	گناہان کبیرہ سے اجتناب	168
102	اعمال صالح کی وجہ سے گناہوں کا مٹ جانا	171
103	وہ اعمال جو گناہوں کی نابودی کا سبب بنتے ہیں	173
104	نماز	176
105	سلمانؓ اور پیغمبر اکرمؐ کی فرمائش	177
106	نماز نہر کے پانی کی مثل ہے	178
107	ایک معیوب انسان کی شکل میں نماز	179

حسرت کرنا

108	مقدمے کے دوران حسرت ویاس	181
109	پہلے گروہ کا حسرت کرنا	181
110	دوسرے گروہ کا حسرت کرنا	182
111	تیسرے گروہ کا اظہار حسرت	183
112	شوہر بیوی کے پاس اور بیوی شوہر کے پاس جائے گی	184
113	والدین اپنی اولاد سے مدد کا تقاضا کریں گے	184
114	امام سجاد علیہ السلام قیامت کے خوف سے بے ہوش ہو گئے	187
115	چوتھے گروہ کا اظہار حسرت	188
116	چوبیس گھنٹوں کے مقابلے میں چوبیس خزانے	189
117	پانچویں گروہ کا اظہار حسرت	190
119	چھٹے گروہ کا اظہار حسرت	192
120	شخصیت کا زوال یا عروج	194
121	پیغمبر اکرم کو بھی دعوت دیتے تھے	196

قیامت کی عدالت میں چھ گروہ

122	پہلا گروہ	199
123	دوسرا گروہ	200
124	تیسرا گروہ	201
125	چوتھا گروہ	202

126	پانچواں گروہ	204
127	چھٹا گروہ	205
128	محشر کی زمین	207
129	محشر کی زمین کی تنگی	209
130	محشر میں پسینے سے شرابور ہونا	210
131	سب کا گھاٹا اور محشر	212
132	محشر کی تاریکی	214
	محشر میں نجات پانے والے	
133	پہلا گروہ: سچ بولنے والوں کا	215
134	دوسرا گروہ: نیکیاں کرنے والے مؤمنوں کا	216
135	تیسرا گروہ متقی افراد کا	217
136	گروہ چہارم: علماء با عمل	218
137	پانچواں گروہ: اہل صبر	219
138	روایات معصومین علیہم السلام	220
139	مصیبت کے مقابلے میں صبر	221
140	اطاعت کے مقابلے میں صبر	221
141	گناہ کے مقابلے میں صبر	221
142	گروہ ششم: فقراء کا صبر	222
143	محشر میں شفاعت	223

144	پہلی قسم	224
145	دوسری قسم	224
146	محشر میں شفاعت کرنے والے	226
147	پہلا گروہ: قرآن	226
148	دوسرا گروہ: فرشتے	226
149	تیسرا گروہ: پیغمبر اسلامؐ	227
150	چوتھا گروہ: آئمہ معصومین علیہم السلام	228
151	پانچواں گروہ: انبیاء علیہم السلام	228
152	چھٹا گروہ: علماء	228
153	ساتواں گروہ: شہداء	229
154	قیامت کیا ہے؟ (نظم)	230
155	دُعائے الامان المعروف دُعائے ظھور	234
	مدارك و ماخذ	238

☆☆☆☆☆

قابلِ توجہ!

یہ تو سب مومنین جانتے ہیں کہ دینِ اسلام میں دس فروعات ہیں جن کے ساتویں اور آٹھویں نمبر پر ترتیب وار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہیں۔ پاکستان میں ہماری رائج الوقت اکثر مجالس و محافل کے پروگراموں میں ان دونوں فروعات کو شاذ و نادر ہی جگہ ملتی ہے۔ اکثر و بیشتر مذہبی پروگراموں کو صرف اور صرف فضائل و مصائب اہل بیتؑ تک محدود کر دیا گیا ہے۔ اگر یہ فضائل و مصائب تاریخی حقائق اور مستند روایات معصومینؑ کے مطابق بیان ہوتے تو پھر بھی غنیمت تھا لیکن افسوس صد افسوس کہ ان میں طبع زاد باتوں کو غیر محسوساتی طریقوں سے شامل کر کے سادہ لوح سامعین کی اکثریت کو گمراہ بلکہ بدراہ کیا جا رہا ہے۔ ان پروگراموں میں خوف خدا اور تعلیمات اہل بیت الطاہرینؑ کو اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے جس کی مختلف وجوہات میں سے ایک وجہ صاحبان محراب و منبر کا مختلف انجمنوں کے تابع ہونا ہے۔ ایران عراق کے بڑے بڑے علمائے اعلام مجتہدین کرام اور شیعہ محققین عظام جنہوں نے علوم اہل بیتؑ کے حصول اور نشر و اشاعت میں اپنی زندگیاں صرف کر دیں، کی کتابوں میں لکھے گئے فضائل و مصائب کو سامنے لانے کی بجائے عام قسم کے تیز طرار، ہوشیار، چالاک مذہبی اداکاروں کی فنکاریوں کو بہت زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے، جنہوں نے اکثر مجالس و محافل کا رُخ ہی موڑ کر رکھ دیا ہے بلکہ ان کو ذریعہ معاش بھی بنا دیا ہے، دین کی آڑ میں دنیا کا شکار کرتے ہوئے لادینی پھیلائی جا رہی ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ ہم اپنے بُرے انجام سے بالکل بے خبر ہو کر اس خوش فہمی میں مبتلا ہو چکے ہیں کہ مرنے کے بعد ہماری نجات یقینی ہے خواہ ہم محرمات و مکروہات میں کتنا ہی دھنسے اور پھنسے رہیں تعلیمات اہلبیتؑ سے دُور ہو کر واجبات و مستحبات کی ادائیگی سے کتنی ہی لاپرواہی برتیں۔ حالانکہ قول معصومؑ ہے کہ: فَاِنَّهُ لَا خَيْرَ فِيمَا لَا عَاقِبَةَ لَهُ: اُس عمل میں کوئی خیر نہیں جس کی

عاقبت بخیر نہ ہو۔ (نماز شب۔ جواد ملکی تبریزی)

اسی لئے خود فریبیوں اور خوش فہمیوں سے نکلنے کیلئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے متعلق فارسی کتابوں کا اُردو زبان میں مختلف مترجمین کے ذریعہ ترجموں کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے تاکہ اُخروی زندگی کے وہ پہلو بھی سامنے آسکیں جنہیں ہم نے نظر انداز کر رکھا ہے۔ تاحال درج ذیل کتب چھپ چکی ہیں:

1	احکام اموات	2	اوّل وقت نماز
3	برزخ کا سفرنامہ	4	نماز تہجد قرآن اور فرامین معصومینؑ کے آئینے میں
5	گنہگاروں کا بھیانک انجام	6	انسان، عدالتِ الٰہیہ کے روبرو

اور تزکیہ نفس پر ایک مفصل، مکمل اور جامع کتاب "بہ سوئے او" کمپوزنگ اور طباعت کے مراحل میں ہے۔ جبکہ درج ذیل کتب کا ترجمہ جاری ہے، جن کی طباعت عنقریب متوقع ہے:

1	شیطان در کمینگاہ	2	سخنان حضرت موسیٰ بن جعفرؑ
3	حیات پس از مرگ	4	لقمان وحکمتہائے دہ گانہ او در قرآن
5	گنجینۂ وصایا	6	طب کبیر (دو جلدی)
7	انسان از مرگ تا برزخ	8	گناہ شناسی

کتاب حاضر "انسان از حشر تا عدالت الٰہیہ" جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اسی سلسلہ کی چھٹی کوشش ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ معلوم ہو جائے گا کہ دنیا میں ہم کہاں کھڑے ہیں ہمارا رُخ کدھر ہے، ہم کس بے فکری سے شہد کی مکھی کی طرح اپنے اپنے کاموں میں مگن ہیں اور ہمیں یہ سوچنے کی فرصت ہی نہیں کہ آخرت میں ہم کس کھاتے میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم دنیا کی جونکیں بننے کی بجائے ہر معاملہ میں آخرت کو دنیا پر ترجیح دیں۔ خود فریبیوں اور خوش فہمیوں سے نکلیں اور تعلیمات اہل بیت الطاہرین علیہم السلام کے حصول کیلئے بڑے

بڑے علماء و مجتہدین کی ترجمہ شدہ دینی کتابیں پڑھیں، تا کہ دم نکلنے سے پہلے پہلے ہماری آنکھیں کھل سکیں اور معصومینؑ نے جو امتحانی پرچے آؤٹ کر رکھے ہیں ان سے بروقت فائدہ اٹھا سکیں!!!

کتاب ہذا میں قیامت کے خوفناک، ہولناک اور رونگٹے کھڑے کر دینے والے حالات کی وجہ سے ضروری محسوس ہوتا ہے کہ معصومین علیہم السلام کی عربی دعاؤں میں سے چند جملے یہاں قارئین کے استفادہ کیلئے لکھ دیئے جائیں۔ دعائے الامان کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔ مزید دعاؤں کیلئے مفاتیح الجنان، صحیفہ سجادیہ، صحیفہ علویہ، نہج الفصاحہ، نہج البلاغہ اور صحیفۂ دعا (ترجمہ عدۃ الداعی) وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں:

۞ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیَ الْکَثِیْرَ مِنْ مَّعَاصِیْکَ وَ اقْبَلْ مِنِّی الْیَسِیْرَ مِنْ طَاعَتِکَ.

پروردگار! میرے بہت زیادہ گناہوں کو معاف فرمادے اور میری تھوڑی سے اطاعت کو قبول فرمالے۔ (مفاتیح الجنان)

۞ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا تَوْفِیْقَ الطَّاعَةِ وَ بُعْدَ الْمَعْصِیَةِ. (دعائے امام زمانہؑ)

خدایا! ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرما اور اپنی معصیت سے دور رکھ۔

۞ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنَا الْھُدٰی وَ ثَبِّتْنَا عَلَیْهِ وَ احْشُرْنَا عَلَیْهِ اٰمِنًا.

اے اللہ ہمیں ہدایت عطا فرما اور اس پر ثابت قدم رکھ اور ہمارا حشر و نشر امان میں فرما۔

۞ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ. (دعائے معصومؑ)

اے اللہ ہمیں آزمائش کے گمراہ کن پہلوؤں سے پناہ عطا فرما۔

۞ اَللّٰھُمَّ احْمِلْنِیْ عَلٰی عَفْوِکَ وَ لَا تَحْمِلْنِیْ عَلٰی عَدْلِکَ. (نہج البلاغہ)

اے اللہ میرے ساتھ اپنی معافی اور درگزر والا برتاؤ فرما۔ اے اللہ اپنے عدل و انصاف والا

برتاؤ نہ فرما۔

۞ اِلٰهِیْ عَامِلْنَا بِفَضْلِكَ وَلَا تُعَامِلْنَا بِعَدْلِكَ. (اصول کافی)

اے اللہ ہمیں اپنا فضل و کرم عطا فرما اور ہمارے ساتھ اپنے عدل و انصاف والا معاملہ نہ فرما۔

۞ اَسْئَلُكَ الرَّوْحَ وَ الرَّاحَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عَنِّیْ حِیْنَ اَلْقَاكَ.

(نمازِ شب، جواد ملکی تبریزی)

اے اللہ موت کے وقت میرا تجھ سے آرام وسکون اور رحمت وراحت کا سوال ہے اور تجھ سے ملاقات کے وقت معافی و درگزر کا۔

۞ اَسْئَلُكَ الرَّوْحَ وَ الرَّاحَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ.

اے اللہ موت کے وقت میرا تجھ سے آرام وسکون اور رحمت وراحت کا سوال ہے اور حساب کے وقت معافی اور درگزر کا سوال ہے۔

۞ اِلٰهِیْ لَا حَوْلَ لِیْ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِقُدْرَتِكَ وَلَا نَجَاةَ لِیْ مِنْ مَّكَارِهِ الدُّنْیَا اِلَّا بِعِصْمَتِكَ. (دعائے امام سجادؑ)

اے میرے معبود! میرے لئے تیری طاقت کے سوا کوئی طاقت نہیں اور دنیا کے مصائب سے میرے لئے کوئی راہ نجات نہیں مگر یہ کہ تو مجھے بچالے۔

آخر میں، مَیں مترجم کتاب جناب مولانا سیّد سجاد حسین ھمدانی کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ اُنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات سے وقت نکالا اور فارسی کتاب کو اُردو کے قالب میں ڈھالا۔ پروردگار بحق محمد وآل محمد علیہم السلام آپ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ آمین۔

بحمد اللہ اس کتاب کی اشاعت بھی ملک کا نامور ادارہ ''اسلامک بک سنٹر اسلام آباد'' کر رہا ہے۔ ادارے کے بانی جناب مولانا سید محمد ثقلین کاظمی دیگر گوناگوں گرانقدر خدمات کے علاوہ مفید دینی کتب کو بہترین و معیاری طباعت اور مناسب قیمت کے ساتھ ملت تک پہنچا کر مکتب محمد و آل محمد علیہم السلام کی نشر و اشاعت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ خداوند قدوس انہیں مزید توفیقات خیر سے نوازے۔ آمین۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری محنتوں اور کاوشوں کو بطفیل معصومین علیہم السلام قبول فرمائے۔ ہماری اور ہمارے اہل خانہ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے، ہم سب کو صحت و سلامتی نصیب ہو اور ہمارے جملہ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ قارئین کرام سے عاجزانہ اپیل ہے کہ وہ میرے والدین اور تمام مرحومین کے ایصال ثواب کیلئے سورۂ الحمد، سورۂ توحید اور معوذتین کی قرأت سے نوازیں۔ کتاب میں کسی قسم کی کوئی غلطی پائیں تو حقیر کے پتہ پر مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح ہو سکے۔ قارئین کرام سے مفید مشوروں اور رہنمائی کی بھی توقع ہے۔

الاحقر العاصی پُر معاصی

محمد لقمان ڈار عفی عنہ

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

عالم برزخ اور اس کی کیفیت جو کہ انسان کی پوری عمر کا چھٹا عالم اور اٹھارواں مرحلہ ہے کی بحث سے فراغت کے بعد عالم قیامت[1] کے بارے میں بحث شروع کر رہا ہوں جو انسانی زندگی کا ساتواں عالم اور انیسواں مرحلہ ہے۔

تمام دنیاؤں میں سے ایک خطرناک ترین دنیا اور خوفناک ترین مراحل میں سے ایک مرحلہ قیامت ہے جنہیں ہم ابھی تک بیان کر چکے ہیں۔ اس عالم میں تمام کی تمام مخلوقات پہلی یا آخری ایک جھُلسا دینے والے اور بے چین کر دینے والے صحراء میں اپنی قسمت کے حتمی نتیجے کیلئے جمع ہوگی۔

اس عالم میں اہل محشر حتیٰ کے انبیاء خدا علیہم السلام کی فریاد و نالہ بلند ہوگی۔ جس کی وحشت اور خوف سے بچے، بوڑھے[2] ہو جائیں گے، اُن کی کمریں خمیدہ ہو جائیں گی اور ان کے بال سفید ہو جائیں گے، ایک گروہ فرار[3] کا سوچنے لگے گا جبکہ بعض گروہ فدیہ[4] دینے کی سوچ میں پڑ جائیں گے اور ایک گروہ وسیلے اور شفاعت کی تلاش میں سرگرداں ہوگا۔

اس عالم میں ایک غضبناک خطاب کے ذریعے مومنوں اور گنہگاروں کو[5] علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے گا اور ہر کوئی اپنے اصلی ٹھکانے کی راہ لے گا۔ اس عالم میں اولاد والدین سے، والدین اولاد سے، بیوی شوہر سے، بھائی بھائی سے بھاگے گا تا کہ کوئی اپنے تلف شدہ حقوق کا مطالبہ نہ کر بیٹھے۔

---

1. چھ عالم اور اٹھارہ مرحلے جو انسانی زندگی پر محیط ہوتے ہیں۔

2. مزمل ۷۳، آیت ۱۷۔ 3. عبس ۸۰، آیت ۳۴ تا ۳۶۔ 4. معارج ۷۰، آیت ۱۱ تا ۱۵۔ 5. یٰس ۳۶، آیت ۵۸۔

اس عالم میں سب کے حساب کی جانچ پڑتال ہوگی اور ظالموں اور غاصبوں سے مظلوموں کے حقوق چھین کر انہیں دلوائے جائیں گے۔ اس عالم میں متعدد لوگ اپنے اپنے پرچم اُٹھائے ہوں گے اور ہر پرچم کے نیچے ان کے پیروکاروں کی کثیر تعداد جمع ہوگی اور ان کی رہبری میں آگے بڑھیں گے۔ انسان نے دنیا میں جو جو اعمال انجام دیئے تھے اس عالم میں ان اعمال و صفات میں جان پڑ جائے گی اور وہ مجسم ہو جائیں گے اور ہر باطن ظاہر کی شکل اختیار کرلے گا۔ بعض کے نصیب میں رسوائی اور پریشانی ہوگی جب کہ بعض کا دامن خوشیوں اور مسرتوں سے بھر جائے گا۔ اس عالم میں سب سے بڑی عدالت لگائی جائے گی جس میں تفتیش کے مختلف شعبے مقرر کیئے جائیں گے اور ہر گروہ کا اس سے متعلقہ شعبے میں مقدمہ چلایا جائے گا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اس عالم میں بعض گروہ حسرت و یاس کی تصویر بنے ہوں گے اور اپنے کیئے پہ پشیمان ہوں گے (سورۂ آل عمران آیت ۱۵۶)۔ والدین اپنی اولاد سے، اولاد اپنے والدین سے، بیویاں اپنے شوہروں سے، قبیلے اور رشتہ دار اپنے عزیز و اقرباء سے اور ہر کوئی ایک دوسرے سے تعاون و مدد کا طلبگار ہوگا، مگر دوسری طرف سے نصرت کمک نام کی کوئی چیز نہیں ہوگی۔

اس عالم میں عدل الٰہی کا ترازو رکھا جائے گا، لوگوں کے چھوٹے بڑے سب اعمال تولے جائیں گے (ان اعمال کا) بھاری پن اور ہلکا پن دیکھا جائے گا۔ تولے جانے کے بعد سب کو ان کے اعمال کے مطابق بدلہ اور جزا دی جائے گی۔ اس عالم میں جہنم پہ پل صراط نصب کیا جائے گا۔ تمام اہل محشر بلکہ انبیاؑ تک کو اس پر سے گزارا جائے گا۔ جو گنہگار اور مجرم معافی کے قابل نہیں ہوگا وہ آتش جہنم میں گر جائے گا اور نیک لوگ امن و سلامتی کے ساتھ پل عبور کر جائیں گے اور جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

اس عالم میں انبیاء و آئمہ معصومینؑ، قرآن مجید، شہداء اور علماء حق کے مومنین بھی شفاعت کیلئے تیار ہو جائیں گے اور حتی الامکان قابل معافی گنہگاروں کو جو معافی کے مستحق ہوں گے ان

کی شفاعت کریں گے۔اس کے علاوہ ہزاروں تلخ وشیریں مفاہیم ہیں جو آپ اس کتاب ''انسان از حشر تا دادگاہ (قیامت)''(انسان محشر سے قیامت کی عدالت تک) میں پڑھیں گے۔اس کے علاوہ قیامت کے متعلق بھی کئی باتیں ہیں جیسے لوگوں کا حشر ونشر،عدل الٰہی پر مشتمل عدالت،لوگوں کا حسرت ویاس کا شکار ہونا۔ہم اس دادگاہ (عدالت) کی تشریح بھی انشاء اللہ کریں گے(درحقیقت ہم اس سلسلہ کی تیسری جلد کو شروع کررہے ہیں)۔

☆☆☆☆☆

قیامت

قیامت پر ایمان

دین اسلام کے ضروری ارکان میں سے ایک اہم ترین رکن قیامت اور روز جزاء پہ ایمان لانا ہے اس سلسلے میں کثیر تعداد میں آیات وروایات موجود ہیں! جوکوئی روز جزاء پر یقین نہیں رکھتا اور اس کا منکر ہے، قیامت پر ایمان نہیں رکھتا گویا وہ دین اسلام پہ ایمان نہیں رکھتا۔ اسے کسی طرح بھی قرآن و اسلام کا پیروکار نہیں کہا جا سکتا ہے۔ سچے مسلمان باکمال اطمینان سے آنحضرتؐ پر نازل ہونے والی وحی کی رُو سے قیامت کو خدا کا قطعی ویقینی وعدہ مانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ خدا کا وعدہ یقینی ہے اس کی مخالفت قطعاً جائز نہیں ہے۔ ایک دن قیامت نے آنا ہی ہے، عدل الٰہی کا میزان لگے گا، لوگوں کے حساب کی جانچ پڑتال ہوگی، نیک لوگوں کو اپنے اعمال کی جزاء اور گنہگاروں کو اُن کے بُرے اعمال کی سزا ملے گی۔ قیامت ان جملہ امور میں سے ہے جس دن خدا کے یقینی واقعات بغیر کسی وہم وگمان کے وقوع پذیر ہوں گے۔

خداوند کریم نے اس حقیقت کا ہر صدی، ہر زمانے میں اپنے پیغمبروں سے بذریعہ وحی اعلان کرایا ہے اور اُنہوں نے بھی اپنی رسالت کی ذمہ داری کی وجہ سے اپنی قوم کو اس اہم ترین خبر سے آگاہ کیا ہے اور اُنہوں نے صراحتاً بیان کیا کہ وعدہ الٰہی وقوع پذیر ہوگا اور یقین کے ساتھ روز جزاء آپہنچے گا اور خدا کے حضور لوگوں کے اعمال کی تفتیش اور جانچ پڑتال کی جائے گی اور ہر انسان دنیا میں کیئے جانے والے اپنے اعمال کے اچھے اور بُرے انجام کو ضرور پائے گا۔ صرف قرآن حکیم میں قیامت اور اس کی کیفیت کے متعلق سینکڑوں آیات موجود ہیں۔ پیغمبر اکرمؐ نے تمام مناسب مواقع پر لوگوں کے سامنے تلاوت بھی فرمائی اور لوگوں کو قیامت کے دن کی سزا و جزاء کی طرف سے مقرر شدہ انجام سے بھی آگاہ فرمایا ہے۔ جن لوگوں کو قیامت اور روز جزاء کا یقین ہو جاتا ہے

وہ اس پر حقیقی ایمان رکھتے ہیں وہ کبھی بھی اس کے انجام سے غافل نہیں ہوتے!۔

اس قسم کے افراد اپنی زندگی میں گناہ کے نزدیک نہیں جاتے ہیں اور ہر قسم کی غیر شرعی لذائذ اور منافع سے اجتناب کرتے ہیں تا کہ روز قیامت خدا کے مواخذہ اور عذاب سے بچ سکیں۔

قیامت پہ ایمان سے مراد قیامت پہ یقین، ثواب اور عقاب الٰہی پہ ایمان لانا ہے۔ اس دن پہ ایمان لانا ہے جب حکم خدا سے لوگ زندہ کیئے جائیں گے اور خدا کی عدالت میں پیش کیئے جائیں گے۔ یعنی ایسے دن پر عقیدہ و ایمان رکھنا ہے جس دن انسان کے سامنے اس کا نامہ اعمال کھول دیا جائے گا اور اپنے تمام اچھے اور برے اعمال کا مشاہدہ کرے گا جنہیں دنیا میں انجام دے چکا ہے۔ اس اعمال نامے میں بغیر کسی کمی بیشی کے سب اچھے بُرے اعمال درج ہوئے ہوں گے۔ قرآن کریم میں فرمان ہوتا ہے کہ:

﴿اَحْصٰهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ﴾ (سورہ مجادلہ آیت:۶)

''خداوند کریم نے تمام اعمال کو بغیر کسی کمی وبیشی کے محفوظ کر رکھا ہے جبکہ لوگ خود انہیں بھول چکے ہوں گے!''۔

قیامت کی صبح

جب اسرافیل صور پھونکیں گے تو اس کے اثر سے اس کائنات کی تمام مخلوقات مر جائیں گی۔ زمین، آسمان، چاند، ستارے تمام ختم ہو جائیں گے۔ یہ جہاں تاریکی میں ڈوب جائے گا۔ جب اس واقعہ کو چالیس برس گزر جائیں گے اور خدا واحد کے سوا کوئی باقی نہیں بچے گا تو ایک مرتبہ پھر حکم خدا ہو گا کہ جو صور کی صورت میں پھونکا جائے گا کہ مُردوں کو حساب کی جانچ پڑتال کیلئے زندہ کر کے میدان حشر میں حاضر کیا جائے۔

خداوند کریم نے صبح قیامت اور مُردوں کے دوبارہ زندہ ہونے کی تصور کشی انتہائی دلچسپ، ہلا دینے والے پیرائے میں کی ہے۔ ایک مقام پہ ارشاد ہو رہا ہے:

﴿ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ ﴾ (سورۂ زمر آیت:۶۸)

"صبح قیامت دوبارہ صور پھونکا جائے گا اچانک سب اُٹھ کھڑے ہوں گے اور حساب و کتاب کے انتظار میں سزا و جزاء کیلئے اپنی قسمت کے فیصلہ کیلئے آگے بڑھیں گے"۔

چون از نفخہ صور خیزد ندا جز آن راکہ یزدان بخواھد بقا

صور پھونکنے سے ساری مخلوق موت کی آغوش میں چلی جائے گی، سوائے ان کے جنہیں خدا باقی رکھنا چاہتا ہے۔

ھر آن چہ بود در زمین و آسمان بگردند مدھوش از ھر کران

جو کچھ زمین و آسمان میں ہے یہ سب ایک دوسرے کو بھول چکے ہوں گے۔

دمیدن بگیرد دوبارہ دمی دمیدہ شود نفخہ دوّمی

دوبارہ صور پھونکنے کیلئے تیاریاں ہوں گی اور یوں دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا۔

خلائق بہ خیزنداز خاک گور بیبنندآن منظر و آن نشور

مخلوق اپنی قبروں سے اُٹھے گی تا کہ قیامت کا منظر اور لوگوں کے حشر نشر کو دیکھ سکیں۔

ایک دوسرے مقام پہ ارشادِ رب العزت ہو رہا ہے کہ:

﴿ فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۝ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ﴾ (سورۂ مدثر آیت:۸۔۱۰)

"(صبح قیامت) جب صور پھونکا جائے گا وہ دن بہت سخت اور مشقت بھرا دن ہو گا یہ کافروں پہ ہرگز آسان نہیں ہوگا"۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے کہ:

﴿ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴾

(سورۂ یٰسین آیت:۵۳)

"اس دن ایک چیخ بلند ہوگی اور سب ہمارے پاس حاضر ہو جائیں گے (اپنے اعمال کی جانچ پڑتال کیلئے)"۔

بہ جزء صیحہ ای نیست روز جزا　　کہ آیند ناگہ ہمہ سوی ما

روز قیامت ایک چیخ کے سوا کچھ نہیں ہے کہ سب کے سب ہماری طرف اچانک آ جائیں گے۔

آیات بڑی وضاحت سے بیان فرما رہی ہیں کہ برزخ کے خاتمہ اور قیامت کی پہلی صبح کے بعد صور پھونکنے اور اس کی کانوں کو چیرتی ہوئی آواز سے مُردے دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔ طویل اور گہری نیند سے بیدار ہو کر اپنی اپنی قبروں سے باہر آئیں گے اور خدا کی عدالت میں حاضر ہو جائیں گے۔ قیامت کی پہلی صبح خداوند کریم سب سے پہلے حضرت اسرافیل (جو کہ صور پھونکنے پر مامور ہے) کو زندہ کریں گے اور حکم دیں گے کہ صور پھونکو اور زندہ کیئے جانے اور حشر کا اعلان کرو۔ یہ آخری بار پھونکا جائے گا، جونہی صور پھونک دیا جائے گا اور لوگ زندہ ہو جائیں گے تو حکم دیا جائے گا کہ: "اے جسموں سے خارج ہونے والی ارواح، اے بوسیدہ شدہ ہڈیو، اے خاک میں ملے ہوئے جسمو، اے جسموں سے الگ شدہ رگو، اے ٹکڑے ٹکڑے ہونے والی جلدو، اے بوسیدہ اور خاکستر ہونے والے بالو، اے انسانو جو مٹی میں مل چکے ہو، عدالت میں پیشی کیلئے، دشمی کے فیصلے کیلئے، اعمال کے حساب و کتاب کیلئے پھر سب اُٹھ پڑیں گے اور چاروں اطراف نگاہ دوڑائیں گے عدالت میں پیشی اور اپنی قسمت کے فیصلہ کیلئے تیار ہو جائیں گے"۔

قیامت کی وسعت

اولین و آخرین کا زندہ ہونا اور مسئلہ قیامت ان اہم ترین اخبار میں سے ایک ہے جس کا اعلان انبیاءؑ نے اپنے اپنے مکاتب میں بڑی وضاحت سے فرمایا ہے مگر اس کے باوجود لوگ قیامت کے بارے متوجہ ہی نہیں ہیں اور اسے اہمیت دینے کی بجائے بالکل آسان سمجھ رکھا ہے اور اُنہوں نے قیامت کے بارے میں صرف سُن رکھا ہے اور بس!

بقول شاعر

از قیامت خبری من شنوی دست از دور بر آتش داری

قیامت کے بارے میں خبر سن رکھی ہے جو ایسے ہی ہے جیسے دُور سے آگ پہ ہاتھ تاپے جاتے ہیں۔

حالانکہ خداوند کریم قرآن مجید میں دنیا کو جو ہمارے نزدیک بہت بڑی وسعت کی حامل ہے اسے لہو ولعب اور کھلونا قرار دیا ہے۔ (سورۂ عنکبوت آیت ۶۴)۔ جبکہ قیامت کو عظیم قرار دیا ہے اور اسے ''خبر عظیم'' کے عنوان سے یاد فرمایا ہے۔ جہاں ارشاد ہوتا ہے کہ: ''(وہ لوگ) کس کے بارے میں پوچھتے ہیں؟ بہت بڑی خبر کے بارے میں'' جو کہ اُٹھائے جانے اور محشور ہونے کا دن ہے''جس خبر کے بارے میں اختلاف کا شکار ہیں''۔ (سورۂ نباء آیات:۱تا۲)۔

کدامین خبر هست درپیش رو که مردم نمائید از آن پرس وجو

کہاں ہے جن کے پاس قیامت کے ہونے کی خبر ہے، چونکہ لوگ اس بارے میں بازپرس کرتے ہیں۔

بگوئید از روز محشر سخن جدل کرده در باب آه در مرد و زن

وہ کون سی خبر درپیش ہے کہ جس کے بارے میں لوگ پوچھ گچھ اور جستجو کرتے ہیں۔ یہ لوگ میدان حشر کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں بلکہ اس کے بارے میں تمام مرد وزن گرما گرم بحثوں میں اُلجھے ہوئے ہیں۔

ایک دوسرے مقام پہ ارشاد ہو رہا ہے: ''اے پیغمبر گرامیؐ! لوگوں سے کہہ دو قیامت بہت بڑی خبر ہے جو کہ ایک جان لیوا اور بہت بڑا واقعہ ہے کہ تم لوگوں نے اُس سے منہ موڑا ہوا ہے اور اپنے آپ کو اُس بڑے جوابدہی کے دن کیلئے تیار نہیں کرتے ہو''۔ (سورۂ ص آیت: ۶۷، ۶۸)

بگوس عظیم است حقا خبر پیامی که از جنت است و سقر

کہہ دو! یہ خبر بہت بڑی ہے اور برحق ہے، یہ خبر پیام ہے جنت اور جہنم کے بارے میں۔

جی ہاں! قیامت بہت بڑی اور عظیم ہے۔ اس دن اولین و آخرین سب مخلوقات جمع ہوں گی، یہ سارا بھاری اجتماع اپنے اپنے اعمال کے نتائج کے سبب حیران و پریشان ہوگا، سب محو گریہ ہوں گے۔ اس دن انسان جس طرف بھی نگاہ کرے گا اسے وحشت و پریشانی کے اسباب ہی نظر آئیں گے اور ہر کوئی آنے والے وقت کا سوچ کر حیران و سرگرداں ہوگا۔ انسان کی فکر اور عقل ماؤف ہو جائے گی، ہر کوئی دوسرے سے فرار کرے گا اور اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کرے گا، ہر کوئی چارہ جوئی کی فکر میں ہوگا۔

قیامت کے ہولناک خوف نے ''عمرو'' کے گھٹنے ٹکا دیئے

عرب کا نامی گرامی پہلوان اور سُورما ''عمرو بن معدیکرب'' کہ تاریخ اسلام میں کافی زیادہ فتوحات اس سے منسوب ہیں۔ اسلام لانے سے قبل اسے آنحضرتؐ کی خدمت میں شرف یابی کا موقع نصیب ہوا۔ آپؐ نے اسے اسلام کی دعوت دی اور فرمایا: ''اے عمرو! اگر ایمان لے آؤ تو فزع اکبر (قیامت کا سب سے بڑا خوف) سے امان پا جاؤ گے'' اس نے عرض کی: ''فزع اکبر کون سی ہے؟ میں اتنا شجاع اور مضبوط دل و ارادے کا مالک ہوں کہ کسی بھی خوفناک چیز سے نہیں ڈرتا ہوں''۔ آپؐ نے فرمایا: ''اے عمرو! ایسا نہیں ہے جیسا تم نے سوچ رکھا ہے، اس دن یقیناً ایک چیخ ماری جائے گی جس سے سارے مُردے زندہ ہو جائیں گے اور قطار باندھ کر کھڑے ہوں گے، آسمان پھٹ جائے گا اور پہاڑ لرز جائیں گے۔ اس دن ہر ذی روح کا دل خوف سے ڈرا اور سہا ہوا ہوگا، ہر کوئی اپنے آپ میں گم ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا: ''اے عمرو! کہاں ہو؟ آپؐ نے قیامت کی خصوصیات کچھ اس طرح بیان فرمائیں کہ عمرو کا بدن سر سے پاؤں تک لرزنے لگا اس پہ کپکپی طاری ہوگئی۔ اس نے عرض کیا میں پیش آنے والے اس دن کے بارے میں کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا: ''کہو لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ '' اسی محفل میں عمرو نے اپنی قوم کے ہمراہ اسلام قبول کر لی اور ان کا اسلام لانا بہت اچھا رہا۔ (بحار الانوار، ج: ۷، ص: ۱۱۰)

کون لوگ فزع سے امن میں رہیں گے؟

قیامت کے دن ہر سُو وحشت وخوف کا راج ہوگا، زمین وآسمان کے مکین اس فزع کا شکار ہوں گے۔ سوائے ان لوگوں کے جو نیک ومتقی اور نیک اعمال بجالانے والے ہوں گے وہ خدا کے حضور ''فزع'' کی وحشت سے محفوظ ہوں گے۔ اس بارے میں قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ:

''وہ لوگ جنہوں نے (دنیا میں) حسنات اور نیکیاں انجام دیں (قیامت کے دن) ان کی بہترین جزاء پائیں گے اور اس دن وحشت وفزع سے بھی محفوظ رہیں گے۔ (سورۂ نمل آیت:۸۹)

کسانی کہ کردند کار نکو   بیند پاداش بهتر از او

جو لوگ نیک اعمال انجام دیں گے وہ اس کی بہترین جزاء ضرور پائیں گے۔

پیغمبر اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ: ''بروز قیامت ڈر، خوف، وحشت اور فزع اکبر سے صرف درج ذیل افراد امان پائیں گے:۔

(۱) وہ افراد جو کسی ایسے سفید ریش بزرگ کا احترام کریں جس نے اپنے داڑھی اسلام میں سفید کی ہو۔ خداوند کریم قیامت کی وحشت، خوف سے انہیں امان عطا کرے گا۔ (آثار الصادقین ج:۱۰، ص:۱۸۵)

(۲) وہ شخص جو مکۃ المکرمۃ اور مدینۃ المنورہ کی زیارت کے قصد سے دوران سفر آتے یا جاتے ہوئے فوت ہو جائے اور وہیں دفن بھی ہو۔

(۳) اگر کوئی شخص کسی مؤمن کی قبر پہ ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ سورۃ قدر کی تلاوت کرے تو اس صاحب قبر کو خداوند کریم کے خوف سے امان عطا کرے گا۔

(۴) وہ شخص جس کیلئے گناہ وزنا کے وسائل دستیاب ہوں اور وہ صرف خوف خدا سے (نہ کہ لوگوں کے ڈر سے اور اپنی جان و مال کے ڈر سے) گناہ کو ترک کر دے اور یوں وہ گناہ کے ارتکاب سے محفوظ رہے۔

(۵) وہ شخص جو اپنے عیوب پہ نظر رکھتا ہو اور اپنے نفس سے دشمنی کرے، ہمیشہ اس کی مذمت اور سرزنش کرتا رہے۔ (سفینۃ البحار ص:۳۶)

(۶) وہ شخص جس کے پاس محروم اور مظلوم لوگ اپنی حاجات کو پورا کرنے اور نالہ و فریاد لے کر حاضر ہوں، اور وہ شخص ان کی مشکلات و مصائب کے حل کے لئے کوشش کرے وہ شخص قیامت کے دن خدا کے عذاب کے شکنجے سے امان پائے گا۔ (تحف العقول ص:۵۷)

(۷) وہ شخص جو مسجد میں دلچسپی رکھتا ہے اور ہمیشہ اس میں اپنی آمد و رفت رکھتا ہے، اور ہمیشہ مسجد میں عبادت و بندگی میں مشغول رہتا ہے تو قیامت کے دن مسجد کو مرکب (سواری) کی شکل میں اس کی قبر پہ لایا جائے گا اور اُس شخص کو کجاوے پہ سوار کیا جائے گا اور جنت میں داخل کیا جائے گا۔ پھر وہ شخص کہے گا قیامت، عدالت الٰہیہ، پچاس ہزار سال کا دن اور پل صراط کا کیا بنا؟ میں نے تو انہیں نہیں دیکھا؟ یہ خوبصورت و زیبا کجاوہ اور سواری کیا تھی؟ اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ وہ تیرے پاؤں کے نیچے سے گزر گئے اور تجھے پتہ ہی نہیں چلا۔ وہ خوبصورت سواری اور کجاوہ وہ مسجد تھی جس سے تم محبت کرتے تھے اور وہاں ہمیشہ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

(معاد۔ آیۃ ...... دستغیب ص:۸۶)

قیامت یقینی ہے!

عالم اسلام کے اہم ترین اور بنیادی اعتقادات سے ایک قیامت پہ عقیدہ ہے یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پہ عقیدہ رکھنا! جس کے بارے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے۔ انبیاءؑ نے لوگوں سے فرمایا ہے کہ: "جب موت آتی ہے تو جسم کی زندگی کا چراغ گل ہو جاتا ہے اور سرگرداں رہتا ہے اور جونہی قیامت کی گھڑی پہنچے گی جس میں خداوند کریم انسانوں کو دوبارہ زندہ کریں گے اور ان کا حساب و کتاب لیا جائے گا۔ نتیجتاً انسان اپنے دنیا کے اعمال کی جزاء یا سزا کو پائے گا" اس دن ہر شخص اپنی حالت سے آگاہی حاصل کر پائے گا اسے اپنے گناہوں اور

خطاؤں کا علم ہو گا جو اس کے لئے بدبختی اور پشیمانی کا سبب بنے گی جو اُسے تباہی کی طرف کھینچ لائی ہیں۔ اس دن مومنین احکام خدا کی اطاعت اور اس کے انبیاء کے فرامین کی اتباع کے نتیجے میں اور انبیاء کے فرامین کی مخالفت کے سبب سخت غمگین اور پریشان ہوں گے۔ چونکہ ان افراد نے دنیا میں گناہوں کا ارتکاب کیا تھا غفلت کا شکار رہے تھے۔ تبھی تو مختلف قسم کی پریشانیاں (جیسے غم واندوہ، افسوس، اشک ریزی، ندامت، حسرت وغیرہ) اسے لاحق ہوں گی مگر اس وقت یہ پریشانیاں یا اس قسم کی دیگر پریشانیاں اس کے لئے فائدہ مند نہیں ہوں گی۔ اس دن قیامت کے منکروں اور قیامت کو جھٹلانے والے افراد کو ان کی قبروں سے باہر لا کر میدان محشر میں کھڑا کیا جائے گا اور جب یہ لوگ اتنے خطرناک اور وحشت زدہ مناظر کو دیکھیں گے تو پہلے لمحے (لحظے) ہی خود کو کوسنے لگیں گے اور آنے والے تاریک لمحات سے وحشت زدہ ہو جائیں گے کیونکہ آنے والا وقت ان کیلئے مشکلات و پریشانیاں لانے والا ہے۔ اس وقت تمام انسان اچھے و بُرے، ظالم و مظلوم، مطیع و عاصی، مومن و کافر سب کے سب دوبارہ زندہ ہوں گے اور اپنے اعمال کے نتائج کیلئے عدالت الٰہیہ میں حاضر ہوں گے تاکہ نیک افراد کو نیک اعمال کی جزاء اور بُرے افراد کو اُن کے بُرے اعمال کی سزا دی جا سکے۔ اس دن خداوند کریم کی طرف سے خصوصی منادی محشر کے میدانوں سے ندا دے گا کہ توحید شناس افراد اور مومنین کو جنت الفردوس کی طرف لے جایا جائے تاکہ یہ اپنے نیک اعمال کی جزا کا مشاہدہ کر سکیں۔ نعمتوں اور ناز برداریوں کو قریب سے دیکھ سکیں اور اپنے محلات میں سکونت اختیار کر سکیں۔ اس کے بعد پھر ندا سنائی دے گی کہ کفار، منافقین، مشرکین کو زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی طرف گھسیٹ کر لایا جائے تاکہ یہ اپنے بُرے اعمال کی سزا پا سکیں!۔ (سورۂ مریم آیات: ۸۵۔۸۶)

یك روز افراد پرهيزگار　　بيايند بر درگه كردگار

ایک دن پرہیزگار افراد آئیں پروردگار کی بارگاہ میں۔

هر آں کس کہ بدست بدکار و دن در آتش بخواهد شدن سرنگون
ان میں سے جو بھی بدکار اور بُرا تھا وہ آتش جہنم میں ڈلوائے جانے کیلئے تیار ہو جائے!۔

قیامت کے دن لوگوں کے مختلف گروہ!

قیامت کے دن لوگوں کو تین گروہوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ پہلا گروہ ان لوگوں کا ہوگا جو دنیا میں کافر اور مشرک تھے۔ ان کے بُرے اعمال نیک اعمال سے زیادہ ہوں گے، ایسے گروہ کا ٹھکانہ آتش جہنم ٹھہرے گا۔ دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو گناہ اور خلاف شرع کاموں سے حتی المقدور اجتناب کرتے رہے ہوں گے یا پھر ان کے نیک اعمال بُرے اعمال سے زیادہ ہوں گے، ایسے افراد کا انعام جنت قرار دی جائے گی۔ تیسرا گروہ ایسے افراد پر مشتمل ہوگا کہ جن کے اچھے اور بُرے اعمال برابر ہوں گے، انہیں اہل اعراف کہا گیا ہے ان سے مراد وہ شیعہ ہیں جو اعتقادی اور فکری لحاظ سے مستضعف یعنی کمزور ہوں گے۔

امام صادق علیہ السلام اس گروہ (جس کی نیکیاں اور گناہ برابر ہیں) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: ''اگر خداوند کریم انہیں دوزخ بھیج دیں تو اس کا سبب ان کے گناہ ہوں گے اور اگر انہیں جنت بھیجتا ہے تو یہ خدا کی رحمت و برکت کا نتیجہ ہے''۔ (تفسیر برہان ج:۲،ص:۱۷)

ایک چوتھا گروہ بھی ہے یہ گروہ جتنی مدت اعراف میں رہے گا ان کا دل جنت جانے کو مچلتا رہے گا مگر ایسا ممکن نہیں ہوگا البتہ یہ افراد اہل بہشت اور دوزخیوں کو ان کے چہروں سے پہچانتے ہوں گے یہ اہل جنت پہ درود بھیجتے رہیں گے اور اہل دوزخ کی سرزنش کرتے رہیں گے۔

آئمہ معصومین علیہم السلام قیامت کے سخت ترین مرحلے پہ کھڑے ہو جائیں گے مؤمنین کے گناہ اور نیکیاں برابر ہوں گی اور مقام اعراف میں حیران ہوں گے انہیں جنت لے جائیں گے۔ ان کی مثال ان کمانڈروں اور لشکر کے سالاروں کی ہے جو پورا لشکر گزر جانے کے بعد بالکل آخر میں گزرتے ہیں کہ اگر لشکریوں میں سے کوئی بچ جائے تو اُسے لشکر کے ساتھ ملاتے رہیں۔

(اعراف سے متعلق تفصیلی بحث کتاب قیامت وشاہدان صادق میں بیان ہو چکی ہیں، لہٰذا اُس کی طرف رجوع کریں)۔

قیامت کے دن بچوں کا بوڑھا ہونا

قیامت کا عذاب وحشت، خوف، سختیاں اور اس قدر ہولناک اور کمر شکن ہے کہ بچوں کو بوڑھا کردیں گی اور انکے بالوں کو سفید کردیں گی۔ قرآن کریم اس بارے میں ارشاد فرماتا ہے::

﴿فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا﴾ (سورہ مزمل آیت:۱۷)

''اگر تم کافر ہوگئے ہو تو کس طرح تم خدا کے شدید عذاب کو ایک طرف ڈال رہے ہو؟ یہ تو وہ دن ہے جو بچوں کو بوڑھا کردیتا ہے، ان کے بال سفید کردیتا ہے''۔

در آن روز محشر چه باشد گریز؟ که کودك او حشت شود همچو پیر

کیا روز قیامت سے فرار کیا جاسکتا ہے؟ کہ جس دن بچے بھی خوف و وحشت سے بوڑھیں ہوجائیں گے۔

جی ہاں! قیامت کا عذاب اس قدر سخت اور سنگین، شدید، خوفناک اور کمر شکن ہوگا کہ بچے اسی قسم کی حالت کا شکار ہوجائیں گے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''اس دن سے ڈرو جس دن انسانوں کے اعمال کی چھان بین کی جائے گی، زلزلے بکثرت آئیں گے اور بچے بوڑھے ہوجائیں گے'' (نور الثقلین ج:۵،ص:۴۵۱)

جناب نہاوندی تحریر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کو پڑھنے کیلئے اسکول بھیجا۔ جب بچہ اسکول سے واپس آیا تو اس کے باپ نے دیکھا کہ وہ بدلا ہوا اور بے چین ہے، بخار بھی ہے۔ بچے سے پوچھا کہ اے بیٹے کیوں بے چین ہو، تمہارا رنگ کیوں زرد ہوگیا ہے؟ تو بیٹے نے رونا شروع کردیا اور کہا: آج اُستاد نے ہمیں اس آیت کے بارے میں درس دیا ہے اور

مذکورہ آیات کی تلاوت کی۔ بچے کو اُسی درس کے اثر نے بخار میں مبتلا کر دیا اور وہ بیمار ہو گیا اور کچھ مدت کے بعد مر گیا۔ اُس کے جنازہ کو دفن کر دیا۔ اگر چہ اُس پر شرعی ذمہ داری ابھی عائد نہیں ہوئی تھی پھر بھی اس کا والد اُس کی قبر پر ہر وقت آتا اور کہتا یہ تو میرا حق بنتا تھا کہ اپنی ناپاکی کی وجہ سے مر جاتا نہ کہ تو کہ جس نے کوئی گناہ ہی نہ کیا تھا۔ (قیامت و قرآن ص:۱۸)

آخرت کا عذاب آسان ہے اسی دنیا میں گاہے بگاہے دیکھا گیا ہے کہ جب کبھی انسان غیر معمولی شدید قسم کی سختیوں اور صدموں کا شکار ہوتا ہے تو صرف ایک لحظے کے اندر اندر جو جلدی گذر جاتا ہے اس کے بال سفید ہونے لگتے ہیں۔ اس مفہوم کی مزید و: احت کیلئے چند لوگوں کی ایسی مثالیں پیش کر رہے ہیں کہ صرف ایک ہی رات کے اندر اندر جن کے سارے کے سارے بال سفید ہو گئے تھے۔

خواب میں قیامت دیکھ کر سر کے بال سفید ہو گئے!

(۱) منقول ہے کہ ایک شخص کے سر اور داڑھی کے بال رات کی ابتدا میں بالکل سیاہ تھے حتیٰ کہ ایک سفید بال بھی ان کے درمیان نہیں تھا لیکن جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا بال سفید ہو گئے ہیں، جب اس سے سبب پوچھا گیا تو کہنے لگا کہ گذشتہ شب خواب میں قیامت اور جہنم کی آگ کو دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ لوگوں کو آگ کی زنجیروں میں جکڑ کر دوزخ میں ڈالا جا رہا ہے اور مجھے دوزخ میں ڈالا گیا۔ جس کی وحشت اور ہولناکی کی وجہ سے میرے سر کے بال سفید ہو گئے اور میری یہ حالت ہو گئی۔ (منہاج الصادقین ج:۱،ص:۵۱)

قبر میں اس لڑکی کے بال سفید ہو گئے!

(۲) مرحوم طباطبائیؒ نے حاج میرزا علی آقا قاضی سے نقل کیا ہے کہ نجف اشرف میں ہمارے پڑوس میں آفندیوں کی ایک عورت فوت ہو گئی جس کی ایک بیٹی تھی (آفندی لوگ عثمانی سنی تھے)

ماں کی موت پہ یہ لڑکی بہت زیادہ آہ وفغاں اور گریہ وزاری کرتی تھی اور بے چین تھی۔ تشیع جنازہ کرنے والوں کے ساتھ اپنی ماں کی قبر تک آئی جب قبر تیار کر لی گئی کہ اب اس کی ماں کو قبر میں اُتارا جائے وہ لڑکی چلا اُٹھی اور کہا وہ اپنی ماں سے جدا نہ ہوگی۔ بڑی کوشش کی گئی مگر بچی اپنی ماں سے کسی طرح بھی جدا نہیں ہو رہی تھی تو سب نے مل کر فیصلہ کیا کہ بچی کو ماں کے ہمراہ قبر میں لٹا دیا جائے اور قبر کو اوپر سے صرف ایک تختے سے بند کر دیا جائے اور اس میں ہوا کیلئے ایک سوراخ بنا دیا جائے تاکہ وہ لڑکی مر نہ جائے اور یوں وہ ماں کے پہلو میں لیٹ گئی۔ جب صبح لوگ آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بچی کے سر کے سارے بال سفید ہو چکے ہیں۔ بچی سے جب اُس کی وجہ پوچھی گئی تو بچی نے جواب دیا کہ کل شب دو فرشتے آئے اور میری ماں کے دونوں جانب کھڑے ہو گئے۔ ایک انتہائی قابلِ احترام شخصیت بھی آئی اور درمیان میں کھڑی ہو گئی۔ میری ماں سے عقائد کے متعلق سوالات شروع ہو گئے جب امام پہ پہنچے تو اس شخصیت نے کہا کہ میں اس کا امام نہیں ہوں۔ یہ سنتے ہی اُنہوں نے میری ماں کے سر میں ایک ایسا گرز مارا جس سے آگ کے شعلے بلند ہوئے جو آسمانوں کو چھو رہے تھے۔ اس واقعے کی وحشت سے میرے بال سفید ہو گئے ہیں۔ (معاد شناسی ج:۳،ص:۱۰۹)

ایک ہی رات کے اندر اندر عورت کے بالوں کا سفید ہو جانا!

(۳) ایک معتبر شخص سے منقول ہے کہ میں نے ایک نوجوان عورت دیکھی جس کے سر کے سارے بال سفید ہو چکے تھے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی؟ اُس نے جواب دیا کہ وہ ناصبی مذہب کی پیروکار تھی، اس کا ایک بھائی تھا جس سے اُس کو بہت زیادہ محبت تھی، وہ بیماری کی وجہ سے فوت ہو گیا۔ جب اس کی تدفین کرنے لگے تو اس (عورت) نے سب سے التجا کی کہ اسے بھی اپنے بھائی کے ہمراہ دفن کر دیا جائے کیونکہ اس سے اُس کی جدائی برداشت نہ ہوگی۔ عورت کے حد سے بڑھتے ہوئے اصرار التماس اور التجاء کو دیکھتے ہوئے میت ایک تہہ خانے میں رکھ دی

گئی اور اسے بھی اس کے پاس تنہا چھوڑ دیا گیا اور اس تہہ خانہ میں ایک روشندان رکھا گیا تاکہ اگر وہ عورت باہر نکلنا چاہے تو نکل سکے۔ چونکہ تشیع جنازہ کرنے والے واپس جا چکے تھے، اس عورت نے دیکھا کہ اس کے بھائی کے سرہانے کرسی لگا دی گئی اور ایک وجیہ صورت شخصیت اس پہ آ کر تشریف فرما ہوئی۔ دو فرشتے جن کے نام منکر و نکیر تھے انتہائی ڈراؤنی صورت بنائے ہوئے آئے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک تازیانہ تھا۔ وہ اس کے بھائی سے سوال کرنے لگے پہلا سوال تھا کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب نہ دے سکا۔ کرسی نشین شخصیت نے جواب دیا کہ میرا رب ذات خدا ہے۔ اس کے بھائی نے وہی جواب دیا۔ دوسرا سوال پیغمبرؐ کے بارے میں تھا۔ اس کے بھائی نے پھر جواب نہیں دیا۔ پھر اس شخصیت نے جواب کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ کہو محمدؐ میرے نبی ہیں۔ تیسرا سوال امام کے بارے میں تھا۔ اس کا بھائی اب کی بار پھر جواب نہیں دے پایا۔ اس کرسی پہ تشریف فرما ہستی نے فرمایا۔ اس کے سینے کی خوشبو سونگھو، کیا اس کے دل میں ہماری محبت و دوستی نام کی کوئی چیز ہے یا نہیں...... دونوں فرشتوں نے سونگھ کر جواب دیا کہ نہیں اس دل میں آپؑ کی محبت و دوستی کا نام و نشان تک نہیں۔ اس شخصیت نے فرشتوں سے فرمایا: اب تم اسے تازیانہ مار سکتے ہو۔

اُس عورت نے عرض کی: آپؑ نے پہلے دو سوالوں کے جواب تو میرے بھائی کو بتلائے ہیں مگر تیسرے سوال کا جواب نہیں بتلایا؟ تو ارشاد فرمایا کہ: پہلے دو سوالوں کی قبولیت کا دارومدار تیرے سوال پہ موقوف تھا چونکہ تیسرا سوال نہیں آیا تبھی تو عذاب کا حکم دیا ہے۔

اس عورت نے عرض کی مجھے مذہب حقہ کی تلقین کریں اور راہ ہدایت دکھلائیں! تو فرمایا کہ جاؤ اپنی پھوپھی سے جا کر پوچھو وہ ہمارے شیعوں اور محبّوں میں سے ہے۔ اچانک دونوں فرشتوں نے مجھے ایک گرجدار چیخ سے کہا کہ باہر چلی جاؤ۔ جب اسے کھینچ کر باہر لائے تو اس کھینچا تانی کے دوران اور جو کچھ سنا اس کے خوف سے اس کے بال سفید ہو گئے۔ اس کے بعد

وہ اپنی پھوپھی کے پاس گئی تا کہ ان سے ان کے مخفی ایمان اور مذہب حقہ کے بارے میں کچھ پوچھ سکے اور یوں اُنہوں نے اسے مذہب حقہ کی تعلیم دی اور آئمہ معصومینؑ کی زیارت سے آگاہ کیا۔ (حبل المتین فی معجزات امیر المومنین)

قیامت کے فراری

قیامت کا دن اتنا سخت اور ہولناک ہوگا کہ انسان ہر چیز کو فراموش کردے گا اور ہر چیز سے پناہ طلب کرے گا۔ روز قیامت کے فراریوں کے بارے میں قران مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ (جب دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا اور ایک بہت بڑی چیخ) بلند ہوگی تو وہی چیخ بیداری و حیات ہے جو کہ صدیوں سے سوئے ہوئے لوگوں کو بیدار اور زندہ کر کے میدان محشر میں پہنچا دے گی اور سب کو ایک سرزمین میں جمع کردے گی۔ جب لوگ ایک دوسرے کا مشاہدہ کریں گے تو ایک دوسرے سے اس کے حقوق کے تلف ہونے کی وجہ سے فرار کریں گے کہ مبادی کہیں وہ لوگ ان کے دامن گیر نہ ہو جائیں اور اپنے تلف شدہ حقوق کا تقاضا کرنے لگیں۔ (اس دن بھائی بھائی سے فرار کرے گا) وہی بھائی جو ایک دوسرے کی جان تھے ہر وقت ایک دوسرے کی فکر میں غلطاں رہتے تھے مگر آج ایک دوسرے سے کنی کترائیں گے۔ (اس دن انسان اپنے والدین، ماں باپ سے فرار کرے گا) چونکہ ان کے حقوق ادا نہیں کئے تھے اب کہیں وہ اپنے ہی بیٹے سے ان تلف شدہ حقوق کا تقاضا کرنے لگیں۔ وہ ماں جو اپنے بیٹے پر صدقے قربان جاتی تھی اور وہ باپ جو اپنے بیٹے کیلئے بہت قابل احترام تھا آج بیٹا فرار اختیار کرے گا۔

(اس دن انسان اپنی بیوی اور اولاد سے فرار اختیار کرے گا) کہیں وہ اسے دیکھ نہ لیں اور اپنے ضائع شدہ حقوق کا تقاضا نہ کر بیٹھیں۔ وہ بیوی جس سے شدید محبت کرتا تھا وہ اولاد جسے وہ اپنے دل کا ثمر اور آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیتا تھا کا سامنا کرنے سے گریزاں ہے وہ خود کو ان سے پنہاں رکھنا چاہے گا۔ (سورہ عبس آیت: ۸۰، اقتباس از آیات: ۳۳، ۳۶)

برادراز برادر مادراز کودک گریزانند   بہ فکر کارِ خود هریک از شیخ و شاب آنجا

بھائی سے بھائی اور ماں اپنے چھوٹے بچے سے کنی کترائیں گی وہاں تو جوان اور بوڑھے ہر کسی کو اپنی ہی اپنی پڑی ہوگی۔

چون هنگام محشر بر آید ندا   بہ گوش خلائق رسد ایں صدا

جب قیامت میں ندا آئے گی تو لوگوں کے کانوں تک یہ آواز پہنچے گی۔

گریزد زاخوان و مادر پدر   زرعب زوحشت زبیم و خطر

وہاں ماں، بھائی، باپ سب ایک دوسرے سے گریزاں ہوں گے رعب، وحشت اور خطرے کا خوف ہوگا۔

همین سان گریزد ز فرزند و زن   کجا می تواند بگوید سخن

اسی طرح ہر کوئی اپنے بیوی بچوں سے بھاگے گا انہیں تو بات تک کرنے کی ہمت نہ ہوگی۔

چون هنگامہ حشر آید بہ پیش   چنانست هر کس گرفتار خویش

جب محشر کا ہنگامہ سامنے ہوگا تو پھر ہر کوئی اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار ہوگا۔

کہ هرگز نسازد توجہ بہ کس   بہ کار خودش هست مشغول و بس

کسی کی طرف توجہ کرنے کی ہوش ہی نہ ہوگی اسے صرف اپنی فکر لاحق ہوگی، اپنے آپ ہی میں گم ہوگا۔

جی ہاں! اس دن نہ صرف ایک دوسرے سے فرار اختیار کرے گا بلکہ سب کچھ فراموش کر بیٹھے گا نتیجتاً ہر چیز سے غافل ہو جائے گا اسے صرف اپنا آپ، اپنا نامہ اعمال اور اپنی قسمت یاد ہو گی۔ یہ غفلت و فراموشی اور کنارہ کشی بتلاتی ہے کہ قیامت کی وحشت اور ہولناکی اس قدر شدید ہو گی کہ انسان کو اپنے تمام رشتوں اور تعلقات سے جدا کر دے گی۔ قیامت میں فراریوں کے متعلق حضرت علی علیہ السلام ابن الحسین علیہ السلام سے ایک حدیث نقل کی گئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت علی علیہ السلام جامع مسجد کوفہ میں تھے۔ ایک شامی اُٹھ کر آپؑ سے چند مسائل کے متعلق سوال کرنے لگا ان میں سے ایک سوال اس نے پوچھا کہ ہمیں خداوند کریم کے اس قول (قیامت کے دن انسان اپنے بھائی، ماں، باپ، بیوی، بچوں سے فرار کرے گا) کی وضاحت فرمائیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟'' (سورۂ عبس آیات: ۳۴ تا ۳۶) آپؑ نے فرمایا: جو اپنے بھائی سے فرار کرے گا وہ قابیل ہے جو اپنے بھائی ہابیل سے فرار کرے گا۔ موسیٰ اپنی ماں جو ان کی مربیہ تھی اور مشرک تھی یا اپنی حقیقی ماں خود سے فرار کریں گی کہ مبادا کہیں وہ اس کے حقوق ضائع نہ کرچکی ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ جنہوں نے ان کی تربیت کی تھی سے فرار کریں گے یہ آپؑ کے چچا تھے اور مشرک تھے اور جو اپنی بیوی سے فرار کرے گا وہ حضرت لوطؑ ہوں گے چونکہ ان کی بیوی مشرک تھی اور حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کنعان سے فرار کریں گے اس کی وجہ بھی اس کا کفر ہوگا۔ (تفسیر نور الثقلین ج:۵، ص:۵۱۱ تا ۵۱۲)

ہر کسی کو اپنی ہی فکر لاحق ہوگی!

قیامت کا منظر اس قدر وحشت ناک اور ڈراؤنا ہوگا کہ ہر کسی کو اپنی ہی فکر دامن گیر ہوگی اور ہر بندہ اپنے آنے والے وقت اور اپنے مقدر کے بارے میں پریشان ہوگا، اسے کسی قسم کی دوسری شئی کی فکر نہیں ہوگی۔ قرآن مجید روزِ قیامت کی مشکلات اور سختیوں کی تصویر کشی ان الفاظ میں کرتا ہے:

ترجمہ: ''اس دن لوگوں کی طرف مختلف حالات ہوں گے جو انہیں مکمل اپنی طرف مشغول کیئے ہوئے ہوں گے''۔ (سورۂ عبس ۸۰، آیت: ۳۷)

جی ہاں! اس دن حادثات اتنی کثیر شدت سے ہوں گے کہ انسان کے دل و دماغ کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے اور ان پر اتنا زیادہ مسلط ہو جائیں گے کہ دوسروں بلکہ اسے قریبیوں اور

رشتہ داروں کی بھی ہوش نہ رہے گی۔ حدیث میں آیا ہے کہ خاندان پیغمبرؐ میں سے بعض نے ان سے سوال کیا کہ کیا قیامت کے دن انسان اپنے بہت ہی عزیز ترین دوست کی یاد میں گم ہو جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا تین ایسے مرحلے ہوں گے جب انسان کو کسی کی یاد نہیں رہے گی اور حافظے کے باوجود وہ کسی کو یاد نہیں کر پائے گا۔

پہلا مرحلہ:

جب اعمال کی چھان بین کی جا رہی ہو گی کہ دیکھا جائے کہ انسان کا نامہ اعمال بھاری ہے یا ہلکا، اس کے ثواب زیادہ ہیں یا گناہ؟

دوسرا مرحلہ:

پل صراط (یہ وہی پل ہے جو جہنم کے اوپر بنا ہوا ہے اور قرآن کے فرمان کے مطابق تمام لوگوں کے لئے اسے عبور کرنا ضروری ہے)۔ (سورۂ مریم آیت:۷۱) کے بارے میں پریشان ہو گا کہ اسے عبور کر پائے گا یا نہیں؟

تیسرا مرحلہ:

جب نامہ اعمال انسانوں کے ہاتھ میں تھما دیا جائے گا اور انسان پریشان ہوں گے کہ ان کا اعمال نامہ ان کے دائیں ہاتھ میں پکڑاتے ہیں یا بائیں ہاتھ میں؟

ان تینوں مرحلوں پر کسی کو کسی دوسرے کی ہوش نہ ہو گی، خواہ گہرا دوست ہو یا یار غار۔ خواہ قوم قبیلہ کا ہو یا کوئی قریبی رشتہ دار۔ خواہ کوئی مخلص دوست ہو یا جانثار۔ حتیٰ کہ اپنے بچوں اور ماں باپ تک کا ہوش نہ ہو گا۔ یہ وہی موقع ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ اس دن ہر شخص مکمل طور پر اپنے آپ میں گم ہو گا۔ (تفسیر برہان ج:۴،ص:۴۲۹)

اس دن انسان صرف اپنے آپ میں گم ہی نہ ہو گا بلکہ حساب و کتاب اور اعمال کی چھان

بین کی صورت حال اتنی وحشت ناک، خوفناک اور ڈراوئنی ہوگی کہ سب کے ہوش وحواس اُڑے ہوئے ہوں گے کہ کسی کو اپنے گہرے سے گہرے دوست کی ہوش تک نہ ہوگی۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہوگی کہ وہ ان کو پہچانتا نہیں یا دیکھتا نہیں ہوگا بلکہ خصوصی طور پر صورتِ حال ہی ایسی ہوگی۔ (سورۂ معارج آیت:١٠)

نپرسد کسی هیچ از حال دوست　　اگرچه به دنیا مدد کار اوست

اس دن کوئی بھی اپنے دوست کا حال نہیں پوچھے گا اگرچہ دنیا میں وہ کتنے ہی گہرے دوست کیوں نہ رہے ہوں۔

قیامت کے دن فدیہ دینے والے!

دنیا میں انسان کو جو چیز قید خانہ، عذاب اور مصائب سے نجات دے سکتی ہے اور اس کے جرائم کا ازالہ کر سکتی ہے وہ ہے جرمانہ یا فدیہ ادا کرنا۔ جب بھی مجرموں، خلاف ورزی کرنے والوں، گراں فروشوں، سمگلروں، منشیات فروشوں اور قاتلوں کو گرفتار کر کے عدالتوں میں مقدمہ چلانے کیلئے لایا جاتا ہے تو بعض مجرموں یا سب کو نقد جرمانہ کر کے انہیں رہا کیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جرمانہ ادا کر کے انسان رہا ہو جاتا ہے۔ لیکن قیامت کے دن فدیہ یا جرمانہ ادا کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا جبکہ انسان سمجھتا ہے کہ شاید قیامت کے دن بھی جرمانہ ادا کرنے، پارٹی بازی اور سفارش وغیرہ کے ذریعے عذاب آخرت سے نجات مل جائے گی یا جرمانہ ادا کرنے کی صورت میں اس کے گناہ کا ازالہ ہو جائے گا؟

جب گنہگار انسان قیامت کا وحشتناک منظر لوگوں کے خلاف عدالتی کاروائی اور پوچھ گچھ کی خوفناک حالت دیکھے گا تو وہ فدیہ اور جرمانہ دینے کیلئے تیار ہو جائے گا تا کہ اسی طرح وہ اپنے آپ کو بچا سکے، مگر قرآن کریم اس بارے میں فرماتا ہے کہ: ”مجرم اور گنہگار افراد قیامت کے دن یہ چاہیں گے کہ اپنی اولاد کو جن سے دنیا میں وہ شدید محبت کرتے تھے اور ان کے لئے ہر چیز کے

خواہشمند تھے حتیٰ کہ ان کی خاطر اپنے آپ کو جہنمی بنانے سے بھی نہیں چوکتے تھے، قیامت کے دن کے عذاب اور خوفناک سختیوں کے مقابلہ میں فدیہ کر دیں'' نہ صرف اپنی اولاد کو بلکہ اپنی بیوی کو بھی۔ وہی بیوی جس کے ساتھ دنیا میں اس نے ایک عمر گزاری تھی، صدقے قربان جاتا تھا، اس کے بغیر زندگی اسے بے قرار و اداس لگتی تھی اور اپنے ان بھائیوں کو جو دنیا میں اس کا سہارا اور عظمت و افتخار کا نشان تھے، زورِ کمر اور زورِ بازو تھے اب سب کو فدیہ کر دینا چاہتا ہے۔ اور اسی طرح اپنے تمام دوست احباب اور خاندان قبیلے کے وہ افراد جن کا اس سے تعلق تھا جو ہمیشہ مصیبت اور سختی کے وقت اس کا سہارا بنتے تھے بلکہ اس سے ہٹ کر اس کرۂ ارض پہ چلنے والے تمام افراد اور ہر چیز کو وہ اپنے گناہوں کا فدیہ دینا چاہتا ہے تا کہ اس کی نجات کا ذریعہ بن سکیں اور اس کے جرائم چھپ سکیں۔

جی ہاں! اس دن عذاب اور خدا کا شکنجہ اتنا سخت ہوگا کہ انسان اپنے عزیز ترین رشتوں بلکہ ہر چیز اور تمام انسانوں کو اپنی نجات کی خاطر قربان کرنے کیلئے تیار ہو جائے گا یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ فدیہ اور قربانی بے سُود ہیں۔ خداوند کریم ایسی تمناؤں اور آرزوئیں کرنیوالے افراد کے بارے میں فرماتا ہے: ''ہرگز ایسا نہیں ہوگا آج کسی قسم کی قربانی اور فدیہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا''۔ (سورہ معارج سے اقتباس آیات: ۱۱ تا ۱۵)

عمل ہایشان را نشان می دہند   ہمہ حالشان پیش رو می نہند

ان کے اعمال کی نشاندہی کی جائے گی ان کے تمام حالات ان کے سامنے رکھ دیے جائیں گے۔

کند آرزو کافر زشت کار   کہ ای کاش می شد بہ روز شمار

بدکار کافر آرزو کرے گا: اے کاش! اُس کا شمار ہی نہ ہوتا۔

کند کود کان خودش را فدا   کہ گردد رہا از عذاب خدا

بچے اپنے آپ کو فدا کریں گے تا کہ وہ کسی نہ کسی طرح خدا کے عذاب سے رہا ہو جائے۔

همین گونه هم نیز بر خویشتن   فدائی نمائید برادر و زن
اسی طرح ہر کوئی اپنے آپ پر وہ اپنے بھائی اور بیوی کو بھی فدا کر دیتا۔

تمام قبیله همه قوم و خویش   که او را حمایت بکردند پیش
سارے کا سارا قبیلہ، سارے کے سارے رشتہ دار اور ہم قوم تا کہ اُس کی حمایت کریں۔

هر آن کس که باشد به روی زمین   فدا می کند بهر خود هم چنین
پوری زمین پر جو کوئی بھی ہے اسی طرح وہ ان سب کو اپنے آپ پر فدا کر دے۔

مگر خود از این قهر یابد نجات   رهی باز یابد به سوی حیات
تا کہ عذاب کے غلبہ سے نجات مل سکے تا کہ وہ اپنی زندگی کیلئے کوئی راستہ نکال سکے۔

بر او نیست راهی به سوی فرار   بر اطراف او شعله ور گشته نار
لیکن اُسکے لئے فرار کا کوئی راستہ نہ ہوگا اُس کے ہر طرف آگ ہی آگ بھڑک رہی ہوگی۔

قیامت کے دن کفار کے نعرے

جب کفار میدان محشر میں داخل ہوں گے اور قیامت کی صورت حال ملاحظہ کریں گے، اپنے لئے تیار عذاب اور شکنجے مشاہدہ کریں گے اور ایسے شعار اور نعرے بلند ہوتے دیکھیں گے جو سراسر ان کے نقصان میں اور مخالفت میں جائیں گے تو پریشان حالت میں انگشت بہ دنداں ہو کر نالہ و فریاد کریں گے جو ان کی پریشانی کی عکاسی کرے گا اور یوں کہیں گے کہ: اے کاش ہم مٹی ہوتے! قران کریم اس بارے میں فرماتا ہے۔

﴿ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا ﴾ (سورۂ نباء آیت: ۴۰)

"قیامت کے دن اپنے ہاتھوں بھیجی ہوئی چیز ملاحظہ کریں گے اور کافر اس حال میں کہیں گے: کاش ہم خاک ہوتے!"۔

اے کاش ہم ابتداء سے ہی خاک سے بھی کم تر کوئی چیز ہوتے اور خاک سے گھاس، عالم نبات سے حیوان اور عالم حیوان سے عالم انسان سے انسانی شکل میں کبھی نہ آتے۔ اے کاش انسانی پیکر میں آنے کے بعد ہم انسان بنتے اور انسان مرتے! موت کے بعد اور خاک ہونے کے بعد نئی زندگی کیلئے کبھی اس صورتِ حال کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

کند کافر تیره دل آرزو! که ای کاش چون خاك می بود او

تاریک دل کافر آرزو کرے گا کہ اے کاش وہ خاک ہوتا!۔

که این سان نمی سوخت روز شمار به توفنده آتش، به سوزنده نار

قیامت کے دن کم از کم اس طرح نہ جلائے جاتے اور آتش جہنم اور آگ کا ایندھن نہ بنتے۔

کافر جانتے ہیں کہ خاک ان سے بہتر ہے چونکہ مٹی اپنے دامن میں صرف ایک دانہ لیتی ہے جس سے سینکڑوں دانے اُگتے ہیں۔ چونکہ مٹی ہر قسم کے غذائی مواد کیلئے منبع واصل کی حیثیت رکھتی ہے، بہت تھوڑے سے خرچ کے بغیر اس میں فوائد ہی فوائد ہیں، جبکہ ان میں تو مٹی والے فوائد میں سے ایک بھی نہیں ہے بلکہ ان کا وجود تو بے شمار نقصانات کا مجموعہ ہے۔

جی ہاں! انسان جسے اشرف المخلوقات ہونا چاہیے وہ گناہوں اور کفر کے سبب کبھی اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ پھر ایک بے جان چیز ہونے کی آرزو کرتا ہے جیسے مٹی وغیرہ۔ بعض کہتے ہیں کہ جب کفار حضرت علی علیہ السلام کے پیروکاروں کا مقام اور منزلت کو دیکھیں گے اور اپنے تیار عذاب اور مصائب کو آمادہ پائیں گے تو کہیں گے: ﴿یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا﴾ "اے کاش ہم (ابوتراب) سے وابستہ ہوتے اور آج علیؑ ابن ابی طالبؑ (ابوتراب) کے پیروکاروں میں شمار ہوتے!"۔ اور کبھی کفار کہتے ہیں کہ: "لعنت ہو ہم پر، وائے حسرت و ندامت کاش ہم نے خدا کے حکم کی اتباع و اطاعت میں کوتاہی نہ کی ہوتی اور اس کے احکامات کی مخالفت نہ کی ہوتی"۔ (سورۂ زمر ۳۹، آیت: ۵۶)

جی ہاں! جب انسان محشر کے میدان میں قدم رکھے گا اور کیوں، لاپرواہیوں، نظر اندازیوں، غفلتوں اور سنجیدہ کاموں کے مقابلے میں مذاق اُڑانے کا نتیجہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھے گا تو بے ساختہ اُس کی چیخ اس آیت کی صورت میں نکلے گی: ﴿يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطْتُ فِي جَنبِ اللَّهِ﴾ (سورۂ زمر ۳۹، آیت: ۵۵) ''مجھ پر لعنت ہو کہ میں نے احکاماتِ الٰہیہ کو پامال کیا اور اپنے حق میں تفریط کا شکار رہا''۔ اس وقت سنگین غم واندوہ کے ہمراہ ندامت و پشیمانی ان کے دل پہ اثر انداز ہوگی اور اس کے زیرِ اثر وہ اپنی اندورنی کیفیت کو اپنی زبان پہ جاری کریں گے اور مذکورہ بالا جملے اپنی زبان سے ادا کریں گے۔ جس وقت مجرم اور کفار اپنے آپ کو خدا کے حضور پائیں گے تو یوں کہیں گے: ''اے پروردگار! جیسا کہ تو نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے ویسا ہی پایا اور دیکھا اور سُنا ہے، آج ہم پریشان بھی ہیں اور پشیمان بھی ہیں ایک دفعہ واپس لوٹا دے تا کہ اعمال صالح بجالاسکیں، ہم اس قیامت کے جہاں پہ یقین رکھتے ہیں''۔ (سورۂ سجدہ آیت: ۱۲)

عذابت بدیدیم باچشم و گوش — دگر دیگ طاقت بیامد به جوش

آج ہم نے اپنی آنکھوں اور کانوں سے تیرے عذاب کو دیکھا ہے۔ ہماری حالت اس پانی کی طرح ہے جو دیگ میں جوش کھا رہا ہو۔

به دنیا یمان باز گردان تو باز — در نیکوئی را نمائیم باز

ہمیں اپنی دنیا کی طرف پلٹا دو تا کہ ہم اعمال صالح بجالاسکیں۔

مومنین میں سے مجرموں کی علیحدگی

قیامت کے دن خدا کی ساری مخلوق ایک سرزمین پہ جمع ہوگی۔ ایک لاکھ بیس ہزار صفیں بنیں گی۔ چونکہ نیک و بد، مومن و مجرم اور نیکیاں کرنے والے اور برائیاں کرنے والے اپنے انجام او سزا و جزاء پانے کیلئے ایک دوسرے سے الگ الگ ہو جائیں گے تا کہ اپنے اپنے اعمال کا نتیجہ پا

سکیں اس دن خدا نے گناہگاروں اور مجرموں کو بڑے حقارت آمیز لہجے میں فرمایا ہے:

﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ﴾ (سورہ یٰسین آیت: ۵۹)

''اے مجرمو! مومنین کی صفوں سے علیحدہ ہو جاؤ!''۔

تم دنیا میں مومنین کی صفوں میں گھسے رہے بلکہ کبھی تو مومنین والا رنگ روپ بھی اپنائے رکھا۔ ان کی حیثیت اور مقام سے فائدہ اُٹھاتے رہے، لیکن آج اور ابھی اپنی صفوں کو ان سے علیحدہ کرتے ہوئے اپنے اصلی چہروں کو ظاہر کرو کیونکہ قیامت کا ایک نام ''یوم الفصل'' بھی ہے۔ (سورہ صافات آیت: ۲۰)۔ یہ بہت ہی معنی خیز تعبیر ہے جو اس بڑے دن میں جدائیوں اور علیحدگیوں کو بیان کر رہی ہے۔ یعنی لوگوں کا ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جانا یعنی باطل سے حق کی جدائی، بدکار مجرموں کی صفوں سے صالح مومنین کی جدائی، اولاد سے ماں باپ کی جدائی، بھائی سے بھائی کی جدائی ہو گی۔ اُس دن مشرکوں سے توحید پرستوں، کفار سے مسلمانوں، دشمنانِ اہلبیتؑ سے دوستانِ اہلبیتؑ، غلط کاروں سے درست کاروں، ناپاکوں سے پاکبازوں اور اسی طرح تمام کے تمام گروہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے۔ مختلف صنفوں اور رشتوں میں یہ امتیاز و علیحدگی مختلف شکلوں میں وقوع پذیر ہو گی مثلاً امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''جب قیامت اولین اور آخرین تمام مخلوقات پروردگارِ عالم کے سامنے جمع ہوں گی اور میدان حشر بپا ہو گا پروردگار کی طرف سے مخلوقات کے تعارف کیلئے اور کافروں سے مومنوں کو الگ کرنے کیلئے منادی دو مرتبہ تکبیر بلند کرے گا، ایک دوسرا منادی تمام مخلوقات کو ندا دے گا کہ میدان محشر کے منادی کی آواز کے ساتھ ہم آواز ہو کر تکبیر کہتے ہوئے ساتھ ساتھ دہراؤ!۔ پھر اس وقت سارا میدان محشر ہم آواز ہو کر دو تکبیروں کی آواز بلند کرے گا سوائے اُن دھریوں کے (جو اس جہان کو مادی سمجھتے تھے اور خدا کے وجود کے قائل نہیں تھے) کی زبانیں گنگ ہو جائیں گی اور چاہتے ہوئے بھی وہ اہل محشر کی طرح تکبیر کے الفاظ اپنی زبان پہ جاری نہیں کر پائیں گے، یہ چیز انہیں

دوسروں سے علیحدہ کردے گی"۔ (بحار الانوار۔ج:۷،ص:۱۸۶)

پس ہم اس کے بعد رب دو جہاں کی طرف سے منادی دو مرتبہ کلمہ شہادت بلند کرے گا اور سارے حاضرین میدان محشر اس کے ہم آواز ہو کر یہ الفاظ دھرائیں گے اور توحید کی شہادت دیں گے سوائے ان افراد کے جنھوں نے دنیا میں شرک کا ارتکاب کیا ان کی زبانیں گنگ ہو جائیں گی اور یہ الفاظ دھرانے کی طاقت ان سے سلب کر لی جائے گی، اس طرح مشرکوں کو موحدین سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔

تیسری مرتبہ حضرت حق کی جانب سے منادی آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کی شہادت دے گا۔ تمام مسلمان منادی کے ہم آواز ہو کر شہادت دیں گے، سوائے یہود و نصاریٰ، مشرکین اور ان لوگوں کے جو آنحضرتؐ کی بعثت کے بعد قبول اسلام سے تو با خبر تھے لیکن اُنہوں نے عملی فریضہ ادا نہیں کیا، تو نبوت کی شہادت دیتے وقت ان کی زبانیں گنگ ہو جائیں گی۔

(بحار الانوار ج:۷، ص:۱۸۷)

قیامت کا دن علیحدگی اور جدائی کا دن ہوگا کسی طرف سے بھی کوئی کسی کی فریاد رسی کیلئے تیار نہیں ہوگا اور دوست احباب میں سے کوئی کسی کا حامی و مددگار نہیں ہوگا بلکہ تھوڑی سی نصرت بھی نہیں کر پائے گا بلکہ کسی جانب سے نہ کوئی مددگار ہوگا اور نہ ہی انہیں کسی قسم کی مدد نصیب ہوگی۔ (سورۂ دخان آیت:۴۱)۔ نہ صرف دوست احباب ہی فریاد کو نہ پہنچ سکیں گے اور اپنے رشتہ دار بھی کسی کی مشکل آسان نہیں کر سکیں گے۔ بلکہ سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور ہر قسم کی چارہ جوئی بندگلی میں ثابت ہوگی گویا کہ ساری کوششیں پتھر پر تیر چلانے کے مترادف ہوگا اور فرار کی تمام راہیں مسدود ہو جائیں گی۔ (سورۂ طور آیت:۴۶)

جی ہاں! وہ دن پُر ہجوم دن ہوگا، شور و غوغا اور نالہ و فریاد والا دن ہوگا اور فیصلے اور جدائی والا دن ہوگا۔ اس دن انسان اپنے اعمال کے سوا ہر چیز سے جدا ہو جائے گا۔ اُس دن دوست،

احباب، سرپرست، نعمتوں کے مالک، خاندان، پڑوسی، مددگار کوئی بھی نہ مدد کر سکے گا نہ ہی مدد کرنے کے قابل ہوگا بلکہ قیامت کی مصیبتیں اور مشکلات کے حل کیلئے کسی کے پاس ذرہ برابر بھی چارہ جوئی کا راستہ نہیں ہوگا۔

☆☆☆☆☆

حشر

قیامت کے دن لوگوں کا حشر!

عالم برزخ کے اختتام پذیر ہونے کے بعد سب لوگ اپنی قبروں سے باہر آ جائیں گے اور حساب، تفتیش، فیصلے اور سزاء و جزاء پانے کیلئے ایک میدان میں جمع ہوں گے اور حضرت اسرافیل صور پھونکیں گے تو ساری زمین پہ لرزہ طاری ہو جائے گا۔ ساری مخلوق قبروں سے باہر نکل آئے گی اور چالیس سال تک اپنی اپنی قبروں پر ٹھہرے رہیں گے، جہاں کھانا، پینا اور بیٹھنا نہیں ہوگا۔ اس پوری مدت میں حیران و پریشان ہو کر کھڑے رہیں گے۔ (قیامت تالیف سید عبد اللہ اصفہانی۔ صفحہ: ۱۷)۔

حشر کے دن تمام مخلوقات ایک جیسے انداز میں نہیں اُٹھائی جائے گی بلکہ لوگ میدان محشر میں ظاہری فرق کے ساتھ داخل ہوں گے اس ظاہری فرق کا سبب ان کے عقائد و معارف کا صحیح و غلط ہونا ہے یعنی اعمال کی صحت و عدم صحت پہ موقوف ہے۔ اسی فرق کی بنیاد پر حساب و کتاب کا انجام بھی ہوگا اور افراد کی قسمت بھی اسی بنیاد پہ ہوگی۔ لوگ اس طرح اپنی حقیقت اور دوسروں کی حقیقت سے آگاہ ہوں گے اور ہر انسان اجمالی طور پر جان جائے گا کہ اس کا تعلق کس گروہ سے ہے، کیا وہ پاکیزہ گروہ سے منسلک ہے یا بدکاروں اور ناپاکوں سے۔ اس دن متقی اور پرہیزگار افراد کی قدر و منزلت اور عزت و تکریم سب پہ ظاہر ہوگی۔ ان کا باطنی نور ان کی پیشانیوں سے چمک اُٹھے گا۔ یہیں سے ان کے حشر کی کیفیت جان جائیں گے اور ان کے سچے اور صحیح اعمال سے آگاہ ہوں گے! اور اسی طرح قیامت کے دن شقی القلب گنہگاروں اور کثیف دلوں والے معصیت کاروں کو بے نقاب کیا جائے گا اور ان کی نیتوں کی کثافت اور برائی آشکار کر دی جائے گی اور اہل محشر ان کے خبث باطنی اور بدنیت سے آگاہ ہو جائیں گے۔ اس دن مردے اپنی

قسمت کے فیصلے کیلئے زندہ ہوں گے اور فوج در فوج مختلف شکلوں اور صورتوں میں میدان محشر کی طرف رواں دواں ہوں گے ساری مخلوق کے جمع ہونے کا یہی مقام ہے۔ جو افراد کمال عزت و جلال کے مالک ہوں گے وہ نورانی سواریوں پہ سوار ہوں گے اور فرشتے ان کا استقبال کر رہے ہوں گے، اس عالم میں وہ میدان محشر میں وارد ہوں گے اور جن افراد اور گروہ کے مقدر میں ذلت وخواری اور رسوائی ٹھہرے گی انہیں منہ کے بل زمین پہ گھسیٹ کر لایا جائے گا۔ اندھے، بہرے اور گونگے میدانِ محشر میں وارد ہوں گے۔ ایک ایسا گروہ بھی ہوگا جن کے آگے آگے نور روشنی کرتا ہوا جا رہا ہوگا۔ وہ نور مختلف قسم کے ہوں گے (ان میں کمی بیشی، قوت وضعف) اس شان کے ساتھ وہ میدان محشر میں داخل ہوں گے۔ ایک گروہ ایسا بھی ہوگا جو مختلف حیوانات (شیر، بھیڑیوں، کتے، بلیوں، ہاتھی، چیونٹیوں، کیڑوں مکوڑوں) کی شکلیں اختیار کئے میدانِ محشر میں داخل ہوں گے۔ ایک اور گروہ ایسا بھی ہوگا جو اندھیرے اور گھُپ تاریکی میں میدانِ محشر میں داخل ہوں گے حتیٰ کہ انہیں اپنے پاؤں تک نظر نہیں آ رہے ہوں گے، یہ حیران وسرگرداں ہوں گے۔ ہم انشاء اللہ بعد والے صفحات میں ہر گروہ کے متعلق تفصیلی بحث پیش کریں گے، ان کے حقیقی مصادیق اور مدارک کے متعلق بحث پیش کریں گے۔

پیغمبر اکرمؐ کا وُرودِ محشر!

اس عالم کے فنا ہونے، اجساد واجسام کے گرد وغبار میں تبدیل ہونے اور زندہ ہو کر میدان محشر میں داخل ہونے والوں میں چند ہستیاں ہیں:

بعض روایات میں ملتا ہے کہ جب خداوند کریم کا ارادہ قیامت برپا کرنے اور مخلوق کو زندہ کر دینے کا بن جائے گا تو سب سے پہلے زندہ ہونے والوں میں بالترتیب حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام، ہوں گے۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام، عرش سے صور اپنی تحویل میں لیں گے، اسے لے کر تین دوسرے افراد کے ہمراہ

بہشت میں داخل ہوں گے اور کہیں گے اے رضوان! جنت کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور ان کی اُمت کیلیے سجا دو!۔ اس کے بعد ایک خطاب ان تک پہنچے گا۔ براق (جو جنت کی خوبصورت ترین سواریوں میں سے ایک ہے) پر سرخ یاقوتوں سے مرصع زین ڈالی جائے گی اور لگام ڈال کر اپنے ہاتھ میں لواء شفاعت تھام کر دو بہشتی حلّے (ایک سبز رنگ کا دوسرا زرد رنگ کا) اپنے ساتھ لیں اور سرکار محمد مصطفیٰؐ کے استقبال کیلیے چلیے۔ وہ بھی چلتے ہوئے آنحضرتؐ کے مرقدِ اطہر کے پاس پہنچیں گے مگر زمین ہموار ہونے کے سبب آپ کی قبر اطہر کو پہچان نہیں پائیں گے کہ کہاں ہے؟ اس دوران آپ کی قبر اطہر سے ایک نور نکلے گا جو آسمان تک بلند ہوگا اور آپؐ کی قبر کی نشاندہی کرے گا۔ جناب جرائیل علیہ السلام جناب اسرافیل علیہ السلام سے کہیں گے: خداوند آپ کے ہاتھوں مخلوقات کو محشور کرے گا، لہٰذا آپؑ ہی آنحضرتؐ کو آواز دیں اور بیدار کریں اور اسرافیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام سے کہیں گے: آپؑ حضرت ختمی مرتبتؐ کو آواز دیں۔ حضرت میکائیل علیہ السلام عرض کریں گے:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الرُّوْحُ الطَّيِّبَةُ اِرْجِعِىْ اِلٰى بَدَنِكِ الطَّيِّبِ﴾

''سلام ہو آپ پہ اے پاک و پاکیزہ روح اپنے طیب و طاہر بدن کی طرف واپس لوٹ جاؤ''۔

مگر قبر سے کوئی جواب نہیں سنائی نہیں دے گا۔ پھر حضرت اسرافیلؑ خود آنحضرتؐ کو ندا دیں گے اور بلند آواز سے کہیں گے:

﴿يَا اَيَّتُهَا الرُّوْحُ الطَّيِّبَةُ قُوْمِىْ لِفَصْلِ الْقَضَآءِ وَالْحِسَابِ وَالْعَرْضِ عَلَى الرَّحْمٰنِ﴾

''اے پاک و پاکیزہ اور طیب و طاہر روح اُٹھو، فیصلہ کرنے کیلیے اور خدا کے حضور اعمال کی جانچ پڑتال کیلیے''۔

اچانک قبر مطہر میں شگاف پیدا ہوگا اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ باہر تشریف لائیں گے اس کے پاس بیٹھ کر سر اور رُخ انور سے خاک جھاڑیں گے، اس دوران جناب جبرائیلؑ دو جنتی حلّے اور براق آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔ آپ فرمائیں گے اے جبرائیل! آج کون سا دن ہے؟ جناب جبرائیلؑ عرض کریں گے: ''آج قیامت کا دن ہے، حسرت و ندامت کا دن ہے، سرزنش وملامت اور عہد و میقات کا دن ہے'' آپ فرمائیں گے: ''آج رفت کا دن ہے اور میل ملاقات کا دن ہے۔ جبرائیل مجھے بشارت دو۔ عرض کریں گے یا رسول اللہؐ! لوئ حمد اور تاجِ کرامت میرے پاس بلکہ میرے ہاتھوں پہ رکھا ہے۔ آپ فرمائیں جواب ملے گا۔ میں نے اُن کے متعلق سوال نہیں کیا۔ تو عرض کریں گے: جنت کو آپؐ کے مبارک قدموں کے لئے زینت دی گئی ہے اور آپ کے احترام میں جہنم کے دروازے بند کئے گئے ہیں۔ آپ فرمائیں گے: میں نے ان کے متعلق بھی سوال نہیں کیا! بلکہ میں نے تو اپنی امت کے گنہگاروں کے متعلق سوال کیا ہے۔ شاید انہیں صورِ اسرافیل میں چھوڑ دیا گیا ہے۔ حضرت اسرافیلؑ کہیں گے خدا کی قسم ہنوز میں نے صور کو دیکھا تک نہیں۔ آپ فرمائیں گے: اب میرا دل خوش اور آنکھیں روشن ہوگئی ہیں، پھر آپؐ اپنے سر پہ تاج رکھیں گے۔ جنتی حلّے پہنیں گے اور براق پر سوار ہو کر میدانِ قیامت کی طرف تشریف لائیں گے۔ (قیامت۔ سید عبداللہ اصفہانی، ص: ۶۰ تا ۶۱)

حضرت فاطمہ الزہراؑ کا میدانِ محشر میں ورُود

جن جن ہستیوں کیلئے حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کے ساتھ اور حور العین کے ہمراہ استقبال کیلئے بڑھیں گے، انہیں جنتی سواری پہ سوار کریں گے اور وہ جنتی حلّے پہنے ہوئے جنت میں داخل کریں گے ان میں ایک ہستی شفیعہ روزِ جزاء حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔ ان کی طرح کسی کو بھی اس عزت وتکریم کے ساتھ جنت میں داخل نہ کیا جائے گا۔ جب قیامت برپا ہو جائے گی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں اور حور العین کے ہمراہ جنتی ناقہ میں سے ایک

ایسی جنتی ناقہ جسے دونوں طرف سے خوبصورتی سے سجایا گیا ہوگا اس طرح کہ اس کی مُہار مروارید کی بنی ہوگی، پاؤں میں سبز زمرد کی مالائیں اور دم مشک کی خوشبو سے مہک رہی ہوگی۔ اس کی آنکھیں سُرخ یاقوت کی ہوں گی، حضرت جبرائیل علیہ السلام مُہار ہاتھ میں تھامے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی قبر اطہر کے پاس پہنچیں گے۔ مخدومہ کونین کو اس ناقہ پہ سوار کر کے جنت کی طرف لے جائیں گے۔ (بحار الانوار۔ ج:۴۳، ص:۲۱۹)

پیغمبر اکرمؐ سے روایت ہے کہ: ''میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا اس شان کے ساتھ میدانِ محشر میں وارد ہوں گی کہ اپنے پاکیزہ جسم پہ جنتی حلّے پہن رکھے ہوں گے جو آبِ حیات سے خمیر شدہ ہوں گے۔ جب لوگ انہیں دیکھیں گے تو تعجب کریں گے۔ پھر انہیں جنتی حلّوں میں سے ہزار حلّے پہنائے جائیں گے ان میں سے ہر حلّے پہ سبز تحریر میں یہ لکھا ہوگا کہ محمدؐ کی بیٹی کو بہترین صورت، سب سے زیادہ عزت واحترام اور اعلیٰ ترین منظر میں بہشت میں داخل کیا جائے، جس طرح کسی کو شب زفاف میں بڑے اہتمام واحترام اور انتہائی عزت کے ساتھ میکے سے سسرال لایا جاتا ہے۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو ستر ہزار جنتی کنیزوں کے جھرمٹ میں بہشت میں لایا جائے گا۔ (بحار الانوار۔ ج:۴۳، ص:۲۳۱)

ایک دن حضرت سلمان فارسی نے عرض کی: ''یارسول اللہؐ! آپ کو اپنے رب کی قسم بروز قیامت حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا جو مقام ومنزلت ہے کے بارے میں مجھے مطلع فرمائیں'' آنحضرتؐ نے تبسم فرما کر رُخ جناب سلیمانؓ کی طرف کیا اور فرمایا: ''مجھے اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا اس طرح ناقہ پہ سوار ہوں گی کہ آپؑ کے دائیں طرف حضرت جبرائیل علیہ السلام بائیں طرف میکائیل علیہ السلام آگے آگے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور پیچھے پیچھے امام حسن علیہ السلام وامام حسین علیہ السلام اور خداوند کریم محافظ ونگہبان ہوں گے اور اس طرح آپ محشور ہوں گی!''۔ جب آپؑ محشر کا میدان عبور کر رہی ہوں گی تو خدا

کی طرف سے ندا آئے گی اے لوگو! اپنی آنکھیں بند کرلو، اپنے سر کو جھکا لو۔ حضرت محمدؐ کی بیٹی فاطمۃ الزہرا علیہا السلام، ان کے شوہر اور تمہارے امام علی، امام حسنؑ، امام حسینؑ میدانِ حشر اور پل صراط عبور کرنیوالے ہیں جبکہ آپ دو سفید پردوں میں لپٹی ہوئی گزریں گی۔ جب بی بی علیہا السلام جنت میں داخل ہوں گی تو وہ تمام انتظامات، عزت واحترام جو خصوصی طور پر آپ کیلئے کئے گئے تھے پر آپ کی نظر پڑے گی تو آپ فرمائیں گی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛تعریفیں مخصوص ہیں اس خدا کے لئے جس نے ہم سے غم ومصائب کو دُور کیا ہے۔ ہمارا وہی رب مہربان اور بخشنے والا ہے۔ (سفینۃ البحار ج:۲،ص:۳۷۵)

شیعوں کا میدانِ محشر میں ورود

بروزِ محشر تمام گروہوں میں زیادہ عزت ووقار سے محشور ہونے والے شیعان علی علیہ السلام ہوں گے۔ ایک خاص انداز سے محشور ہوں گے جسے دیکھ کر تمام اہل محشر حسرت نا اُمیدی کا شکار ہو جائیں گے!

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: ''روز قیامت ہمارے شیعہ اپنے تمام عیوب وگناہوں سمیت قبروں سے اُٹھیں گے اور بالوں والی اونٹنیوں پر سوار ہوں گے۔ نوران کی نعلین کے بندوں سے مترشح ہورہا ہوگا جس سے ان کے راستے اور ٹھہرنے کی جگہیں آساں ہو جائیں گی۔ سختیاں ان سے ختم ہوتی جائیں گی جب لوگ خوف ووحشت کا شکا ہوں گے یہ نڈر اور بے خوف ہوں گے۔ لوگ اندوہناک ہوں گے جبکہ غم واندوہ ان سے کوسوں دُور ہوگا۔ چلتے چلتے عرش الٰہی کے سائے تک پہنچ جائیں گے، وہاں ان کے لئے دسترخوان لگایا جائے گا اور یہ خورد ونوش میں مشغول ہو جائیں گے جبکہ باقی مخلوق حساب وکتاب میں گرفتار ہوگی''۔ (دعائم الاسلام۔ج:۱،ص:۷۶)

ایک حدیث امام صادق علیہ السلام سے نقل کی گئی ہے کہ رسول اکرمؐ نے حضرت امیر المومنین

علیہ السلام سے فرمایا: ''اے علی! روزِ قیامت ایک گروہ جب اپنی قبروں سے باہر آئے گا تو ان کے چہرے برف اور سفید لٹھے کی مانند سفید ہوں گے اور اُنہوں نے دُودھ کی طرح سفید لباس زیب تن کئے ہوئے ہوں گے اور پاؤں میں زریں نعلین جن کے بند مروارید کی طرح درخشاں ہوں گے۔ نورانی اونٹنیوں پہ سوار ہوں گے جن کے پالان سونے اور یاقوت سے مرصّع و مزین ہوں گے، یہ عرش خدا تک بلند قامت ناقاؤں پہ سوار ہوں گے جبکہ دوسرے افراد غم واندوہ کا شکار اور گرفتار ہوں گے، یہ خوشی ومسرت کی مکمل تصویر بنے ہوں گے، انہیں ہر قسم کی آرام وآسائش میسر ہوگی۔ امیر المومنین علیہ السلام عرض کریں گے: یارسول اللہؐ وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! وہ تمہارے شیعہ[1] ہوں گے اور تم اس گروہ کے رہبر وامام ہوگے''۔ یہی معنی اس آیت سورۂ مریم میں بیان کیا گیا ہے۔

قیامت کے دن ہم صاحبان تقویٰ کو رحمان کی بارگاہ میں مہمانوں کی طرح جمع کریں گے (۸۵) اور مجرمین کو جہنم کی طرف سے پیاسے جانوروں کی طرح دھکیل دیں گے (۸۶)۔ اور وہ تمہارے دشمن ہوں گے جن کو بغیر کسی حساب وکتاب جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔ (بحار الانوار۔ ج:۶۵،ص:۱۳۱)

اسی طرح کی ایک اور روایت امام محمد باقر علیہ السلام نے رسول اکرمؐ سے نقل کی ہے کہ: ''قیامت کے دن ایسا گروہ نورانی لباس پہنے چمکتے چہروں کے ساتھ محشور ہوگا کہ سجدوں کے نشان ان کی پیشانیوں پہ نظر آرہے ہوں گے، لوگوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھیں گے تاکہ اپنے رب کے حضور پیش ہوسکیں۔ انبیاء، فرشتے، شہداء اور صالحین ان پر رشک کریں گے اور حسرت کا اظہار کریں گے''۔ حضرت عمر نے عرض کی: ''یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہوں گے؟ کہ

---

[1] شیعانِ علیؑ سے مراد ان کے پیروکار ہیں جو واجبات اور محرمات کے پابند ہیں نہ کہ بے نمازی اور بے دین لوگ جو معصومین علیہم السلام کو بدنام کرنے کیلئے شیعہ کہلاتے پھرتے ہیں۔ (مترجم)

فرشتے شہداء اور صالحین بھی ان پہ رشک کریں گے؟ آپ نے فرمایا: وہ شیعان علی علیہ السلام ہوں گے اور حضرت علی علیہ السلام ان کے امام ور ہنما ہوں گے"۔ (بحار الانوار۔ج:۷،ص:۱۸۰)

چودھویں کے چاند کی طرح محشور ہونا!

قرآن کریم کی آیات سے پتہ چلتا ہے کہ قیامت کے دن انسان اس شکل وصورت کے ساتھ محشور ہوگا جو اس نے دنیا میں اپنا رکھی تھی۔ اگر دنیا میں اس کی سرگرمیوں کا مرکز ومحور انسانیت، قرآن، صاحب قرآن، امامت و ولایت اور صراط مستقیم تھا یعنی اُنہوں نے اپنی حقیقت و ماہیت کا ادراک کر لیا تو وہ مکمل انسانی صورت میں محشور ہوں گے۔ ایسے افراد جب محشر کی صف میں داخل ہوں گے تو ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح دمک رہے ہوں گے اور اہل محشر کی توجہات اپنی طرف جذب کرلیں گے اور سب لوگ انہیں پہچان لیں گے۔ یہ افراد جب عدالت میں قدم رکھیں گے تو شعبہ حساب کا سربراہ جلدی جلدی حساب کتاب کے معاملات نمٹا کران کا حساب فوراً اور آسان طریقے سے بیباق کردیں گے۔

جب پل صراط عبور کرنے لگیں گے تو بجلی کی سرعت سے گزر جائیں گے، انہیں پل صراط کی پریشانیوں اور طویل مشکلات کا احساس تک نہیں ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے حرام کی جستجو نہیں کی بلکہ حرام کھانے سے مکمل اجتناب کیا اور کبھی مال حرام جمع نہیں کیا بلکہ ہمیشہ حرام چیزوں کو دیکھنے اور سننے سے بھی

مکمل اجتناب کیا کرتے تھے، یہی وہ لوگ ہیں کہ کبھی گناہ کا ارتکاب کرلیا اور شیطان نے ان پر تسلط حاصل کرلیا تو فوراً متوجہ ہوجاتے اور توبہ استغفار کرلیتے۔ ایسے لوگوں کے ذمہ دنیا سے جاتے وقت کسی قسم کے حقوق الناس، حقوق اللہ نہیں ہوں گے، صاف اور شفاف نامہ اعمال کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوں گے۔ آج ان کے نیک اعمال کی بہترین جزاء جنت ہوگی اور جہنم سے نجات دی جائے گی۔ مغفرت اور خدا کے رضوان ان کے ہمراہ ہوں گے، اللہ ان سے راضی ہوگا اور یہ اللہ

سے راضی ہوں گے جب کہ قرآن مجید میں ارشاد ہو رہا ہے:

﴿ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ (سورۂ مائدہ:۵، آیت:۱۱۹)

''خدا ان سے راضی ہوگا اور وہ خدا سے، اور یہی ایک عظیم کامیابی ہے''۔

علماء کا محشور ہونا

بروزِ قیامت شیعہ علماء دین بڑے اعزاز و تکریم اور عظیم شان سے محشور ہونگے بلکہ بعض تو اتنے شایانِ شان انداز میں اُٹھیں گے کہ لوگ میدان محشر میں آرزو کرینگے کہ کاش ہم بھی علماء ہوتے! آج ہمارا شمار بھی انکی صف میں ہوتا انکے ہمراہ محشور ہوتے ہوئے سعادتمند قرار پاتے۔

امیر المومنین علیہ السلام علماء شیعہ کے حشر کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں ''ہمارے شیعوں میں سے جو دین کے عالم ہوں گے اپنے نور علم سے دین میں کمزور اور جاہل افراد کی اپنے علم کے ذریعے ہدایت کریں گے اور انہیں دین سے روشناس کرائیں گے قیامت کے دن اس انداز میں محشور ہوں گے کہ ان کے سروں پہ نورانی تاج رکھے ہوں گے جن کے نور سے اہل محشر کو تاریکی سے نجات ملے گی۔ اُنہوں نے ایسے حلّے پہن رکھے ہوں گے جن کے ایک دھاگے کی قیمت اس دنیا اور جو کچھ اس کے اندر موجود ہے سے بھی زیادہ ہوگی (اس کی قیمت صرف خداوند کریم ہی جانتا ہوگا)''۔ (بحار الانوار، ج:۷، ص:۲۲۴تا۲۲۶)

اس سلسلے میں حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کا فرمان ذیشان ہے کہ:

''میں نے اپنے بابا رسول اکرمؐ سے سُنا ہے کہ ہمارے شیعہ علماء اس طرح محشور ہوں گے کہ علم، حلم اور لوگوں کو ہدایت کرنے کی خدمات کے عوض خدا کی خصوصی کرامت سے انہیں خلعتیں پہنائی گئی ہوں گی۔ ایک ایک عالم کو ہزار ہزار نورانی خلعتیں پہنائی گئی ہوں گی پھر خداوند کریم کی جانب سے منادی ندا دے گا اے وہ لوگو! کہ جن میں سے جس شخص نے بھی امت محمدؐ کو شک و

جہالت سے نجات دی ان کی اپنے ماں باپ سے جدائی کے بعد ان کا ہاتھ تھاما اور انہیں ہدایت دی جس طرح اسے دنیا میں علم کی خلعت سے آراستہ کیا ہے اور زینت عطا کی ہے آج اسی طرح انہیں جنتی خلعتوں سے مزین و مرصع کریں"۔ کسی عالم کے علم و دانائی سے کسی نے استفادہ کیا ہو گا اس حساب سے اسے جنتی خلعتیں پہنائی جائیں گی، حتیٰ کہ بعض کو تو ایک لاکھ کے قریب نورانی خلعتیں پہنائی جائیں گی۔ (بحار الانوار۔ ج: ۷، ص: ۲۲۴، ۲۲۶)

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے اس طرح فرمایا ہے کہ:

"علماء شیعہ یعنی وہ افراد کہ جنہوں نے احکام دین اور لوگوں کی (دینی) آگاہی سے متعلق کوششیں کی، قیامت کے دن اس حالت میں محشور ہوں گے کہ ہر ایک کے سر پہ نورانی تاج سجا ہو گا جس کا نور پورے صحرا میں پھیل جائے گا اور پورے میدانِ محشر کو منور کر دے گا جن کا فاصلہ تین لاکھ نورانی سال تک کے برابر ہو گا، جس آدمی نے اس عالم کے علم سے استفادہ کیا ہو گا وہ اس نور کی شاخ پہ آویزاں ہو جائے گا اور اسے جنت میں اعلیٰ درجات عطا کیئے جائیں گے، انہیں اپنے اساتذہ کے گھروں کے برابر رہائش گاہیں عطا کی جائیں گی جن کے کمرے میں لذت و مسرت کے تمام وسائل مہیا ہوں گے اور وہ ان سہولیات سے لذت لیں گے"۔

(بحار الانوار۔ ج: ۷، ص: ۲۲۴، ۲۲۶)

حضرت علی ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے روایت منقول ہے کہ:

"علماء اس حالت میں محشور ہوں گے کہ ملائکہ ان کی قبور کے سرہانے کھڑے ہوں گے جونہی قبور سے اُٹھیں گے انہیں اپنے پروں پہ سوار کر کے جنت میں اُن کے ٹھکانوں تک لے جا کر اُتار دیں گے"۔ (بحار الانوار۔ ج: ۷، ص: ۲۲۴، ۲۲۶)

شہداء کا محشور ہونا

بروز قیامت میدانِ محشر میں لوگوں کی صفیں بنیں گی تو ان کے درمیان شہداء کی صف منفرد اور

بڑی خصوصیت کی حامل ہو گی، جو میدانِ محشر میں موجود تمام صفوں کی توجہات کا مرکز بنے گی!۔

قرآن مجید نے شہداء کا تعارف اس انداز میں کرایا ہے کہ شہاتِ راہِ حق میں شہداء ایک حقیقت ہیں جو ہمیشہ زندہ رہنے والی ہے۔ خدا کی خصوصی نعمات سے مستفید ہوتے ہیں ان کے محشور ہونے کا ایک منفرد اور مخصوص انداز ہے۔ اس ضمن میں امیر المومنین علیہ السلام سے ایک طویل حدیث نقل کی گئی ہے جس میں آپؑ نے چند شہداء کے محشور ہونے کی کیفیت بیان فرمائی ہے:

"بروز قیامت جب قسمت کے فیصلے کی گھڑی آ پہنچے گی تو ہر شہید حشر کے وقت اپنے ہاتھ میں اپنا اسلحہ تلوار وغیرہ اُٹھائے ہوئے ہوگا۔ اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہو گا جس کی رنگت خون جیسی اور خوشبو مشک جیسی ہو گی اس حالت میں وہ میدان محشر کی طرف بڑھے گا۔ مجھے اس رب کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، ان کی آمد اتنے پرشکوہ انداز میں ہو گی کہ جب انبیاء علیہم السلام شہداء کو ان کی سواریوں پہ سوار دیکھیں گے تو ان کی عزت وتکریم اور خراج تحسین پیش کرنے کی غرض سے اپنی سواریوں سے نیچے اُتر آئیں گے، حتیٰ کے شہداء انبیاء کی صفوں میں سے ہو کر گزر کر سنہری تختوں پہ بڑے آرام وسکون سے براجمان ہو جائیں گے۔ اس دن ہر شہید اپنے خاندان، تعلق داروں، پڑوسیوں اور اہل محلہ میں سے (۷۰) ستر زاہد افرد کی شفاعت کرے گا اس دوران ان کے اہل محلہ اور تعلق دار شہداء سے اپنے تعلق کو ثابت کرنے کیلئے ایک دوسرے سے بحث میں پڑ جائیں گے۔ آخر میں امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: تمام شہداء حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن کے پہلو میں جنت کی جاویدانہ نعمتوں کے دسترخوان پہ خصوصی جگہ پائیں گے اور ان سے صبح وشام خدا کے لطف وخصوصی عنایت کے مستحق قرار پائیں گے اور ہمیشہ ان سے بہرہ مند ہوتے رہیں گے"۔ (بحارالانوار۔ج:۱۰۰،ص:۱۴)

جی ہاں! جس شہید نے جس طرح بھی جام شہادت نوش کیا ہے وہ کامیاب وکامران محشور ہو گا اگر وقت شہادت اس کا سر قلم کیا گیا تو وہ سر بریدہ ہی محشور ہو گا۔ اگر محاذِ جنگ پہ شہید کی ٹانگ

کٹ گئی تو روز قیامت بغیر ٹانگ کے ہی اُٹھے گا، اگر ایک ہاتھ یا دو ہاتھ کٹ گئے تھے تو اسی طرح محشور ہوگا اور اسی حالت میں خدا کے حضور پیش ہوگا بلکہ اگر کسی کے جسم کا آدھا حصہ تک کٹ گیا تھا یا اس کے ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے تھے تو وہ اپنے ٹکڑوں ٹکڑوں اور پارہ شدہ جسم کے ساتھ محشور ہوگا۔

قم کے لوگوں کا محشور ہونا

اہل قم دوسرے شہروں کے باشندوں کے برعکس منفرد انداز میں اُٹھیں گے۔ قیامت کے دن اہل قم کا حساب نہیں ہوگا وہ اپنی قبروں سے سیدھے میدانِ محشر پہنچیں گے اور وہاں سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ: "ایک شخص آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے فرزند رسولؐ آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں یقیناً یہ مسئلہ اس سے قبل آپ سے کسی نے نہیں پوچھا ہوگا اور نہ ہی اس کے بعد کوئی پوچھے گا۔ آپؑ نے فرمایا کہ تم قیامت کے دن حشر ونشر کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتے ہو؟۔ عرض کرتا ہے: کہ اس خدا کی قسم جس نے محمدؐ کو بشیر اور نذیر بنا کر مبعوث فرمایا۔ بالکل اسی مسئلے کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: محشر یا مقام حشر بیت المقدس کی سرزمین ہوگی مگر زمین کا ایک قطعہ جبل جسے "قم" بھی کہتے ہیں اس سرزمین کے باسیوں کی قبر کے اندر ہی حساب و کتاب ہو جائے گا اور اس کے بعد پھر محشور ہوں گے۔ اس طرح کہ قبروں سے اُٹھ کر سیدھے جنت کی طرف روانہ ہو جائیں گے (یعنی درحقیقت حساب کا ۵۰ ہزار سالوں پہ محیط عرصہ ان کے لئے نہیں ہے)۔ آپؑ مزید فرماتے ہیں: اہل قم کے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔ پھر وہ شخص دونوں پاؤں پہ کھڑے ہو کر عرض کرتا ہے: یابن رسول اللہؐ! کیا یہ صرف اہل قم کی خاصیت ہے؟ فرمایا۔ ہاں ان لوگوں کیلئے بھی جو اہل قم کی طرح گفتگو کرتے ہیں"۔ (بحار الانوار۔ ج:۶۰، ص:۲۱۸)

نیز اہل قم کے دین اور تقویٰ کے متعلق ایک حدیث میں ملتا ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے

ہیں ایک دروازہ اہل قم کیلئے مخصوص ہے وہ ہمارے بہترین شیعوں میں سے ہیں۔ خداوند کریم نے اس دنیا کے تمام شہروں میں سے صرف اہل قم کے خمیر کو ہماری ولایت سے گوندھا ہے۔

(بحار الانوار۔ ج:۶۰،ص:۲۱۸)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ: ''جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے تین قم کی طرف کھلیں گے اور اہل قم ان تین دروازوں سے داخل ہو کر جنت میں پہنچیں گے۔ اس کے بعد امام رضا علیہ السلام نے کئی مرتبہ فرمایا: خوش قسمت ہیں اہل قم۔۔۔خوش قسمت ہیں اہل قم۔۔۔''۔

(بحار الانوار۔ ج:۶۰،ص:۲۲۸)

ہاں اہل قم چونکہ ہمیشہ اہل رکوع، اہل سجدہ اور اہل قیام وقعود ہیں۔ وہ صاحبان تقویٰ وورع ہیں، اہل ذکر وتسبیح ہیں، علماء وفقہاء، دانش مند ومراجع وہاں پر تعلیم وتعلم، درس وتدریس میں مشغول رہتے ہیں، اہل روایت اور صاحب عبادات ہیں اور خداوند کریم ہمیشہ اپنی دائمی برکات ان پہ نازل فرماتے رہتے ہیں اور ان کے گناہوں کو حسنات اور ثواب میں تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ ان کے نامہ اعمال گناہوں سے خالی ہیں۔ محشور ہونے کے بعد کسی قسم کے تعطل کا شکار نہیں ہوں گے، اگر کوئی گناہ ہوا بھی تو قبور کے اندر ہی حساب بیباق ہو جائے گا اور وہاں سے سیدھے جنت میں داخل ہو جائیں گے!

عُریاں بدن محشور ہونا

جب لوگ عالم برزخ کی مدت پوری کرلیں گے تو اسرافیل کا صور پھونکا جائے گا اور قبروں سے باہر آجائیں گے تو سب کے سب بدن عریاں اور پاؤں ننگے محشور ہوں گے۔ ان میں ایک قلیل تعداد اپنے جسم ڈھانپے ہوئے اور جوتے پہنے ہوئے ہو گی۔ اس بارے میں معصومین علیہم السلام سے متعدد روایات نقل کی گئی ہیں جن میں سے چند ہم یہاں نقل کر رہے ہیں:

حضرت ام سلمہ سے روایت نقل ہے کہ: ''رسول اکرمؐ سے سوال کیا گیا: قیامت کے دن

لوگ کس طرح محشور ہوں گے؟ آپ فرماتے ہیں کہ: پابرہنہ اور ننگے محشور ہوں گے۔ ام سلمہ نے عرض کی: یارسول اللہؐ! کیا خواتین بھی ننگی محشور ہوں گی؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں (عورتیں بھی ننگی محشور ہوں گی)۔ عرض کی کیا ان کے بدن اور شرمگاہ کی طرف کوئی نہیں دیکھے گا؟ آپؐ نے فرمایا: اے ام سلمہ اس دن ہر شخص اپنی فکرو پریشانی اور بدبختی کا شکار ہوگا اسے دوسرے سے کوئی سروکار نہیں ہوگا"۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ: "آپؐ نے فرمایا: کہ بروز قیامت لوگ ننگے پاؤں اور عریاں بدن کے ساتھ محشور ہوں گے اور ان کا پسینہ ان کے کانوں کے گوشوں سے بہہ رہا ہوں گا"۔ ام المومنین حضرت سودہ نے عرض کی: حیف ہے اس وقت پر اور حیف ہے ہم پر وائے ہو رسوائی پر کیا اس وقت لوگ ایک دوسرے کی شرمگاہوں کی طرف دیکھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: اس دن لوگ اتنے پریشان ہوں گے کہ انہیں صرف اپنی ذات کی فکر دامن گیر رہے گی۔ اس عالم ہی وہ ایک دوسرے کی طرف نگاہ نہیں کرسکیں گے کیونکہ بعض لوگ منہ کے بل گرے ہوئے ہوں گے اور بعض سانپوں کی طرح پیٹ کے بل رینگ رہے ہوں گے، بعض چیونٹیوں کی طرح لوگوں کے پاؤں تلے کچلے جارہے ہوں گے بعض جہنم کے کنارے پھانسی پر لٹک رہے ہوں گے (بعض اندھے ہوچکے ہوں گے) بعض کی گردنوں کے گرد جہنم کے سانپ لپٹ گئے ہوں گے جو مسلسل انہیں ڈستے رہیں گے۔ حتیٰ کے لوگ حساب سے فارغ ہوجائیں گے۔ بعض پہ سمہ دار اور بڑے بڑے سینگوں والے حیوانات مسلط کردیئے جائیں گے جو انہیں اپنے سموں اور سینگوں سے پامال کرتے رہیں گے اور سینگوں سے مارتے رہیں گے۔ (لحائی الاخبار۔ ج:۵،ص:۶۴،۶۵)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: "قیامت کے دن ۵۰ پچاس پڑاؤ ہوں گے اور ہر پڑاؤ میں لوگوں کو ہزار سال تک روک کر رکھا جائے گا!۔ جب انسان قبر سے نکلے گا تو پہلے پڑاؤ پہ اسے ہزار سال تک عریاں بدن، ننگے پاؤں اور پیاسا قید میں رکھا جائے گا"۔ (لحائی الاخبار۔ ج:۵،ص:۶۴،۶۵)

حضرت امام صادق علیہ السلام بھی اس بارے میں اپنے شیعوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:
اے شیعو! اپنا حساب خود کرلو، قبل اس کے کہ تمہارے حساب کتاب کی جانچ پڑتال کی جائے چونکہ قیامت کے پچاس پڑاؤ ہیں۔ ہر پڑاؤ میں قیام کی مدت ہزار سال ہوگی اس دن کی خصوصیت یہ ہے کہ لوگوں کے بدن اور پاؤں ننگے ہوں گے۔ بھوکے اور پیاسے اُٹھائے جائیں گے۔ (لئالی الاخبار۔ج:۵،ص:۶۴،۶۵)

حلۂ بہشتی پہنے حضرت فاطمۃ الزہراؑ کا محشور ہونا!

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، قیامت کے دن برہنہ اور عریان بدن کیساتھ محشور ہونگے سوائے چند مخصوص افراد کے جن پہ خداوند کریم کا خصوصی لطف وکرم ہوگا وہ انتہائی عزت واحترام کے سبب بدن ڈھانپ کر محشور ہونگے۔ وہ بعض افراد خدا کے اولیاء، مقربین اور مومنین ہونگے جب خدا کی عبادت وبندگی کے سبب لباس میں وارد ہونگے۔ اس سلسلے میں چند روایات پیش ہیں:

رسول اکرمؐ نے اپنی بیٹی فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سے ذکر فرمایا کہ: ''قیامت کے دن لوگ برہنہ اور عریاں محشور ہوں گے۔ حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے پوچھا مگر بابا جان میں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں تم بھی۔ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی فریاد نکل گئی اور کہا: وائے ہو مجھ پر اس وقت پر اور شرمندگی پر جو خدا کے سامنے اُٹھانا پڑے گی!۔ فوراً جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: یارسول اللہ! فاطمہ الزہراؑ سے کہہ دیجئے کہ چونکہ اُنہوں نے خدا سے شرم وحیاء کا اظہار کیا ہے لہٰذا خدا نے ضمانت دی ہے کہ جب مخدومہ کونین سلام اللہ علیہا محشور ہوں گی تو انہیں دو حلّے پہنائیں جائیں گے جس سے وہ خود کو ڈھانپ لیں گی۔ ان نورانی حلّوں سے سارا میدان محشر روشن ہو جائے گا اور اسی قسم کے دو حلّے حضرت علی علیہ السلام کو بھی عطا کیئے جائیں گے''۔

(لئالی الاخبار۔ج:۵،ص:۶۵،۶۶)

جب حضرت علی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد دنیا سے رخصت ہوئیں تو رسول اکرمؐ نے انہیں ایک لباس کا کفن پہنایا۔ جب آنحضرتؐ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: میں نے ایک دن ان سے قیامت کے حالات بیان کیے اور بیان کیا کہ قیامت کے دن لوگ برہنہ محشور ہوں گے تو آپ کے نالہ وفریاد کی آواز بلند ہوگئی اور کہنے لگیں: وائے ہو شرمندگی پر جو اس دن دیکھنا پڑے گی۔ اس شرمندگی کے سبب ان سے کہا: آپ پریشان نہ ہوں میں ضامن ہوں کہ خداوند کریم آپ کو باپردہ جسم کے ساتھ محشور کرے گا، اس لئے انہیں اپنے لباس کا کفن پہنایا۔ چونکہ زمین کبھی بھی اس لباس اور پیراہن کو بوسیدہ نہیں کرے گی اور نہ ہی اسے پرانا کرے گی۔ (لمائی الاخبار۔ ج:۵، ص:۶۵، ۶۶)

اس سلسلہ میں ام سلمہؓ نے آپؐ سے عرض کی: ''یا رسول اللہ! کیا روز قیامت کوئی ایسا بھی ہے جو باپردہ محشور ہو؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ: ہاں چند گروہ کپڑے پہنے بدنوں کے ساتھ محشور ہوں گے۔ انبیاء، اہل بیت علیہم السلام اور وہ افراد جو رجب، شعبان اور رمضان کے مہینوں میں روزے رکھتے ہوں گے۔ قیامت کے دن سب لوگ بھوکے ہوں گے سوائے انبیاء، اہل بیت علیہم السلام اور ان افراد کے جو رجب، شعبان اور رمضان میں روزے رکھتے ہوں گے''۔ (لمائی الاخبار۔ ج:۵، ص:۶۵، ۶۶)

انبیاء علیہم السلام اور خدا کے مقربین کے علاوہ چند مومنین بھی ہیں جو بروز محشر لباس میں محشور ہوں گے۔ ایک دن حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے بابا جان سے عرض کی کہ: ''قیامت کے دن لوگوں کی کیا حالت ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: لوگ اتنے پریشان ہوں گے کہ کسی دوسرے کی طرف دیکھنے کی انہیں فرصت ہی نہیں ملے گی حتیٰ کہ باپ بیٹے کی طرف بھی نہیں دیکھے گا۔ فرماتی ہیں بابا! لوگ جب قبروں سے نکلیں گے تو کفن پہنے ہوئے ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ: کفن بوسیدہ ہو جائیں گے مگر مومن کے جسم کو خداوند کریم اپنے نور سے پنہاں کردے گا تا کہ کوئی اسے دیکھ نہ پائے''۔ (لمائی الاخبار۔ ج:۵، ص:۶۵، ۶۶)

باوضو افراد کا محشور ہونا

قیامت کے دن جب لوگ محشور ہوں گے تو وہ افراد جو واجب یا مستحب نمازوں کیلئے وضو کرتے تھے یا ہمیشہ باوضو رہا کرتے تھے یہ اس طرح محشور ہوں گے کہ ان کے اعضاء وضو سے ایک نور نکل رہا ہوں گا اور مسلمانوں کی صفوں میں وہ لوگ اسی نور سے پہچانے جائیں گے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ: ''رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ: خداوند کریم میری اُمت کو قیامت کے دن دوسری اُمتوں کے درمیان اس طرح محشور کرے گا کہ ان کی پیشانی ہاتھوں اور پاؤں سے وضو کی وجہ سے نور مترشح ہو رہا ہو گا یہی نور ان کی امتیازی حیثیت اُجاگر کرے گا''۔ (آثار الصادقین۔ج:۱۱،ص:۶۹، ۷۰، ۷۵)

نیز آنحضرتؐ فرماتے ہیں: ''میری اُمت اس حالت میں محشور ہو گی کہ ان کی پیشانی، ہاتھوں اور پاؤں سے وضو کے نشانات اور آثار واضح آشکار ہوں گے''۔

(آثار الصادقین۔ج:۱۱،ص:۶۹، ۷۰، ۷۵)

آپؐ مزید فرماتے ہیں کہ: ''وضو کرنے والے حضرات اگر اپنے وضو کو اچھا اور شادات انجام دیں تو جب محشور ہوں گے تو خدا کی خوشنودی اور مرضی ان کے شامل حال ہو گی''۔ (آثار الصادقین۔ج:۱۱،ص:۶۹، ۷۰، ۷۵)

آپ نیز فرماتے ہیں: ''میں بروز محشر اپنی اُمت کو وضو کے نشانات اور آثار سے پہچانوں گا، چونکہ صرف وضو کرنے والی میری اُمت ہی ہو گی''۔ (لئالی الاخبار۔ج:۵،ص:۶۵، ۶۶)

وضو کرنے سے قبل انسان جو گناہ کرتا ہے وضو انہیں ڈھانپ دیتا ہے (اور ختم کر دیتا ہے) اور انسان کو ہر قسم کی رجاست اور نجاسات سے نجات دیتا ہے۔ جو کوئی مکمل اور تازہ وضو کرے گا وہ اپنے آپ کو گناہوں سے باہر لے آتا ہے۔ اس طرح جیسے ابھی شکم مادر سے پیدا ہوا۔ (لئالی الاخبار۔ج:۵،ص:۶۵، ۶۶)۔ باوضو رہنا اور وضو پر وضو کرنا نورٌ علیٰ نور کے مترادف ہے۔ جب

ان انوار والے صاحبان محشور ہوں گے تو ان کے انوار کی وجہ سے میدانِ محشر روشن ہو جائے گا جس سے تمام اہل محشر مات کھا جائیں گے اور مبہوت ہو جائیں گے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ''وضو پہ وضو کرنا گویا بغیر استغفار کے توبہ کی تجدید کرنا ہے''۔ (وسائل الشیعہ ج:۱،ص:۲۶۴ ولئالی الاخبار ج:۵،ص:۶۵،۶۶)

اگر انسان زمین کے مختلف گوش و کنار میں وضو کرے تو قیامت کے دن جب وہ محشور ہوگا تو وہ تمام مقامات جہاں جہاں اس نے وضو کیا تھا اس کے حق میں گواہی دیں گے۔(بحار الانوار۔ ج:۱،ص:۲۶۴ ولئالی الاخبار ج:۵،ص:۶۵،۶۶) اور جو لوگ سردی میں وضو کریں گے، حشر کے موقع پر وہ جہنم اور عذابِ الٰہی کو نہیں دیکھیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے تو خدا تعالٰی نے ان کیلئے درجات تیار کر رکھے ہیں اور ان کو ان درجات میں جگہ دی جائے گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔(لئالی الاخبار ج:۵،ص:۶۵،۶۶)

اذان دینے والوں کا محشور ہونا

قیامت کے دن مؤذن حضرات خوبصورت قیافے، نورانی چہرے اور بلند قد و قامت کے ساتھ محشور ہوں گے گویا اہل محشر کے درمیان وہ ایک سرو کے مانند گردنیں تانیں کھڑے ہوں گے۔وہ حضرات انبیاء علیہم السلام، شہداء اور صالحین کے ہمراہ محشور ہوں گے!

آئمہ اطہار علیہم السلام سے بروز قیامت اذان کی اہمیت اور مؤذن کے موقع و محل کے متعلق متعدد روایات وارد ہوئی ہیں۔روایت ہے: علما یہود کا ایک وفد پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوالات پوچھنے لگے جن میں سے ایک سوال اذان اور اذان دینے والوں کے متعلق بھی تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ: خداوند کریم نے مجھے اذان عطا فرمائی ہے۔پھر آپؐ فرماتے ہیں کہ: قیامت کے دن میری اُمت کے مؤذن تنہا محشور نہیں ہوں گے بلکہ انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ہمراہ محشور ہوں گے۔(بحار الانوار ج ۸۴،ص ۱۱۶)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: ''قیامت کے دن جب لوگ قبروں سے باہر آئیں گے تو ان میں اذان دینے والے افراد اس طرح محشور ہوں گے کہ ان کی گردنیں تمام اہل محشر سے بلند ہوں گی، گویا کہ وہ تمام لوگوں اور میدان محشر کی زمین کا دُور سے مشاہدہ کریں گے''۔(محاسن برقی۔ص:۴۸)

رسول اکرمؐ اس ضمن میں مزید فرماتے ہیں کہ: ''کوئی خدا کے لئے اذان دے وہ اس طرح محشور ہوگا کہ گویا اس کے ذمے کوئی گناہ تھا ہی نہیں''۔(بحارالانوار۔ج:۸۴،ص:۱۳۹)۔آپؐ نے حضرت بلالؓ کے محشور ہونے کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: ''حضرت بلالؓ اس طرح محشور ہوں گے کہ جنتی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پہ سوار ہوں گے اور اسی اونٹنی پر اذان دیں گے اور بڑی حسین اور اونچی آواز میں اہل محشر تک یہ الفاظ ''اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ انّ مُحَمَّدً رَسُوْلُ اللّٰهِ'' پہنچائیں گے اس وقت ایک آواز بلند ہوگی کہ اُسے جنتی حلہ پہنایا جائے اور وہ حلہ پہنے ہوئے محشور ہوں گے''۔(سرائیر۔ص۴۷۵)

روزہ داروں کا محشور ہونا

جب روز قیامت روزہ دار (چاہے واجب روزہ رکھا ہو یا مستحبی) محشور ہوں گے تو رضوان جنت اور غلامان بہشت ان کا استقبال کریں گے۔حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ پیغمبر اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ: آپؐ نے فرمایا: ''قیامت کے دن تمام مخلوقات کو محشور کیا جائے گا اور لوگ قبروں سے باہر آئیں گے۔خداوند کریم رضوان جنت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ روزہ دار تشنہ اور بھوکے قبروں سے باہر آئے ہیں ان کا استقبال کرو، انہیں کھانے اور پانی سے سیراب کرو۔جنت کے رضوان آواز دیں گے اے غلامان بہشت اور بچو جو بلوغت سے قبل دنیا سے انتقال کر گئے تھے آؤ تا کہ روزہ دار کا استقبال کریں۔ان میں سے اکثریت رضوان جنت کے گرد جمع ہو جائیں گے اس طرح کہ انہوں نے ہاتھوں میں طشت اُٹھا رکھے ہوں گے جن میں

پھل، جنتی پانی اور جنتی کھانے ہوں گے وہ روزہ داروں کی قبروں کے سرہانے پہنچ جائیں گے اور یہ سب چیزیں روزہ داروں کے سامنے رکھ دیں گے اور کہیں گے اے روزہ دار یہ پھل پانی اور جنتی کھانے کھاؤ یہ تمہیں مبارک ہوں۔ یہ چیزیں تم نے خود اپنے لئے جمع کر رکھی تھیں"۔ (قیامت۔ سید عبداللہ اصفہانی۔ ص:۷۱،۷۲)

اور نیز فرمائیں گے قیامت کو جب ساری مخلوق اُٹھے گی تو ملائکہ تین گروہوں کو اپنے ہمراہ لئے بڑھیں گے تاکہ انہیں جنت میں داخل کر سکیں، وہ شہداء، ماہ رمضان کے روزے دار اور روز عرفہ کے روزے دار ہوں گے۔ (قیامت۔ سید عبداللہ اصفہانی۔ ص:۷۱، ۷۲)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ: "جب روزہ دار اپنی قبروں سے باہر آئیں گے، لوگ انہیں ان کے منہ کی خوشبو (جو مشک وعنبر) جیسی ہوگی سے پہچانیں گے۔ ان کے لئے جنت سے لائے گئے ظروف جو پھلوں، کھانوں اور پانی سے بھرے ہوں گے لائے جائیں گے اور کہا جائے گا کھاؤ، پیو چونکہ تم اس دن بھوکے رہے جب لوگ شکم سیر تھے، تم اس دن تشنہ رہے جس دن لوگ سیراب تھے، تم نے اس دن تکلیف برداشت کی جب لوگ آرام میں تھے۔ لہٰذا اب تم لوگ آرام کرو جبکہ لوگ اس وقت حساب میں مبتلا ہیں"۔ (قیامت۔ سید عبداللہ اصفہانی۔ ص:۷۱،۷۲)۔ ان کے محلات کے متعلق تو فرماتے ہیں کہ: "جنت میں ایسے محلات ہوں گے جو یاقوت، زبرجد، سونے اور چاندی سے بنے ہوں گے"۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! یہ محلات کن لوگوں کیلئے ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: "ان لوگوں کیلئے ہیں جنہوں نے روز عرفہ روزہ رکھا تھا چونکہ خدا کے نزدیک بہترین دن جمعہ اور عرفہ کا دن ہے اور ان دونوں میں لوگوں پہ خدا کی طرف سے خصوصی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ یہ دو دن شیطان کے نزدیک بدترین دن شمار کئے جاتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ جو آدمی روز عرفہ اُٹھے اور روزہ رکھے ہوئے ہو تو خیر کے تیس دروازے کھول دیئے جائیں گے اور شر کے تیس دروازے اس پہ بند کر دیئے جائیں گے اور جیسے ہی افطار

کرتا ہے صبح تک اس کے جسم کی تمام رگیں اس کیلئے مغفرت طلب کرتی رہتی ہیں۔ (قیامت۔ سید عبداللہ اصفہانی۔ ص: ۷۱، ۷۲)

متقین کا محشور ہونا

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ قیامت کے دن لوگوں کا محشور ہونا مختلف طریقوں سے ہوگا، ہر کسی نے دنیا میں جیسے اعمال انجام دیئے ان کے مطابق محشور ہوگا۔ اسی طرح عدالت الٰہیہ میں داخل ہوگا۔ اس گہما گہمی کے درمیان متقی افراد مخصوص اور منفرد حالت میں داخل ہوں گے اس ضمن میں آیات و روایات موجود ہیں۔ ہم چند یہاں بطور مثال پیش کر رہے ہیں:۔

﴿یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا﴾ (سورہ مریم۔ آیت: ۸۵)

ترجمہ: ''قیامت کے دن ہم متقی افراد کو محشور کریں گے اور جمع کریں گے درحالانکہ وہ خدا کی بارگاہ میں وفد (ہیئت) کی شکل میں بڑھیں گے''۔

وفد کا لغوی معنی ہے وہ گروہ جو قابل عزت و احترام ہو اور مسائل و مشکلات کے حل کے لئے بزرگوں سے ملاقات کریں اور احترام و تکریم اور فضل و عنایت کے مستحق قرار پائیں۔ بہت زیادہ روایات میں آیا ہے کہ قیامت کے دن لوگ ننگے بدن، ننگے پاؤں محشور ہوں گے سوائے متقی افراد کے۔ متقی افراد بروزِ قیامت سوار ہو کر میدانِ محشر میں داخل ہوں گے۔

رسول اکرمؐ نے مذکورہ بالا آیہ کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ: ''اس خدا کی قسم جس نے مجھے خلق کیا کہ متقی لوگ اپنے قدموں سے چل کر میدانِ محشر میں نہیں آئیں گے اور فرشتے انہیں میدانِ محشر میں لے کر نہیں آئیں گے بلکہ انہیں جنتی ناقوں پہ سوار کر کے لایا جائے گا جنہیں اہل محشر نے اس سے قبل نہیں دیکھا ہوگا''۔ (تفسیر درالمنثور۔ ج:۴، ص:۲۸۵)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''حضرت علی علیہ السلام نے مذکورہ آیہ کریمہ کی تفسیر کے متعلق پیغمبر اکرمؐ سے سوال کیا تو آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے علی علیہ السلام!

وفد ان افراد کو کہا جاتا ہے جو سواری پہ سوار ہوں، یہ وہ افراد ہیں جو متقی ہیں اور پرہیزگاری کو اپنائے ہوئے تھے۔ خدا ان کا دوست ہو گا اور انہیں اپنے ساتھ مخصوص کرے گا اور خدا ان کے اعمال پہ راضی اور خوش ہو گا اور ان کا نام متقی رکھا!''۔

آپؑ مزید فرماتے ہیں: ''یا علی علیہ السلام! قسم اس خدا کی کہ جس نے حبہ (دانہ) شگافتہ کیا اور ذی روح مخلوق کو خلق فرمایا۔ یہ متقی گروہ جب اپنی قبروں سے باہر آئیں گے تو فرشتے جنتی ناقہ لے کر کمال عزت واحترام سے ان کا استقبال کریں گے اور یوں انہیں محشور کیا جائے گا''۔ (دو جلدی تفسیر نور الثقلین۔ ج:۲، ص:۵۵)

متقی افراد کا اجتماعی شکل میں سوار ہو کر میدانِ محشر میں داخل ہونا ان کی عظمت و بزرگی کی نشانی اور خوش بختی وسعادت کی علامت ہے۔ البتہ ان کی قسمت کا یقینی فیصلہ اور صورتحال ان کے نامہ اعمال کی چھان بین اور حساب کتاب کے اعمال کے وزن کرنے کے بعد واضح ہو گی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت علی علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہؐ! وہ کون لوگ ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: یا علی علیہ السلام! وہ تیرے شیعہ ہیں، آپؑ ان کے امام ہیں، یہ سوار ہو کر میدانِ محشر میں داخل ہوں گے۔ (دو جلدی تفسیر نور الثقلین۔ ج:۲، ص:۵۶)

مومنین کا محشور ہونا

جو لوگ خدا، روز قیامت، جنت، جہنم، میزان پہ ایمان رکھتے ہوں گے ان کا حشر نشر نور کے ساتھ ہو گا۔ یہ لوگ جب میدان محشر میں قدم رکھیں گے ان کے چہرے اور جبین سے نور ساطع ہو گا اور میدان محشر میں قدم رکھتے ہی نور کی شعاعیں ان کے آگے آگے بڑھنے لگیں گی۔ اہل محشر انہیں اس حالت میں مشاہدہ کریں گے۔ اس بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

﴿يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ﴾

(سورۂ حدید۔ آیت:۱۲)

ترجمہ: ''اس دن تم باایمان مرد اور باایمان عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ایمان ان کے آگے آگے اور داہنی طرف چل رہا ہوگا''۔

نور سے مراد (ایمان دار مردوں اور عورتوں) ان کے ایمان کے نور کا مجسم ہونا ہے چونکہ اس دن انسانوں کے عقائد و اعمال مجسم صورت اختیار کرلیں گے۔ ایمان وہی نور ہدایت جس خوبصورت شکل و صورت میں مجسم ہو جائے گا جو مومنین کے آگے آگے جلدی سے حرکت کرے گا۔

خود مومنین بھی بڑی سرعت کے ساتھ میدان محشر کے راستے کو عبور کرکے جنت کی طرف جائیں گے اور ابدی ودائمی سعادت کی راہ کو عبور کریں گے ان کی جلدی کی وجہ سے ان کے نور کی حرکت سریع ہوگی، از خود سریع حرکت نہیں کریں گے۔

یہ نور جو صرف مومن مرد و مومن عورتوں کیلئے ہے اور قیامت کے دن ان کی جنت کی طرف رہنمائی کرے گا اس کے پیچھے پیچھے یہ جلدی جلدی جنت میں داخل ہوں گے۔

یکی روز آید در آں نیست ظن　　که هر کس بود مؤمن از مرد و زن

ایک ایسا دن ضرور آئے گا جس میں کوئی ظن نہیں کہ خواتین و حضرات میں سے ہر کوئی مومن ہوگا۔

روذ نور ایمان آنان نکوی　　پس و پیش ایشان زهر سمت و سوی

ان کے آگے آگے نور ایمان چل رہا ہوگا جو ان کے آگے پیچھے ہر طرف سے ہوگا۔

بر آنان دهد مژده آن گاه نور　　که امروز از سوی رب غفور

اس وقت انہیں نور مژدہ سنائے گا جو کہ آج رب غفور رحیم کی طرف سے ہے۔

بیائید داخل به باغ جنان　　که جاری در آں است نهری روان

آؤ اور جنت کے باغات میں داخل ہو جاؤ جس میں بہتی ہوئی نہر جاری ہے۔

بمانید در این مکان تا ابد　　که این رستگاری شمارا سزد

اب اس جگہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہو تم اس ابدی کامیابی کے مستحق ہو۔

بغیر شک وشبہ کے یہ نورِ الٰہی جو ایمان اور اعمال صالح سے نکلے گا یہ لوگوں کے ایمان اور اعمال صالح کے متفاوت و مراتب کی وجہ سے متفاوت ہوگا جن کا ایمان جتنا زیادہ قوی ہوگا ان کا نور اتنی ہی زیادہ جگہ کو روشن کرے گا اور جن کے نور کا مرتبہ ضعیف ہوگا ان کے نور کی روشنی بھی اُتنی ہی کم ہوگی حتیٰ کہ بعض کا نور اُن کی اُنگلیوں کے سروں کو روشن کر پائے گا۔

تفسیر میں آیا ہے کہ روز قیامت لوگوں کے درمیان ان کے ایمان کے مطابق نور تقسیم کر دیا جائے گا۔ جناب قتادہ کہتے ہیں کہ: مومن کا نور بہت بڑی فضا یعنی عدن اور صنعا کے درمیانی فاصلے کو روشن کر دے گا، البتہ یہ نور افراد کے ایمان کے اعتبار سے گھٹتا جائے گا یہاں تک کہ بعض اشخاص کا نور تو صرف ان کے اپنے قدموں کے برابر جگہ کو بھی روشن نہ کر پائے گا۔

عبداللہ بن سعود کہتے ہیں کہ: ''مومنین کے نور کی روشنی کا معیار ان کے اعمال ہوں گے بعض کا نور پہاڑ کی مانند ہوگا جن افراد کے اعمال بالکل ہی معمولی نوعیت کے ہوں گے ان کے نور ان کی اُنگلیوں کے پوروں ہی کو منور کر سکیں گے وہ بھی دائمی صورت میں نہیں بلکہ کبھی روشن ہوگا تو کبھی خاموش''۔(مجمع البیان۔ج:۹،ص:۲۳۵)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''اگر دنیا میں کوئی شخص ایک دوسرے شخص کے ساتھ صرف خدا کیلئے محبت کرے گا تو وہ بروز قیامت نور کے منبر پہ بیٹھے گا، ان کے چہرے، جسموں اور ان کے منبر کا نور ہر چیز کو روشن کر دے گا، یہی ان کی پہچان بن جائے گا اور ان کے بارے میں کہا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی باہمی الفت و محبت صرف خدا کیلئے ہوتی تھی''۔(اصول کافی۔ ج:۲،ص:۱۲۵)

نور کا حصول

بہتر یہ ہے کہ ہم بحث کے اختتام پر چند ایسے اعمال ذکر کر دیں جن کے ذریعے قیامت کے دن مومنین نور کو حاصل کر سکیں۔ قیامت کے دن جو کوئی نور اخذ کرنا چاہتا ہے وہ مذکورہ اعمال

انجام دے کر اپنے مقصود کو پاسکے، اس کا چہرہ منور ہو سکے اور اس کے ذریعے قیامت کی تاریکی سے نجات پاسکے۔

(۱) نمازِ شب

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے نورِ قلب کو طلب کیا ہے یہ چیز غور و فکر کرنے اور گریہ کرنے میں ملتی ہے۔ پلِ صراط سے گزرنے کا جواز (ٹکٹ) پانے کی صورت یہ ہے کہ صدقہ دینے سے حاصل ہوتی ہے۔ شکل وصورت کو منور کرنے کا طریقہ ڈھونڈا ہے اور یہ چیز نمازِ شب سے حاصل ہوتی ہے۔ اس بارے میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''میں نے رسول اکرمؐ سے جب سنا کہ نمازِ شب نور ہے (اور مومن نمازِ شب کے ذریعے نور حاصل کرے گا) اور کسی وقت بھی (حتیٰ کہ جنگ کے دوران بھی) اسے ترک نہیں کیا!''۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو اپنی قوم کو مواعظ فرمائے ہیں ان میں ایک یہ کہ ''اے قوم! میں تم سے حق پر مبنی گفتگو کرتا ہوں، وہ لوگ بہت خوش قسمت ہیں کہ جو شب کی تاریکی میں نماز اور راز و نیاز میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ لوگ کہ جنہوں نے دائمی نور کو حاصل کر لیا ہے، چونکہ یہ لوگ شب کی تاریکی اور اس کے درمیان میں بیدار ہوتے ہیں، اپنے رب کے حضور راز و نیاز اور نماز میں مشغول رہتے ہیں''۔

(۲) نماز پڑھنا

جن چیزوں کے ذریعہ نور حاصل کیا جاسکتا ہے ان میں نماز بھی شامل ہے۔ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''الصلوٰة نور'' نماز نور ہے اور نور تخلیق بھی کرتی ہے۔ اس کے ذریعے انسان میدان محشر میں نور و روشنی کے درمیان قرار پائے گا۔

(میزان الحکمۃ۔ ج:۱۰،ص:۲۳۴،۲۳۵)

(۳) تلاوت قرآن

رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ: ''ہمیشہ تلاوت قرآن کرو، زمین اور آسمان کے اندر تیرے لئے نور ذخیرہ کر دیا گیا ہے''۔ (میزان الحکمۃ۔ج:۱۰،ص:۲۳۴،۲۳۵)

(۴)(دشمنوں کے خلاف) تیر چلانا

اس سلسلہ میں پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں کہ: ''جو بندہ راہ خدا میں دشمن کے خلاف تیراندازی کرے گا قیامت کے دن اس کے لئے اسی مقدار میں نور بن جائے گا''۔ (میزان الحکمۃ۔ ج:۱۰،ص:۲۳۴،۲۳۵)

(۵) حق کی گواہی دینا

آپؐ کا فرمان ہے کہ: ''جو بندہ خون ریزی روکنے کیلئے اور حق کو حق ثابت کرنے کیلئے حق پہ مبنی گواہی دے گا قیامت کے دن وہ شخص نورانی شکل وصورت کے ساتھ داخل ہوگا''۔ (میزان الحکمۃ۔ج:۱۰،ص:۲۳۴،۲۳۵)

(۶) وضو کرنا

حدیث نبویؐ ہے: ''خداوند کریم میری اُمت کو دوسری اُمتوں کے درمیان اسطرح محشور کریگا کہ انکی جبین اور چہرے وضو کی وجہ سے نورانی ہونگے''۔ (میزان الحکمۃ۔ج:۱۰،ص:۲۳۴،۲۳۵)

مختلف شکلوں میں محشور ہونا

ہم نے اب تک صرف نیک اعمال بجالانے والے افراد کے محشور ہونے کو بیان کیا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ اب ہم گنہگاروں اور مجرموں کے محشور ہونے کی کیفیت کو بھی بیان کریں کہ ایسے افراد کس قیافے شکل اور کیفیت میں محشور ہوں گے۔ جیسا کہ ہمیں اسلامی مدارک ومنابع سے پتہ چلتا ہے کہ قیامت کے دن صرف وہ لوگ انسانی شکل میں اُٹھائے جائیں گے جو دنیا میں انسانی

اخلاق کو اپنائے رہے تھے اور شرعی احکام کے مطابق زندگی بسر کی تھی۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے خود کو حیوانات کی مثل بنائے رکھا اور غیر انسانی اخلاق میں خود کو ڈھالے رہے بروز قیامت بھی اپنے روحانی اور معنوی اخلاق کی مناسبت سے محشور کیئے جائیں گے۔

پیغمبر آخر الزمان کی اُمت کے بعض افراد اپنے افکار اور ان کی نیت کے مطابق مختلف شکلوں کے ساتھ میدانِ محشر میں داخل ہوں گے اس قیافے اور شکل وصورت سے پہچانے بھی جائیں گے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہو رہا ہے:

﴿یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا﴾ (سورۂ نباء۔ آیت:۱۸)

''اس دن جب صور پھونکا جائے گا، مردے زندہ ہو جائیں گے اور گروہ در گروہ میدان محشر میں داخل ہوں گے''۔

ایک روایت میں ہے کہ: حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے گھر آپ کے ایک صحابی حضرت معاذؓ آپ کے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے آپ کی طرف رُخ کر کے عرض کی: یا رسول اللہ! اس قول خدا کہ (قیامت کے دن لوگ گروہ در گروہ داخل ہوں گے) کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: اے معاذ! تم نے بہت بڑے اور اہم موضوع کے متعلق سوال کیا ہے۔ پھر آپ کی آنکھوں سے اشکوں کی لڑی جاری ہوگئی آپ نے اپنی مبارک آنکھیں موند لیں اور فرمایا: اے معاذ! میری اُمت کے دس گروہ مختلف شکلوں اور صورتوں کے ساتھ میدان محشر میں داخل ہوں گے، خداوند کریم انہیں مسلمانوں سے علیحدہ کر دے گا اور ان کی شکلیں تبدیل ہو جائیں گی۔

(۱) بعض افراد بوزینہ اور میمون یعنی بندروں کی شکل میں محشور ہوں گے، یہ وہ افراد ہوں گے جو عوام الناس اور خلقِ خدا کے درمیان نکتہ چینی اور فتنہ پروری میں مشغول رہتے تھے۔

(۲) بعض لوگ سؤر کی شکل میں اُٹھائے جائیں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں سود کھاتے تھے اور اپنی نمازوں میں سُستی برتتے تھے اور ہمیشہ مالِ حرام کے چکر میں رہتے تھے اور مالِ حرام کھاتے

تھے جیسے (رشوت، قمار بازی، یتیموں کا مال، کم فروشی، شراب خوری وغیرہ جیسے اعمال کے مرتکب ہوتے تھے)۔

(۳) تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جنہیں اُلٹے پاؤں لٹکایا جائے گا ان کے چہرے نیچے کی طرف لٹکے ہوئے ہوں گے۔ یہ لوگ سودخور ہوں گے (یہ لوگ سود کے مال سے اپنی زندگی بسر کرتے تھے)۔

(۴) چوتھا گروہ اندھا محشور ہوگا، انہیں پتہ بھی نہیں ہوگا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں، یہ وہ افراد تھے جو عدالت اور فیصلے کرتے وقت ظلم و جور سے کام لیتے ہوئے ناحق اور طاقت کے بل بوتے پہ فیصلے سُنایا کرتے تھے (اور لوگوں کے حقوق پامال کرتے تھے)۔

(۵) پانچواں گروہ گونگے اور بہرے محشور ہوں گے۔ یہ وہ خود پسند افراد ہوں گے جو اپنے اعمال اور عبادات پہ راضی تھے (اور فخر کرتے تھے کہ میں نے فلاں عمل، فلاں وقت اور فلاں جگہ اور فلاں تاریخ کو انجام دیا تھا) یہ عقل سے محروم تھے۔

(۶) چھٹا گروہ اس طرح محشور ہوگا کہ ان کی زبانیں ان کے منہ سے باہر نکلی ہوئی ہوں گی اور ان کے سینوں پہ آویزاں ہوں گی اور یہ مسلسل انہیں چباتے رہیں گے جبکہ ان کے منہ سے ہمیشہ پانی بہتا رہے گا یہ علماء اور قاضی حضرات ہیں جو خدا سے نہیں ڈرتے تھے۔ ان کے اعمال اور گفتار مختلف اور متضاد تھے۔ ان کے مُنہ سے جاری پانی تمام لوگوں کو آلودہ اور نجس کر دے گا۔

(۷) حشر کے دن ساتواں گروہ ان افراد کا ہوگا جن کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں گے، یہ وہ افراد ہوں گے جو دنیا میں اپنے ہمسایوں کو پریشان کرتے اور اذیت دیتے تھے۔

(۸) آٹھویں گروہ کو آگ کے پھندے سے گھسیٹا جائے گا، یہ وہ افراد ہونگے جو دنیا میں بادشاہ وقت کے پاس لوگوں کے کام بگاڑنے، انکو نقصان پہنچانے اور بدگوئی کرنے جایا کرتے تھے۔

(۹) نواں گروہ ان لوگوں پہ مشتمل ہوگا جن کے پاؤں کو ان کی گردنوں کے ساتھ گرہ لگادی گئی ہوگی۔ ان کے وجود سے بدبودار تعفن اُٹھ رہا ہوگا جو کہ گندگی کے ڈھیر اور مردہ حیوانات کے تعفن سے بھی بڑھ کر ہوگا۔ ان افراد نے دنیا میں ہمیشہ اپنی خواہشات کی پیروی کی ہوگی اور ہمیشہ دنیاوی عیش وعشرت کے تعاقب میں رہے ہوں گے اور اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے فروخت کر دیا ہوگا۔ یہ لوگ اپنے خدا سے نہیں ڈرتے تھے۔ اپنے گناہ اور نافرمانی کو لوگوں سے چھپاتے تھے، لوگوں کیلئے اپنے مال کو ممنوع قرار دے رکھا تھا۔ اپنے مال سے وجوہات شرعیہ تک ادا نہیں کرتے تھے۔

(۱۰) دسواں گروہ ان افراد کا ہوگا جنہیں (آگ سے) سُرخ کیے ہوئے تانبے کی زنجیروں کے لباس میں ملبوس کیا ہوگا۔ ان لوگوں نے گناہانِ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہوگا اور پھر لوگوں کے درمیان اس پہ فخر ومباہات بھی کرتے رہے تھے اور اپنی بڑائی بھی کرتے تھے۔ (تفسیر مجمع البیان۔ ج:۱۰، ص:۴۲۳/لحائی الاخبار۔ ج:۵، ص:۱۰۶)

جن لوگوں نے خدا کے احکامات اور اس کے پیغمبروں کے فرامین کی مخالفت کی، ایسے مجرم اور گنہگار افراد کے متعلق ہم چند دوسری روایات بھی پیش کر رہے ہیں:۔

(۱) بعض افراد مست اور مدہوش محشور ہوں گے اور مستی کی حالت میں اِدھر اُدھر ڈگمگا رہے ہوں گے، یہ وہ افراد تھے جو خمس اور زکوٰۃ اور دوسرے تمام مالی واجبات ادا نہیں کرتے تھے۔

(۲) بعض افراد اس طرح محشور ہوں گے کہ ان کے جسموں پر آگ کے سوراخ بنے ہوئے ہوں گے، یہ لوگ بہتان اور الزامات پہ شہادت دیتے تھے۔

(۳) بعض افراد اپنے جسموں پہ آگ کا لباس پہنے ہوئے محشور ہوں گے، یہ افراد لوگوں کی غیبت کرنے اور ٹوہ لگانے میں لگے رہتے تھے۔

(۴) بعض افراد جب محشور ہوں گے تو ان کے منہ اور ناک سے مسلسل خون بہہ رہا ہوگا اور

منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے، یہ افراد اجناس کی خرید و فروخت میں جھوٹ سے کام لیتے تھے اور جھوٹی قسمیں کھایا کرتے تھے۔

(۵) بعض افراد اس حال میں محشور ہوں گے کہ ان کے ناک کا نرم حصہ کٹا ہوا ہوگا، یہ افراد جھوٹی گواہیاں دینے اور جھوٹ بولنے والے ہوں گے!۔

(۶) ایک ایسے گروہ کو لایا جائے گا کہ گویا ان کے منہ کے اندر زبان ہی نہیں ہے اور ان کے منہ سے ہمیشہ میل کچیل جاری ہوتا رہے گا، یہ افراد حق کی گواہی دینے سے اجتناب کرتے تھے اور جب شہادت کا وقت آتا تو اسے چھپا لیتے تھے۔

(۷) بعض افراد جب محشور ہوں گے تو ان کے بدن کوڑھ، جذام اور السر سے بھرے ہوئے ہوں گے، یہ افراد والدین کے عاق شدہ ہوں گے۔ ان کے والدین ان سے راضی نہیں ہوں گے۔

البتہ بعض مجرموں کہ جنکی صفات رذیلہ، بُرے اعمال و کردار خدا و رسولؐ کے احکام کے خلاف ہوں گے، کے محشور ہونے سے متعلق آئندہ بحثوں میں تفصیلی ذکر آئے گا۔

منافقین کا محشور ہونا

یہ تو بیان ہو چکا کہ مومنین نور میں غرق اور نورانی چہروں کے ساتھ بروزِ قیامت محشور ہوں گے۔ اسی طرح ان کے برعکس منافقین ظلمت و تاریکی میں غرق اور سیاہ چہروں کے ساتھ میدان محشر میں داخل ہوں گے۔ تاریکی کے سبب انہیں کوئی جگہ نظر نہیں آئے گی، حتیٰ کہ اپنا راستہ بھی گم کر بیٹھے ہوں گے۔ چاروں طرف اِدھر اُدھر حیران و پریشان بھٹک رہے ہوں گے۔ وہ منافقین جو کفر و نفاق اور گناہوں کی ہولناک تاریکی انہیں گھیرے ہوئے ہوگی اور یہ اس حالت میں فریاد کریں گے اور مومنین جو اپنے نور کی روشنی میں آگے بڑھ رہے ہوں گے سے التماس کریں گے کہ ہمیں بھی اپنے نور سے روشنی عطا کرو۔ قرآن مجید اس منظر کو یوں بیان کرتا ہے:

''اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں صاحبان ایمان سے کہیں گے کہ ذرا ہماری طرف بھی نظر رحمت کرو کہ ہم تمہارے نور سے استفادہ کریں تو ان سے کہا جائے گا کہ اپنے پیچھے کی طرف پلٹ جاؤ اور اپنے شیاطین سے نور کی التماس کرو۔ اس کے بعد ان کے درمیان ایک دیوار حائل ہو جائے گی جس کے اندر کی طرف رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا''۔ (سورۂ حدید ۵۷، آیت: ۱۳)

جی ہاں! یہ مومنین سے التماس کریں گے کہ ہماری طرف نگاہ کرو تا کہ تمہارے چہروں کے نور سے ہم اپنا گم شدہ راستہ تلاش کر سکیں۔ اپنی محبت ولطف کا ایک خاص حصہ ہم پہ نچھاور کرو اور اپنے نور کا ایک حصہ ہمیں بھی دو تا کہ ہم اپنا راستہ پا سکیں، یا پھر ہمیں تھوڑی سی مہلت دو اور صبر کرو اور جلدی نہ کرو تا کہ ہم بھی تم سے آملیں، اور نور کی روشنی میں راہ مستقیم کو حاصل کر سکیں۔ شاید یوں ہمیں حیرانگی سے نجات مل سکے۔ لیکن اس وقت انہیں جو جواب دیا جائے گا وہ یہ ہے کہ:

''اپنے پیچھے کی طرف پلٹ جاؤ اور وہاں سے نور حاصل کرو۔ (سورۂ حدید ۵۷، آیت: ۱۳)
یہ مقام نور حاصل کرنے کا نہیں ہے تمہیں چاہئے تھا کہ اُسے دنیا جسے تم پیچھے چھوڑ آئے ہو سے ایمان، اعمال صالح اور نیک کاموں کے ذریعے حاصل کرتے، مگر افسوس کہ اب وقت گزر چکا ہے، دیر ہو چکی ہے اب اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے''۔

اس کے علاوہ جو لوگ گھپ اندھیرے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے خداوند کریم بھی قیامت کے دن ان سے مذاق کریں گے وہ اس طرح کہ جب مومنین جنت میں داخل ہوں جائیں گے اور منافق میدان محشر کی تاریکی واندھیرے میں حیران پریشان رہ جائیں گے تو خداوند کریم جنت کا دروازہ کھول دیں گے اور جنت کے اندر سے روشنی نکل کر میدان محشر کو منور کرنا شروع کر دے گی جس سے منافقوں کے پاؤں کے نزدیک جگہ روشن ہو جائے گی اور انہیں کہا جائے گا: حیران و پریشان کیوں کھڑے ہو؟ جنت میں داخل کیوں نہیں ہوتے؟ اس حال میں منافق جنت کی طرف

بھاگ کھڑے ہوں گے تاکہ جنت میں داخل ہو سکیں کہ یک لخت جنت کے دروازے فوراً بند کر دیئے جائیں گے اور پھر اسی تاریکی میں گھر جائیں گے۔ان کی پریشانی میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس عمل کا اتنی مرتبہ تکرار کیا جائے گا کہ خود منافقین بھی سمجھ جائیں گے کہ ان کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے، یوں وہ جنت سے مایوس ہو جائیں گے اگرچہ پھر انہیں کہا جائے گا کہ داخل ہو جاؤ مگر یہ ٹس سے مس نہیں ہوں گے۔لہٰذا وہ اسی میں اپنی بہتری سمجھیں گے کہ اس تاریکی میں پریشان و پشیمان پڑے رہیں۔(اقتباس از سورۂ بقرہ ۲، آیات: ۱۵ تا ۱۷ اور تفسیر صافی ج:۱،ص:۶۲)

منافقین نور کا تقاضا کریں گے

منافقین اور ان کی پریشانی و سرگردانی کی تصویر کشی قرآن مجید میں یوں کی گئی ہے:

﴿یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ......﴾ (سورۂ حدید ۵۷، آیت ۱۳)

''اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں صاحبانِ ایمان سے کہیں گے ذرا ہماری طرف بھی نظرِ رحمت کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے استفادہ کریں تو ان سے یہ کہا جائے گا کہ اپنے پیچھے کی طرف پلٹ جاؤ اور نور کی التماس کرو......''۔

خدا سے بے خبر منافقین جب اپنے آپ کو کفر و نفاق اور گناہوں کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں پائیں گے اور مومنین کو نور اور روشنی میں غرق ملاحظہ کریں گے تو ذلت و شرمندگی محسوس کرتے ہوئے خود کو محتاج سمجھتے ہوئے فریاد کریں گے اور مومنین سے التماس کریں گے کہ ہمیں بھی روشنی (نور) عطا کرو اور کہیں گے اے مومنین! آگے نہ بڑھو، جلدی نہ کرو، قدرے صبر کرو ہماری طرف توجہ کرو اور ہم پہ اک مرتبہ مہربانی کرو، آہستہ آہستہ چلو تاکہ ہم تم تک پہنچ پائیں اور آپ کے نور کی روشنی سے استفادہ کر سکیں تاکہ اس طرح ہمیں اندھیرے اور تاریکی سے نجات مل سکے۔البتہ انہیں جو جواب دیا جائے گا وہ انکار کی صورت میں ہوگا۔

مومنین ان کے جواب میں کہیں گے: "اے منافقو! واپس پلٹ جاؤ اور دنیا میں چلے جاؤ اور وہیں جا کر ہی نور کا تقاضا کرو۔ چونکہ یہ نور دنیا ہی سے ہے اور ہمیں بھی دنیا ہی میں عطا کیا گیا ہے۔ ہم نے اسے دنیا میں رہ کر ہی آج کیلئے تیار کیا اور اسے بھیجا جبکہ آج نور کا حصول ممکن نہیں، ہم نے دنیا میں جو اعمال انجام دیئے جن کی جزاء کے طور پر ہمیں یہ نور عطا کیا گیا ہے اب انہیں یہاں بجالانا ممکن نہیں ہے کیونکہ انہیں صرف دنیا میں ہی انجام دیا جا سکتا تھا۔ یہ دنیا کا کام تھا تم نے وہاں انہیں انجام نہیں دیا اور کوتاہی کرتے رہے۔ اگر تم منافق اور دوہرے چہرے کے مالک نہ ہوتے، تمہیں چاہیئے تھا کہ دنیا میں جب مواقع میسر تھے وہ کام کرتے جن سے نور پیدا ہوتا اور آج فائدہ اُٹھاتے مگر تم لوگوں نے حضرت محمد مصطفیٰؐ کے فرمان کو بھلا دیا تھا جس میں آپؐ نے ارشاد فرمایا تھا: ﴿الدُّنیا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ. ﴾ "دنیا آخرت کی کھیتی ہے" اگر کبھی کبھار جنت سے نور کا ایک جھونکا میدان محشر کی طرف آ ہی جائے جس سے میدان محشر میں تھوڑی دیر کیلئے روشنی پھیل جائے مگر فوراً ہی وہ نور ختم ہو جائے گا اور منافقین پہلے سے زیادہ تاریکی اور اندھیرے میں حیران و پریشان گھرے رہیں گے۔ خدا کی ذات ان سے مذاق کرے گی چونکہ یہ دنیا میں مومنین کا مذاق اُڑایا کرتے تھے"۔

جھوٹ بولنے والوں کا محشور ہونا

قیامت کے دن ایک گروہ سیاہ اور تاریک چہروں کے ساتھ محشور ہوگا اور اسی حالت میں میدان محشر میں قدم رکھے گا تو بہت دُور سے ان کے اندر والا شرک و کفر کی گمراہی اور اندھیرا دکھلائی دے گا جس کا اثر ان کے سیاہ اور تاریک چہروں سے نمایاں ہوگا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ. ﴾

(سورۂ زمر۔ آیت:۶۰)

''اور تم روز قیامت دیکھو گے کہ جن لوگوں نے اللہ پر بہتان باندھا ہے ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہیں''۔

قیامت کے دن جھوٹ بولنے والوں کے چہروں کی سیاہی ان کی ذلت و رسوائی کی نشانی سمجھی جائے گی۔ ہم جانتے ہیں کہ قیامت کے لمحات ہی انسان کے اسرار و رموز کے عیاں ہونے کے لمحات ہیں اور انہیں لمحات میں ان کے افکار و اعمال جسم کی صورت اختیار کرلیں گے۔ اس دنیا میں جو بھی پردے میں تھا وہ باہر منتقل ہو جائے گا اور عیاں ہو جائے گا جس سے ان کے چہرے سیاہ و تاریک ہو جائیں گے۔

ایک دوسرے مقام پہ ارشاد ہوتا ہے کہ:

''اور جن لوگوں نے برائیاں کمائی ہیں ان کے لئے ہر برائی کے بدلے ویسی ہی برائی ہے اور ان کے چہروں پر گناہوں کی سیاہی بھی ہوگی اور انہیں عذاب الٰہی سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ ان کے چہرے پر جیسے سیاہ رات کی تاریکی کا پردہ ڈال دیا گیا ہو، وہ اہل جہنم ہیں اور اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں''۔ (سورہ یونس۔ آیت: ۲۷)

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے رب کے حضور دعا و مناجات کے آداب کے سلسلے میں عرض کرتے ہیں کہ:

''اے بارِ الٰہا! اس دن ہمارے چہروں کو سفید قرار دے، جس دن تمام ظالموں کے چہرے سیاہ ہوں جائیں گے''۔ (صحیفۂ سجادیہ۔ دعا: ۴۲)

اس دن مجرموں اور جھوٹے افراد کے چہروں کی سیاہی و تاریکی ان کی اندرونی بدبختی و بیچارگی کی علامت بھی ہے اور اجمالاً اس کی حکایت بھی کرتی ہے۔ البتہ ان کے تفصیلی حالات اور قسمت کے یقینی فیصلے کا اندازہ ان کے اعمال نامے کے حساب کتاب اور چھان بین کے بعد ہوگا اور اسی وقت بدکاروں کی بُرائی بھی معلوم ہوگی اور اس وقت گنہگاروں نے خدا کی اوامر و نواہی کی

جس قدر مخالفت کی تھی کی سزا بھگتیں گے۔ اس کی بارگاہ میں اس کی عظمت و بڑائی کے سامنے خجالت وشرمندگی بے عزتی ورسوائی کا احساس کریں گے۔

نیز امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جو شخص بھی جھوٹا دعویٰ کرے گا کہ خداوند کریم نے اُسے لوگوں کی رہبری و امامت کیلئے منتخب فرمایا ہے بروزِ قیامت ان کے چہرے سیاہ وتاریک ہوں گے''۔ راوی نے عرض کی اگر چہ وہ دعویٰ کرنے والا علوی ہی کیوں نہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا: ''بے شک وہ علوی ہی کیوں نہ ہو''۔ راوی نے عرض کی اگر وہ فاطمی ہوا تو؟ آپؑ نے فرمایا: ''بے شک وہ فاطمی ہی کیوں نہ ہو''۔ (تفسیر مجمع البیان۔ ج:۸، ص:۵۰۵)

بانسریاں باجے وغیرہ بجانے اور فخر و مباہات کرنے والوں/والیوں کا محشور ہونا

ان افراد میں جن کے چہرے روزِ قیامت سیاہ وتاریک ہوں گے ان میں ایک گروہ وہ ہوگا جو دنیا میں بانسریاں باجے وغیرہ بجایا کرتے تھے اور صاحبانِ ساز و آواز کہلواتے تھے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا: ''جب طنبور بجانے والی عورت محشور ہوگی اس کا چہرہ سیاہ ہوگا اور آگ کا خاص طنبور اس نے ہاتھوں میں اُٹھا رکھا ہوگا اور اس کے سر پہ ستر ہزار فرشتے متعین کر دیے جائیں گے اور ہر فرشتے کے ہاتھ میں ایک گرز ہوگا جو مسلسل اس کے چہرے اور سر پہ مار رہے ہوں گے اس کے سامنے کوئی راہ فرار نہیں ہوگی''۔ (بحار الانوار۔ ج:۷۹، ص:۲۵۳)

تیسرا گروہ جو سیاہ چہروں کے ساتھ میدان محشر میں قدم رکھے گا وہ خودنمائی اور فخر و مباہات کرنے والے متکبر افراد ہوں گے جنہوں نے اپنے اعمال کو فخر وتکبر کے عوض بیچ ڈالنے کیلئے انجام دیا ہوگا۔ اس بارے میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: ''جو بندہ بھی تصنع و بناوٹ و

اختراع پردازی سے کام لے گا اور اس کے ذریعے دوسروں پہ فخر ومباہات کرے گا خداوند کریم اسے سیاہ چہرے کے ساتھ محشور کرے گا"۔ (بحارالانوار۔ج:۷،ص:۲۱۶)

اندھے دل والوں کا محشور ہونا

قیامت کے دن لوگوں کا ایک گروہ اندھا محشور ہوگا۔ یہ وہ افراد ہوں گے کہ جنہوں نے دنیا میں اپنی چشم بصیرت بند کر رکھی تھی اور خود کو اندھے دل والا بنا لیا تھا۔ یہ حق کا چہرہ، خدا کی آیات، اسباب ہدایت وعبرت بلکہ ہر قسم کے حقائق کو نہ دیکھ سکے اور ان تمام الطاف وعنایات جو خدا نے انہیں عطا کی تھی خود کو محروم کیا اور خود کو بدقسمت بنائے رکھا ہے چشم پوشی کی۔ قرآن کریم اس بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا﴾

(سورۂ بنی اسرائیل۔آیت:۷۲)

ترجمہ: "جو کوئی اس دنیا میں اپنے دل کی آنکھوں کو بند رکھے یعنی نابینا بنا رہے تو وہ آخرت کی دنیا میں بھی نابینا ہے اور اس کی گمراہی کئی گنا بڑھی ہوئی ہوگی"۔

یہ ایک قدرتی بات ہے کہ یہ اندھے دلوں والے نابینا افراد سب سے زیادہ گمراہ شمار کیے جائیں گے۔ اُنہوں نے نہ ہی اس دنیا میں راہِ ہدایت پائی اور نہ آخرت میں سعادت وبہشت کی راہ اختیار کریں گے۔ چونکہ اُنہوں نے ہمیشہ حقائق سے نظریں چرائی تھیں، بلکہ آنکھیں موند لی تھیں جبکہ آخرت میں دنیا کا سب سے بڑا ردِعمل ظاہر ہونے والا مقام ہے۔ لہٰذا اندھے دلوں والے آخرت میں اندھے ہی محشور ہوں گے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے مذکورہ آیۂ کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: "وہ جس ہستی نے آسمان وزمین کی خلقت کو دن رات کی رفت وآمد کو ستاروں، سیاروں، چاند، سورج کی گردش کو اس جہاں کی تخلیق کی بہت بڑی نشانی قرار دیا اس نے جس کو بھی اس سے بے خبر رکھا وہ

آخرت میں بھی گمراہ ترین فرد شمار کیا جائے گا"۔ (تفسیر نور الثقلین۔ ج:۳، ص:۱۹۶)

قرآن حکیم میں ایک دوسرے مقام پہ ارشاد ہو رہا ہے کہ "اور جو میرے ذکر سے کنارہ کشی اختیار کرے گا اس کے لئے زندگی کی تنگی بھی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن نابینا محشور کریں گے۔ وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار! مجھے کیوں اندھا محشور کیا ہے جبکہ میں دنیا میں صاحب بصارت تھا؟۔ فوراً پروردگار کی طرف سے جواب ملے گا: اس لئے کہ ہماری آیتیں تیرے پاس آئیں تو نے انہیں فراموش کر دیا۔ تو آج تو بھی نظر انداز کر دیا جائے گا، آج تم خدا کا جاہ وجلال اس کی شوکت وحشمت اور اس کی نعمات اور اس مقام قرب کو دیکھنے سے محروم کر دیئے گئے ہو"۔ (سورہ طٰہٰ۔ آیت:۱۲۴)

جی ہاں! جس شخص نے بھی یادِ خدا سے منہ پھیر لیا اس کے لئے مذکورہ آیات میں سزائیں متعین کی گئی ہیں۔ ایک سخت دردناک زندگی جو مصائب اور دکھوں سے پُر ہوگی، دوسرا آخرت کا اندھا پن۔ چونکہ عالم آخرت اس عالم دنیا سے کہیں زیادہ وسیع اور بڑا ہوگا، اس جہاں کے تمام حقائق وہاں جا کر مناسب جسم کی شکل اختیار کر لیں گے۔ اس جہاں میں جن افراد کی آنکھیں حقائق کو دیکھنے سے محروم رہی ہیں، آخرت میں بھی وہ آنکھیں نابینا محشور ہوں گی۔

زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں کا محشور ہونا

وہ افراد جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے اور بخیل تھے ہمیشہ مال وثروت جمع کرنے اور اسے محفوظ کرنے کی تگ ودو میں مصروف رہتے تھے اور راہِ خدا میں خرچ کرنے سے اجتناب کرتے تھے، بروزِ قیامت اس طرح محشور ہوں گے کہ وہ تمام مال وثروت اور زمین جس کی اجناس انگور، خرما، گندم، جو اور دیگر اجناس کی زکوٰۃ سات طبقات تک طوق بن کر اس شخص کے گلے میں ڈال دیئے جائیں گے اور جب میدان محشر میں قدم رکھے گا وہ اس کے گلے میں جھول رہے ہوں گے۔ اس بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

''زکات ادا نہ کرنے والے اور وہ افراد جو فقراء اور مساکین اور محروم افراد میں مال خرچ کرنے سے اجتناب کرتے تھے۔ خبردار جو لوگ خدا کے دیئے میں بخل کرتے ہیں ان کے بارے میں یہ نہ سوچنا کہ اس بخل میں کچھ بھلائی ہے یہ بہت بُرا ہے اور عنقریب جس مال میں بخل کیا گیا ہے وہ بروزِ محشر ان کی گردن میں طوق بنا دیا جائے گا اور اللہ ہی کے لئے زمین و آسمان کی ملکیت ہے اور وہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے''۔ (سورۂ آل عمران۔ آیت: ۱۸۰)

جی ہاں! بروزِ محشر وہ مال جس پہ زکوٰۃ واجب تھی مگر وہ راہِ خدا میں خرچ نہ کیا گیا وہ انسان کے سب دوسرے اعمال کی طرح قانون تجسم اعمال کے مطابق مجسم ہو کر ایک بہت بڑے عذاب کی صورت اختیار کرے گا جو اس گنہگار کے گلے میں آویزاں کر دئے جائیں گے اور اسی حالت میں میدان محشر میں قدم رکھے گا۔

اس سلسلے میں متعدد احادیث موجود ہیں۔ ہم یہاں چند ذکر کر رہے ہیں:۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ''جس بندے نے اپنے مال سے زکوٰۃ ادا نہیں کی، خدا اس مال کو آتشیں طوق میں تبدیل کر دے گا اور پھر اسے کہا جائے گا جس طرح دنیا میں اس مال کو خود سے دُور نہیں کرتے تھے آج بھی اسے اپنے سینے سے لگا لو اور اپنے گلے کا ہار بنا لو۔ لہٰذا اسے اُٹھاؤ اور خود اپنی گردن میں ڈال لو اور اپنی گردن کا طوق بنا لو!''۔

(تفسیر نور الثقلین۔ ج:۱، ص: ۴۱۴/ تفسیر عیاشی ج:۱، مذکورہ آیت کی تفسیر)

بعض روایات میں آیا ہے کہ: ''اُن اموال کو اژدھا یا آگ کے سانپوں کی شکل میں بدل دیا جائے گا پھر ان کے گلے کا ہار اور گردن کا طوق بنا دیا جائے گا''۔

خداوند کریم نے پیغمبر اکرمؐ کو مخاطب کر کے فرمایا: ''اے محمدؐ! جو بندہ اپنی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا، خداوند کریم بروز قیامت اس کے مال کو آگ کے اژدھا کی شکل دے کر اس کے گلے کا طوق بنا دے گا اور وہ اژدھا اسے مسلسل ڈستا رہے گا تاوقتیکہ خداوند کریم ساری مخلوق کے حساب سے

فارغ نہ ہو جائیں"۔ (تفسیر نور الثقلین۔ج:۱:۴۱۴؛ تفسیر عیاشی۔ ج:۱ مذکورہ آیت کی تفسیر)

بعض دوسری روایات میں ہے کہ: "وہ زمین اور کھیتی باڑی جس پر زکوٰۃ واجب تھی مگر ادا نہیں کی گئی تو اس زمین کے سات طبقوں کو اس شخص کی گردن کا طوق بنا دیا جائے گا"۔

حضرت امام صادق علیہ السلام پیغمبر اکرمؐ سے نقل فرماتے ہیں کہ: "اگر کوئی شخص جس پر جو زکوٰۃ (خرما، گندم، جو، انگور وغیرہ) واجب تھی مگر اس نے ادا نہیں کی تو خداوند کریم اس زمین کو سات طبقوں میں تقسیم کر کے طوق بنا ڈالے گا اور اسے اس شخص کی گردن میں لٹکا دے گا"۔

(تفسیر نور الثقلین۔ج:۱، ص:۴۱۴؛ تفسیر عیاشی۔ ج:۱ مذکورہ آیت کی تفسیر)

خمس ادا نہ کرنے والوں کا محشور ہونا

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے بارے میں جو روایات و احادیث جو معصومین علیہم السلام سے وارد ہوئی ہیں کے علاوہ وہ روایات بھی موجود ہیں جو خمس کے ذیل میں علیحدہ سے ذکر ہوئی ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"خداوند کریم و برتر قیامت کے دن لوگوں کے ایک ایسے گروہ کو محشور کرے گا کہ جن کے ہاتھ ان کی گردن کے گرد لپٹے ہوں گے وہ انگشت برابر حرکت نہیں کر سکیں گے اور کسی مکھی کے برابر حشرات کی تکلیف کو بھی دُور نہیں کر سکیں گے، فرشتے اسے پورے میدان محشر کا چکر لگوائیں گے اور کہیں گے: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے تھوڑی سی نیکی بہت بڑے اجر کے لئے انجام نہیں دی۔ خدا نے انہیں مال و دولت کی فراوانی عطا کی مگر انہوں نے اپنے مال سے خدا کا حق ادا نہیں کیا تھا"۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اگر کوئی ایک درہم خمس کا اس کے مستحق تک جانے سے روک دے اور دو درہم خدا کی مرضی کے خلاف اور ناحق خرچ کر دے، جو بندہ اس کے مال میں حق رکھتا تھا اسے نہ ادا کرے تو

خداوند کریم بروز قیامت (اسے اس طرح محشور کرے گا کہ) اس مال کو آگ کے سانپ میں تبدیل کر کے اس کی گردن کا طوق بنا دے گا اور وہ مال آگ کا سانپ بن کر اس کی گردن کے گرد لپٹ جائے گا (اور اُسے مسلسل ڈستا رہے گا اور اُسے لوگوں کے سامنے رسوا کرتا رہے گا)''۔(وسائل الشیعہ۔ج:۶،ص:۲۵،۲۶)

حضرت امام زمانہ(عج) سے منقول ناحیہ مقدسہ میں خبر دی گئی ہے کہ:

''جو بندہ ہمارے مال (خمس) کو کھائے گا گویا وہ آدمی اپنے شکم کو جہنم کی آگ سے بھر لے گا اور بہت جلد (جب وہ محشور ہو گا) دوزخ کے عذاب کو دیکھ لے گا''۔(سفینۃ البحار۔ج:۱، ص:۴۲۸)

نیز حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''بروز قیامت لوگ (جب محشور ہوں گے) تو ان کے لئے سب سے سخت ترین لمحہ وہ ہو گا جب خمس کے مستحقین اُٹھیں گے اور کہیں گے: اے پروردگار! ہم اپنا حصہ مانگتے ہیں!''۔(بحار الانوار۔ج:۹۳،ص۱۹۳)

غیبت کرنے والوں کا محشور ہونا

بروز محشر غیبت کرنے والے افراد مخصوص ہیئت اور انتہائی ڈراونے انداز میں محشور ہوں گے کہ لوگ انہیں دیکھ کر وحشت زدہ ہو جائیں گے اور ان کے بدن کی بدبو سے نفرت محسوس کرنے لگیں گے۔

پیغمبر ختمی مرتبتؐ غیبت کرنے والوں کی حالت کو یوں بیان فرماتے ہیں یہ حشر کا وقت ہو گا تو کس طرح ڈراؤنے انداز میں یہ اُٹھائیں جائیں گے۔ آپؐ نے لوگوں کو موعظہ کے ضمن میں فرمایا:

''اے لوگو! مسلمانوں کی غیبت مت کرو۔ چونکہ جو بندہ اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کرے

گا بروز قیامت جب محشور ہوگا تو اس کی زبان اس کی گردن کی پشت پہ بندھی ہوگی (کوئی اسے نہیں کھول سکے گا) صرف خدا کی طرف سے معافی ہی اسے کھول سکتی ہے یا پھر جس کی غیبت کی گئی ہے اس کی طرف سے معافی ہی اسے کھول سکتی ہے"۔ (محجۃ البیضاء۔ج:۵،:۲۵۱)

اس کی زبان اس کے سر کی پشت پہ بندھی ہوگی اور اسے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا وہ پریشانی اور افسوس کرتے ہوئے اپنے چہرے کو ناخنوں سے نوچے گا اور اس کے گوشت کو کاٹ ڈالے گا۔

نیز آنحضرتؐ فرماتے ہیں:

"شب معراج جب مجھے آسمان پہ لے جایا گیا میں ایک ایسے گروہ کے پاس سے گزرا جو اپنے چہرے کو ناخنوں سے نوچ رہے تھے اور زخمی کر رہے تھے۔ میں نے جبرائیل سے اس کا سبب پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو حضرت جبرائیل نے کہا: یہ غیبت کرنے والے لوگ ہیں جو لوگوں کی عزت و ناموس کو دُکھ پہنچاتے تھے"۔ (کنز العمال۔ج:۳،ص:۵۸۹)۔ ان لوگوں کو اُٹھائے جانے کے بعد جب انہیں عدالت میں مقدمے کا فیصلہ سننے کیلئے لایا جائے گا اور وہاں سے سیدھا جہنم دھکیلا جائے گا تا کہ جہنم کے کتوں کی خوراک بن سکیں۔ ان کتوں کیلئے اس سے بہترین غذا نہیں ہوگی!۔

اس سلسلے میں حضرت امیر المومنینؑ نے نوف بکالی سے ارشاد فرمایا:

"غیبت کرنے سے پرہیز کرو، غیبت کرنے والے جہنم کے کتوں کی غذا بنیں گے"۔ (امالی صدوق۔ص:۲۰۹)

اسی طرح حضرت امام حسین شہید کربلاؑ کے سامنے جب کسی بندے نے غیبت کی تو فرمایا:

"اے فلاں بن فلاں! غیبت سے اجتناب کرو اور اپنی زبان کی حفاظت کرو چونکہ غیبت

کرنے والے جہنم کے کتوں کی غذا ہیں"۔(تحف العقول۔ص:۲۷۹)

اگر غیبت کرنا اچھا اور ثواب کا کام ہوتا تو قیامت کے دن حشر کے وقت اس کا نتیجہ بھی یقیناً نظر آتا، جبکہ غیبت کرنے والے کے ہاتھ خالی ہوں گے۔ اُنہوں نے دنیا میں نیک اعمال کے ذریعے جتنا ثواب کمایا تھا، وہ شخص جس کی غیبت کی جائے گی اسے منتقل کردیا جائے گا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہر مسلمان پر غیبت کرنا حرام ہے چونکہ غیبت انسان کی نیکیوں اوران کے اجر کوختم کردیتی ہے جیسا کہ آگ لکڑی کوختم کردیتی ہے۔(مصباح الشریعہ۔باب:۴۹)(غیبت کے ذریعے غیبت کنندہ کا عمل غیبت شدہ کے نامہ اعمال میں درج ہوجاتا ہے۔غیبت کرنے والا اگر دنیا میں توبہ کرلے اوراسی توبہ کی حالت میں فوت ہوجائے توبروزِ قیامت حشر کے وقت اسے کافی عرصہ روکا رکھا جائے گا۔جنت میں داخل ہونے والوں میں وہ آخری شخص ہوگا"۔

خداوندکریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی:

"اے موسیٰ علیہ السلام جو آدمی غیبت سے توبہ کرلے اوراسی حالت فوت ہوجائے تو کافی توقف کے بعد جنت میں داخل ہوگا اور جنت میں داخل ہونے والوں میں وہ آخری شخص ہوگا اور اگر بغیر توبہ کے دنیا سے چل پڑے تو پہلا شخص ہوگا جو جہنم میں ڈالا جائے گا"۔(محجۃ البیضأ۔ج:۵، ص:۲۵۲)

تہمت لگانے والوں کا محشور ہونا

بعض افراد مومن ومتقی مردوں اور پاکدامن خواتین پر تہمتیں لگاتے ہیں اور لوگوں کے درمیان ان کی آبروریزی کرتے ہیں اُنہوں نے سب سے بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ایسے افراد کیلئے بروزِ قیامت نجات کا کوئی راستہ نہیں ہوگا۔میدان محشر میں آگ کے جسم کے ساتھ اُٹھائے جائیں گے۔

اس ضمن میں پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں:

''تہمت لگانے والے اس طرح محشور ہوں گے کہ ان کے جسموں کے اطراف میں آگ سے سوراخ بنے ہوں گے (جن سے مسلسل اور ہمیشہ آگ نکلتی رہے گی لوگ انہیں آتشیں سوراخوں کی وجہ سے ہی پہچانیں گے''۔ (قیامت سید عبداللہ حسنی اصفہانی۔ص:۲۶)

اس بارے میں حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے اجدادؑ سے نقل فرماتے ہیں کہ:

''پیغمبر اکرمؐ کا فرمان ہے جو آدمی نیک اور پاکباز مرد یا عورت پر تہمت لگائے گا جھوٹ باندھے گا یا ان کے بارے میں ایسی چیز کہے گا جو اس میں نہیں ہے خداوند کریم روز قیامت اسے آگ کے آلاؤ پہ ڈالے گا اور وہاں سے دیکھے گا تو جن مومنین کے متعلق اس نے کہا تھا وہ سامنے آجائے گا (جو جب تک تہمت باقی ہے اور اس کا ازالہ نہیں کیا جاتا وہ شخص وہیں رہے گا)''۔ (بحارالانوار۔ج:۷۲،ص:۱۹۴)

قیامت کے دن تہمت لگانے والے افراد جہنم کے بدترین کھولتے ہوئے پانی میں غرق کئے جائیں گے اور وہیں سے اس کے گلے میں پانی ڈالا جائے گا اور حتیٰ کہ اس تہمت کا جواب آجائے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جو بندہ کسی مومن و متقی مرد یا عورت پہ تہمت لگائے یا اس کے متعلق کوئی ایسی بات کہے جو اس میں نہیں ہے تو خداوند کریم اسے حشر کے وقت اسے طینت خبال میں قرار دے گا اور اسی جگہ کو اس کا ٹھکانہ قرار دے گا۔ تاوقتیکہ جو کچھ مومنین کے بارے میں کہا گیا ہے وہ ختم نہ ہو جائے''۔

راوی نے آپؑ سے سوال کیا: یابن رسول اللہؐ! طینت خبال سے مراد کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد وہ گندہ پانی ہے جو بدکار عورتوں کی شرمگاہوں سے بہتا ہے (اور جہنم کے

گودائی میں جمع ہوا اور پھر وہاں سے قلیان میں آ گیا اس جگہ تہمت لگانے والوں کو رکھا جائے گا۔ تہمت لگانے والوں کو اس طرح کا عذاب کیوں دیا جاتا ہے؟ اس لئے کہ ان کا ایمان پانی پانی ہو گیا اور ان کا دل ایمان سے خالی ہو گیا ہے۔

(اصول کافی۔ج:۴، ترجمہ رسولی محلاتی / بحار الانوار۔ج:۷۲، ص:۲۴۴)

اس بارے میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جب کوئی مومن اپنے مومن بھائی پہ تہمت یا جھوٹ باندھتا ہے تو جس طرح نمک کی ڈلی پانی میں گھل کر حل ہو جاتی اس شخص کا ایمان بھی اس کے دل میں گھل جاتا ہے اور وہ اس قسم کے شدید عذاب کا مستحق قرار پاتا ہے"۔ (اصول کافی۔ج:۴، باب: تہمت)

ہمسایوں کو اذیت دینے والے کا محشور ہونا

ان بڑے گناہوں میں سے ایک جس کے متعلق بروز قیامت پوچھ گچھ ہوگی وہ ہمسایوں اور پڑوسیوں کو تکلیف پہنچانا ہے۔ اس سلسلے میں معصومین علیہم السلام سے بڑی صراحت کیساتھ روایات ملی ہیں: کہ بروز محشر یہ افراد کس طرح اُٹھائے جائیں گے، ہمسایوں کو تکلیف پہنچانے والے افراد کو بڑی منفرد اور دردناک حالت میں اُٹھایا جائے گا۔ پوری مخلوق میں سے کم افراد ہی اس طرح اُٹھائیں جائیں گے۔ انکے حشر کی ایک حالت یہ ہے کہ انہیں بغیر ہاتھ پاؤں کے اُٹھایا جائیگا۔

حدیث شریف میں ہے: "پڑوسیوں کو تکلیف و آزار پہنچانے والا جب بروز محشر اُٹھایا جائے گا تو اس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں گے"۔ (لئالی الاخبار۔ج:۳، ص:۶)

اگر ہمسائے کو پہنچائی جانے والی تکلیف کی نوعیت زمین کی ملکیت یا گھر وغیرہ کے قبضے کی صورت میں ہوگی اگر وہ ایک بالشت ہی کیوں نہ ہو تو یہ اس طرح محشور ہوگا کہ وہ زمین طوق بن کر اس کے گلے میں ڈال دی جائے گی۔

حضرت رسول اکرمؐ فرماتے ہیں:

''اگر کوئی ہمسائے کی زمین پہ قبضہ کرے اگرچہ وہ ایک بالشت ہی کیوں نہ ہو خداوند کریم اس کے دس طبقات کو طوق بنا کر اس کی گردن میں ڈال دے گا اور وہ خدا کے ساتھ اسی طوق میں ملاقات کرے گا''۔ (بحار الانوار۔ ج:۷۴، ص:۱۵۰)

اس کے علاوہ آپ کا فرمانِ ذیشان ہے کہ:

''ہمسائے کو تکلیف پہنچانے والے پہ جنت کی بُو حرام ہے (اگرچہ جنت کی خوشبو ہزاروں میل کی مسافت کی دُوری پہ بھی سونگھی جا سکتی ہے) مگر پڑوسیوں کو اذیت پہنچانے والا اسے نہیں سونگھ پائے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہوگی''۔ (لئالی الاخبار۔ ج:۳، ص:۶)

مالِ یتیم کھانے والوں کا محشور ہونا

جب بروز قیامت یتیموں کا مال کھانے والا اُٹھایا جائے گا تو ہر دیکھنے والی آنکھ کو منقلب کر ڈالے گا اہل محشر اسے دیکھتے ہی سمجھ جائیں گے کہ اس نے دنیا میں کن افعال کا ارتکاب کیا ہے۔ ایسے افراد کے حشر کی کیفیت آیات و روایات نے مکمل صراحت سے بیان کی ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہو رہا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا﴾ (سورۂ نساء۔ آیت:۱۰)

''وہ لوگ جو ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے شکم میں صرف آگ بھر لیتے ہیں اور وہ عنقریب جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے''۔

مذکورہ بالا آیت سے استفادہ ہوتا ہے کہ انسان کے اعمال کا ظاہری چہرے کے ساتھ ساتھ ایک حقیقی باطنی چہرہ بھی ہے۔ اس جہاں میں جسے ہم نہیں دیکھ سکتے، چونکہ وہ ہماری نظروں سے

پنہاں ہے۔

البتہ اعمال کا حقیقی چہرہ اور حقیقی تصویر دوسرے جہاں میں ظاہر ہوگی (جس سے مسئلہ تجسم اعمال ثابت ہوگا)۔ (باب تجسم اعمال میں تفصیلی بحث آئے گی)۔ قرآن کی نظر میں جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں بظاہر تو ان کے عمل کا ظاہری چہرہ بڑے لذیذ اور مزے دار کھانوں سے مزین ہے مگر ان غذاؤں اور کھانوں کی حقیقی تصویر قیامت کے دن حشر کے وقت آگ کی صورت میں ظاہر ہوگی اور یہی رخ بروز قیامت آشکار ہوگا۔ جو دوسروں کو جلا دیتی ہے اس کا علم ہمیں بروز قیامت ہی ہوگا۔

معصومین علیہم السلام سے منقول روایات میں ذکر ہے کہ:

''یتیموں کا مال کھانے والے اس طرح محشور ہوں گے کہ اس کے شکم میں آگ شعلہ پکڑے گی اور وہ شعلہ منہ سے باہر نکل رہا ہوگا اسے دیکھ کر اہل محشر سمجھ جائیں گے کہ یہ یتیموں کا مال کھانے والا ہے''۔ (لئالی الاخبار۔ ج:۳، ص:۱۸۴)

ایک دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ: ''مال یتیم کھانے والے اس طرح اُٹھائے جائیں گے کہ ان کے شکم آگ سے بھرے ہوئے ہوں گے اور وہ آگ ان کے ناک، منہ، دونوں آنکھوں اور دونوں کانوں سے باہر نکل رہی ہوگی۔ اس حالت میں انہیں تمام اہل محشر پہچان لیں گے اور اس کے اعمال کو یہاں ہی سے پہچانا جائے گا''۔ (لئالی الاخبار۔ ج:۳، ص:۱۸۴)

نیز رسول اکرمؐ فرماتے ہیں:

''بروز قیامت بعض افراد اس حالت میں قبروں سے اُٹھیں گے کہ آگ ان کے منہ سے باہر نکل رہی ہوگی۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: کہ وہ یتیموں کا مال کھانے والے ہوں گے۔ یتیموں کا مال کھانے والوں کی ایک خصوصیت یہ ہوگی کہ حشر کے وقت مسلسل ان کے ہونٹ کاٹ کر مسلسل ان کے منہ میں ڈالتے رہیں گے''۔

پیغمبر گرامی قدر فرماتے ہیں کہ:

''شب معراج میں نے جہنم میں چند افراد کو دیکھا کہ جن کے لب اونٹ کے ہونٹوں کی طرح تھے، بعض ملائکہ مامور تھے کہ وہ ان کے لمبے ہونٹ کاٹ رہے تھے اور جہنم کی آگ کے پتھر ان کے منہ میں ٹھونس رہے تھے جو ان کے عقب سے نکل رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ جواب ملا کہ: یتیموں کا مال کھانے والے''۔ (لئالی الاخبار۔ ج:۳، ص:۱۸۴)

سُود خوروں کا محشور ہونا

سُود خوروں کا حشر بڑے ڈراؤنے انداز میں ہوگا۔ یہ بڑے ڈراؤنے، غیر متوازن اور اُلٹے پلٹے قیافے آسیب زدہ آنکھوں کے ساتھ محشور ہوں گے۔ اس سلسلے میں آیات وروایات کی کثیر تعداد موجود ہے۔

جی ہاں! قرآن مجید بالکل واضح فرماتا ہے کہ سُود کھانے والے قیامت کے دن دیوانوں اور آسیب زدہ لوگوں کی طرح محشور ہوں گے وہ ایسے حال میں محشور ہوں گے کہ ان کے پیٹ اتنے بڑے بڑے ہوں گے کہ وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر چلنے کے قابل ہی نہ ہوں گے۔ ان کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہو رہا ہے:

''جو لوگ سُود کھاتے ہیں وہ روز قیامت اس شخص کی طرح اُٹھیں گے جس کو شیطان نے چھو کر حواس باختہ کر دیا ہو کہ وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر چلنے کے قابل ہی نہ ہوں گے اور وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکتا ہو اس قسم کے لوگ کبھی زمین پر گر پڑتے ہیں اور کبھی اُٹھ جاتے ہیں وہ اسی حالت میں محشور ہوں گے''۔ (سورۂ بقرۃ۔ آیت ۲۷۵)

پیغمبر اکرمؐ اس بارے میں فرماتے ہیں:

''جب میں معراج پہ گیا تو ایک ایسے گروہ کو دیکھا کہ ان کے پیٹ اتنے بڑھے ہوئے تھے

کہ وہ بہت زیادہ کوشش کے باوجود اپنی جگہ سے اُٹھ نہیں سکتے تھے اور چلنا پھرنا ان کے لئے ناممکن تھا اور بار بار زمین پہ گر جاتے تھے۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں، ان کا جرم اور گناہ کیا ہے؟ جواب ملا یہ سود خور ہیں آل فرعون کی طرح ہر صبح وشام ان پہ آگ برسائی جاتی ہے۔ یہ ہمیشہ پوچھتے رہتے ہیں کہ قیامت کب برپا ہوگی"۔ (تفسیر نور الثقلین۔ ج:۱، ص:۲۹۱/لئالئ الاخبار۔ ج:۳،ص:۱۸۶)

نیز آپؐ سے منقول ہے کہ:

"میں نے جہنم میں ایک قوم جن کے شکم بڑے بڑے گھروں جتنے تھے وہ جہنم کے راستے پر پڑے تھے۔ آل فرعون ان کے اوپر سے گزرتی تھی اور اپنے پاؤں ان کے شکموں پر رکھتی تھی اور چل دیتے تھے۔ میں نے جبرائیل سے اس کا سبب پوچھا تو جواب ملا کہ یہ سود خور ہیں"۔

(تفسیر نور الثقلین۔ ج:۱،ص:۲۹۱/لئالئ الاخبار۔ ج:۳،ص:۱۸۶)

ایک دوسری روایت میں آپؐ سے منقول ہے کہ:

"بروز قیامت سُود خور اس طرح اُٹھیں گے کہ ان کے شکم جہنم کے سانپوں سے پُر ہوں گے ان کے شکم کا چمڑا اتنا باریک ہوگا کہ تمام اہل محشر ان کے شکم میں موجود اشیاء کا بآسانی مشاہدہ کر سکیں گے"۔ سُود خوروں کے محشور ہونے کے بارے میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ اس حالت میں اُٹھیں گے گویا وہ الٹ پلٹ (حوالہ وہی) ان کے سر اور چہرے نیچے کی طرف لٹکے ہوئے ہوں گے۔ ان کے پاؤں اوپر کی طرف ہوں گے۔ ان کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم کی طرف لے جایا جارہا ہوگا۔ (تفسیر نور الثقلین۔ ج:۱،ص:۲۹۱/لئالئ الاخبار۔ ج:۳،ص:۱۸۶)

شراب خور افراد کا محشور ہونا

شراب خور لوگ بروز قیامت ایک مخصوص انوکھے انداز میں اُٹھیں گے یہ بڑے رسواء اور توہین آمیز انداز میں اُٹھیں گے کہ اہل محشر فوراً انہیں پہچان لیں گے کہ جونہی وہ داخل میدان حشر

ہوں گے۔ منقول ہے کہ جب شرابی میدان محشر میں داخل ہوگا تو شراب کی بوتلیں اس کی گردن میں آویزاں ہوں گی اور شراب کا جام (پیالے) اس کے ہاتھوں کے ساتھ چپکے ہوئے ہوں گے اور ان سے بدبُو کے بھبکے اُٹھ رہے ہوں گے جو کسی مردار کے تعفن سے بدتر ہوں گے۔ تمام اہل محشر انہیں فوراً پہچان لیں گے کہ یہ شرابی ہے۔ جو کوئی بھی ان کے پاس سے گزرے گا ان پہ لعنت کرے گا۔ (عین الیقین فیض)

معاذ بن جبل نے رسول اکرمؐ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

''خداوند کریم نے اپنی عزت وجلال اور بزرگی کی قسم کھا کر بیان فرمایا کہ دنیا میں جس شخص نے جتنی شراب پی رکھی ہوگی قیامت کے دن اسے اتنی ہی مقدار میں جہنم کا کھولتا اور اُبلتا پانی پلایا جائے گا''۔

نیز رسول اکرمؐ سے منقول ہے کہ روز قیامت شرابی اس طرح اُٹھیں گے کہ ان کا چہرہ سیاہ، آنکھیں نیلی اور گہری نیلی ہوئی ہونگی، ہونٹ باہر کی طرف لٹکے ہوئے ہوں گے۔ ان کے منہ کا پانی سینے سے ہوتا ہوا پاؤں تک بہہ رہا ہوگا، زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی ہوگی۔ جو بھی وہاں سے گزرے گا وہ اس تعفن سے سخت تکلیف برداشت کرے گا۔ (لئالی الاخبار۔ ج:۵، ص:۲۰۹)

اسی بارے میں آپؐ مزید فرماتے ہیں:

''اس خدا کی قسم! جس نے مجھے مبعوث بہ رسالت کیا، شرابی ہمیشہ تشنہ مریں گے اور تشنہ قبر میں جائیں گے اور تشنہ ہی بروز قیامت اُٹھیں گے۔ ہزاروں سال اپنی تشنگی پر نالہ وفریاد کریں گے اس کے بعد انہیں جہنم کا کھولتا اور اُبلتا ہوا پانی پلایا جائے گا (وہ تانبے کی طرح پگھلا ہوا اور جلانے والا ہوگا) جس سے چہرے جل جائیں گے۔ یہ سب سے بُرا مشروب ہوگا جس سے شرابی کا چہرہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ اس کے دانت اکھڑ جائیں گے، اس کی آنکھیں اس برتن میں گر جائیں گی (وہ پانی) پینے کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں ہوگا وہ جونہی اسے پئیں گے جو کچھ اس

کے شکم میں ہوگا وہ ظاہر و باہر ہو جائے گا''۔ (آثار الصادقین۔ ج:۵، ص:۳۲۸)

نیز آپ فرماتے ہیں کہ:

''اگر مرتے وقت کسی شرابی کے شکم میں ایک قطرہ شراب کا بھی ہوا تو خدا کے لئے ضروری ہو جائے گا کہ جو کچھ دوزخیوں کے جسم کے زخموں سے رس رہا ہے اور جو مواد بدکار عورتوں کی شرمگاہوں سے نکلتا ہے سے اسے سیراب کرے۔ وہ گندہ پانی، پیپ اور ساری کثافت اک آگ سے بنے ہوئے برتن میں جمع کی جاتی ہے۔ جب اہل جہنم اسے پئیں گے تو ان کے جسموں کا چمڑا اور جو کچھ ان کے اندر شکموں میں ہوگا اس پانی سے پگھل کر باہر آ جائے گا''۔ (بحار الانوار۔ ج:۷۶، ص:۳۳۰)

سوسمار (گوہ) کی امامت میں محشور ہونا

جب قیامت بپا ہوگی تو ایک گروہ سوسمار (گوہ) کی امامت و رہبری میں اُٹھایا جائے گا۔ من جملہ ان میں عمرو بن حریث اور اس کے سات دوست شامل ہیں جنہوں نے امیر المومنینؑ کی عدم موجودگی میں ان کے حق سے خیانت کرتے ہوئے سوسمار (گوہ) کی بیعت کرلی تھی۔ اصبغ بن نباتہ نقل کرتے ہیں کہ: ''امیر المومنینؑ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم کوفہ سے دائیں طرف کوچ کریں۔ ہم آپؑ کے فرمان کے مطابق اتوار کے دن روانہ ہو گئے جبکہ (عمر بن حریث نے سات افراد کے ساتھ ملکر آپ کے فرمان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ ہم یہیں رہتے ہیں اور ہم بدھ کو روانہ ہوں گے جب سارا لشکر جمع ہو جائے گا تو اس سے آملیں گے''۔

لشکر نے مدائن کی طرف کوچ کیا اور حیرہ کی طرف روانہ ہوا (اک مقام جسے خورنق کہا جاتا ہے) وہاں اُنہوں نے دوسرے دن سوسمار (گوہ) کا شکار کیا۔ عمرو بن حریث نے اس حیوان کا ہاتھ کھولا اور کہا (حضرت علیؑ سمجھتے ہیں کہ وہ علم غیب جانتے ہیں جبکہ ہم انہیں خلافت سے معزول کرتے ہوئے ان کی جگہ سوسمار کی بیعت کرتے ہیں) آؤ اور اس کی بیعت کرو یہ

امیر المومنین ہے، سب نے اس حیوان کی بیعت کی۔ بدھ کی رات یہ لوگ روانہ ہوئے اور جمعے کے دن مدائن کے شہر میں داخل ہوئے اس وقت امیر المومنین علیہ السلام خطبہ دے رہے تھے۔ یہ مسجد کے نزدیک اُترے اور جب مسجد میں داخل ہو رہے تھے، امیر المومنین علیہ السلام نے انہیں دیکھا اور فرمایا: اے لوگو! پیغمبر اکرمؐ نے ہزاروں احادیث مجھے خفیہ طریقے سے تعلیم فرمائی۔ ہر حدیث کے ہزاروں باب و دروازے اور ہر دروازے کی ہزاروں چابیاں مجھے عطا کی ہیں۔ اے لوگو! میں نے سُنا ہے کہ خداوند کریم نے فرمایا ہے:

﴿يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍۭ بِإِمَامِهِمْ﴾ (سورہ بنی اسرائیل۔ آیت: ۷۱)

''قیامت کے دن ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ اُٹھائیں گے''۔

میں قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں کہ بروز محشر ۱۸ افراد کو اس طرح اُٹھایا جائے گا کہ ان کا امام سوسمار (گوہ) ہوگا۔ (گوہ ان کے آگے آگے اور وہ اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے) اور پھر فرمایا: میں اگر چاہوں تو ان کے نام بتا سکتا ہوں اور ان کا تعارف بھی کرا سکتا ہوں۔ اس دوران عمرو شرم کی شدت سے زمین پہ گر پڑا اور بہت ہی شرمندگی میں زمین پہ سر لٹکا دیا۔ (بحار الانوار۔ ج: ۴۱، ص: ۲۸۶)

اسی سلسلہ میں پیغمبر اکرمؐ سے ایک حدیث منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

''جبرائیل مجھ پر نازل ہوئے اور مجھے خبر دی کہ قیامت کے دن ایک قوم اس حالت میں اُٹھائی جائے گی کہ ان کا امام و رہنما سوسمار (گوہ) ہوگا۔ خبردار کہیں تم میں سے کوئی اس قوم سے نہ ہونے پائے۔ چونکہ خدا فرماتا ہے کہ قیامت کے دن ہم ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ اُٹھائیں گے''۔ (بحار الانوار۔ ج: ۴۱، ص: ۱۶۳)

پیغمبر اکرمؐ نے دو دوسرے افراد کے متعلق فرمایا ہے کہ ''قیامت کے دن دو بندے فلاں اور فلاں جب اُٹھیں گے تو ان کا امام سوسمار (گوہ) ہوگا''۔ (بحار الانوار۔ ج: ۳۴، ص: ۲۸۸)

قارون کے ہمراہ محشور ہونا

قیامت کے دن بعض افراد ناھنجار دوستوں اور ایسے افراد کے ساتھ اُٹھیں گے جو خدا کے غضب کا شکار ہوں گے اور ان کے ساتھ ایک ہی صف میں کھڑے ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو ترک کرتے تھے۔ یا پڑھتے تو تھے مگر پڑھنے کے بعد ضائع کر دیا کرتے تھے۔ اس بارے میں رسول اکرمؐ فرماتے ہیں:

''اے لوگو! اپنی نمازوں کو ضائع مت کرو چونکہ جو لوگ اپنی نمازوں کو ضائع کردیں گے بروز محشر ان کا حشر ان چند گروہوں کے ساتھ ہوگا اور ان کے ساتھ ایک صف میں کھڑے کئے جائیں گے وہ قارون، ہامان اور فرعون ہوں گے۔ فرماتے ہیں: کہ خداوند کریم کے لئے ضروری ہوگا کہ انہیں بھی منافقین کے ہمراہ جہنم کی آگ میں ڈال دیں۔ اسکے بعد فرمایا: وائے ہو اُن پر! جنہوں نے اپنی نمازوں کی حفاظت نہیں کی اور انہیں ضائع کردیا۔ اُنہوں نے اپنے پیغمبر کی سنت اور اُن کے طریقے کو ترک کیا ہے''۔ (بحارالانوار۔ ج: ۸۳، ص: ۱۴)

ایک دوسری حدیث میں ملتا ہے کہ: ''تارکِ نماز روز قیامت اس طرح اُٹھے گا کہ خداوند کریم اس پہ سخت ناراض ہوں گے۔ پھر یوں فرمایا کہ: قیامت کے دن تارک نماز پر ہمیشہ اور مسلسل عذاب کا اضافہ ہوتا رہے گا اور جب اسے اُٹھایا جائے گا تو اس کے ہاتھ اس کی گردن کے گرد لپٹے ہوئے ہوں گے اور یوں ملائکہ کی تمام اقسام اپنے ہاتھوں میں آہنی اور آتشی گرز لے کر اسکے چہرے اور سر پہ مار رہے ہوں گے، پھر اسکے لئے کوئی راہِ فرار نہ ہوگی اس وقت بہشت اس سے مخاطب ہوگی اور کہے گی اے تارک الصلوٰۃ! اے بے نماز! مجھ سے دُور ہو جاؤ۔ تم مجھ سے اور میرے اہل افراد میں سے نہیں ہو۔ پھر جہنم اسے مخاطب کر کے کہے گی: آؤ میرے نزدیک، مجھ میں اپنا ٹھکانہ قرار دو تاکہ آج تجھے عذاب دے سکوں، سخت ترین عذاب دے سکوں۔ اس دوران جہنم غصے میں آجائے گی اور ایسا پھنکارے گی کہ وہ بے اختیار کمان سے نکلے

ہوئے تیر سے بھی تیز جہنم میں داخل ہو جائیگا اور سر کے بل جہنم میں نیچے قارون کے مقام کے ساتھ جا گرے گا۔ یہ جگہ جہنم کے پست ترین درکات میں سے ایک ہوگی" (مواعظ العددیہ، ص:۲۲۱)

ایک حدیث کے ضمن میں ارشاد فرمایا کہ: "جو شخص بھی اپنی نماز کو اہمیت نہ دے، خداوند کریم قیامت کے دن اس پہ ایک ایسے فرشتے کو مسلط کرے گا کہ جب یہ محشور ہو تو اسے زمین پر اُلٹا گھسیٹتا رہے تاکہ لوگ اس کا تماشا دیکھ سکیں، حتیٰ کہ اسکا حساب انتہائی سخت ہوگا۔ خداوند کریم اس پہ اپنی رحمت ولطف کی نظر نہیں کریگا اور اسے پاک و پاکیزہ نہیں کرے گا اس کیلئے دردناک اور جلانے والا عذاب تیار ہوگا"۔ (سفینۃ البحار۔ ج:۲، ص:۴۴/ آثار الصادقین ج:۱۱، ص:۱۲۴)

اس کے علاوہ ایک حدیث میں ہے کہ جو بندہ اپنی نماز کو ہلکا اور حقیر سمجھے "جب بروز محشر لوگ اُٹھیں گے اور آئمہ اطہارؑ اور پیغمبر اکرمؐ کی شفاعت انہیں نصیب ہوگی اور وہ آبِ کوثر نوش کر رہے ہوں گے، تو وہ شفاعت سے محروم ہوگا اور اسے آبِ کوثر نصیب نہیں ہوگا اور نہ ہی آبِ کوثر میسر ہوگا۔ (بحار الانوار۔ ج:۸۰، ص:۹۰/ علل الشرائع۔ ص:۳۵۶/ محاسن برقی۔ ص:۷۹)

یزید کے ساتھ محشور ہونا

بروز قیامت قبروں سے چند ایسے افراد بھی اُٹھیں گے جو میدان محشر میں یزید پلید ملعون کے ساتھ ایک صف میں ہوں گے (درحقیقت وہ یزید کے ساتھ محشور ہوں گے)۔ اس بارے میں امام علی ابن موسیٰ الرضاؑ فرماتے ہیں: "جو شخص روز عاشورہ اپنے دنیاوی کام کاج کی غرض سے نہ جائے تو خداوند کریم اس کی دنیا و آخرت کی تمام حاجات پوری کردے گا اور اسے خیر پر اُٹھائے گا، اور جو شخص روز عاشورہ کو عزاء و مصیبت کا دن سمجھتے ہوئے محزون و گریہ میں بسر کرے گا، خداوند کریم اس کے لئے قیامت کو کشادگی اور خوشحالی کا دن قرار دے گا اور جنت میں اس کی آنکھیں ہماری زیارت کی وجہ سے نورانی اور بینائی والی ہو جائیں گی۔ اور جو شخص روز عاشورہ کو ایک بابرکت دن سمجھے اور دنیاوی کام کاج پر روانہ ہو جائے، مال و دولت جمع کرنے کی غرض سے

کام کاج کرے تو وہ مال اس کیلئے کبھی بھی مبارک نہیں ہوگا۔ قیامت کے دن اسے خداوند کریم یزید، عبید اللہ اور عمر بن سعد کے ساتھ محشور کرے گا اس کا اور یزید کا ٹھکانہ ایک ہی ہوگا اور یزید کا ٹھکانہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوگا۔ (بحار الانوار۔ ج:۱۰۱، ص:۱۰۲)۔ اور وہ لوگ جو یزید، عبید اللہ اور عمر سعد کے کردار و افعال کی تائید کرے یا ان کے افعال و کردار پہ راضی رہے یا ان کے اعمال کے مقابلہ میں غیر جانبدار رہے تو وہ انہی کے ساتھ محشور ہوگا۔

دجّال کے ساتھ محشور ہونا

وہ لوگ جو گھٹیا اور زشت افعال و کردار انجام دیتے تھے وہ کفار و مشرکین کے ہمراہ اُٹھائے جائیں گے اور جہنم میں انہیں دجال کے نزدیک رکھا جائے گا۔ ان لوگوں کی مثال اس طرح ہے جیسے انہوں نے پیغمبر اکرمؐ اور ان کی اولاد کے ساتھ جنگ و مقابلہ کیا ہے۔

حضرت ابوذرؓ کے غلام رافع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذرؓ کو دیکھا اور انہوں نے کعبہ کے دروازے کی کنڈی کو پکڑ رکھا ہے اور لوگوں کی طرف رُخ کر کے فرما رہے تھے:

"اے لوگو! جو لوگ مجھے جانتے ہیں سو جانتے ہیں میں جُندب غفاری ہوں۔ جو مجھے نام سے نہیں جانتے (وہ کنیت سے مجھے ضرور جانتے ہوں گے) میں ابوذر غفاری ہوں۔ پھر فرمایا: اے لوگو! میں نے رسول اکرمؐ سے سُنا، آپؐ نے فرمایا: جو شخص مرتبہ اوّل پہ میرے ساتھ جنگ و مقاتلہ کرے اور مرتبہ دوئم پہ میری اولاد اور تیسرے مرتبے پہ خداوند کریم کے ساتھ جنگ و مقاتلہ کرے تو بروز قیامت اسے دجّال کے ساتھ محشور کیا جائے گا۔ وہ دجال کے گروہ اور اس کے پیروکاروں میں شمار ہوگا"۔ (بحار الانوار۔ ج:۴۳، ص:۱۰۵ و ۱۲۰)

(شاید مرتبہ اول اور مرتبہ دوئم کا مطلب یہ ہو کہ وہ لوگ جنہوں نے آنحضرتؐ کے زمانے میں آپؐ کی مخالفت کی اور آپؐ کے بعد آپؐ کے اہلبیت علیہم السلام کو اذیت دیتے رہے، شاید مراد ابو سفیان اور معاویہ ہو کہ جنہوں نے آنحضرتؐ سے ان کی حیات مبارکہ میں جنگ کی اور پھر آپؐ

کے اہل بیتؑ کے ساتھ بھی یہ سلسلہ جاری رکھا)۔

بدن میں گڑھی ہوئی میخوں کے ساتھ محشور ہونا

بعض گروہ بروزِ محشر اس طرح اُٹھیں گے کہ ان کے جسموں پہ آتشیں میخیں گڑھی ہوئی ہوں گی۔ وہ درج ذیل گروہ ہوں گے:۔

(۱) وہ شخص جس نے کسی لڑکے کے ساتھ لواط کیا ہو یا کسی ایسی عورت کے ساتھ جو اس پر حرام تھی، عقب سے جماع کیا ہو، اس کے بدن میں میخیں گڑھی ہوئی ہوں گی اور اسی حالت میں وہ محشور ہوگا۔ پیغمبر اکرم کا وہ خطبہ جو مناہی الرسول کے نام سے معروف ہے یہ آپ کی زندگی کا آخری خطبہ شمار ہوتا ہے جو آپؐ نے اپنی حیاتِ مبارک کے آخری لمحات میں لوگوں کیلئے ارشاد فرمایا تھا۔

اس مذکورہ خطبے میں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو شخص کسی نامحرم عورت یا کسی مرد کے ساتھ عقب میں مجامعت کرے تو خداوند کریم اسے بروزِ محشر اس طرح اُٹھائے گا کہ اس کے جسم سے بدبو کے بھبکے اُٹھ رہے ہوں گے، جو کسی مردار کی بدبو سے بھی زیادہ بدبودار ہوں گے۔ میدان محشر میں موجود افراد اس کی بدبو کے تعفن سے اذیت محسوس کرنے لگیں گے، یہاں تک کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائے گا"۔

اس دن خداوند کریم ایسے افراد سے کسی قسم کا فدیہ وغیرہ بھی قبول نہیں فرمائے گا نہ ہی ان کے حق میں کسی کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ انہوں نے دنیا میں جتنے بھی نیک اعمال انجام دیئے ہوں گے وہ ضبط کر کے ضائع کر دیئے جائیں گے اور اسے آگ سے بھرے ہوئے لوہے کے تابوت میں ڈالا جائے گا جس کے چاروں طرف لوہے کی آتشیں میخیں ٹھونک دی جائیں گی، جو اس کے سر اور ہڈیوں میں اُتر جائیں گی۔ (تابوت پہ آتشیں میخیں ٹھونکنے کے سبب اس کا بدن آگ کے شعلے پکڑے گا کہ شعلے کی وجہ سے جل کر بھسم ہو جائے گا)۔ اگر اس کے بدن کی کسی

رگ کو چار سو اُمتوں میں سے بھی گزارا جائے وہ سب کی سب ایک لحظے اور لمحے میں مرجائیں گی اور ناکارہ بن جائیں گی۔ عذاب کے لحاظ سے اسے سخت ترین عذاب میں ڈالا جائے گا۔

(بحار الانوار۔ ج:۷، ص:۲۱۴، ۲۱۵)

(۲) وہ شخص جس کی آنکھیں غیر محرم کو دیکھ دیکھ کر سیراب نہ ہوتی ہوں اور وہ اپنی آنکھوں کو غیر محرم پہ ڈال کر سیراب کرنے کی کوشش کرتا رہے، ایسے شخص کو بھی خداوند کریم اس طرح محشور کرے گا کہ اس کا بدن لوہے کی آتشیں میخوں سے پُر ہوگا اور خداوند کریم جب تک دوسری مخلوق کے حساب سے فارغ نہیں ہو جاتا۔ اور فارغ ہو کر اس کے بارے میں یہ فیصلہ صادر فرمائے گا اور حکم دے گا کہ اسے انہی میخوں سمیت جہنم میں ڈال دیا جائے۔ (بحار الانوار۔ ج:۷، ص:۲۱۴، ۲۱۵)

مجرموں کا محشور ہونا

مجرم اور گنہگار لوگ بدترین حالت میں اُٹھائے جائیں گے، جنہیں دیکھ کر ہر آنکھ پریشان اور افسردہ ہو جائے گی!۔ قرآن ان کے محشور ہونے کی کیفیت کی یوں توصیف فرماتا ہے:

﴿يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ﴾

(سورۂ رحمٰن۔ آیت: ۴۰)

"مجرموں کو ان کے قیافے ہی سے پہچانا جائے گا ان کے پاؤں سر کے بالوں سے بندھے ہوں گے اور اس حالت میں انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا"۔

ہاں! مجرم اور گنہگار روز قیامت اُٹھیں گے تو عذاب پہ مامور فرشتے ان کے بالوں کو جن سے ان کا سر اور پیشانی بندھی ہوگی، سے پکڑ کر زمین پہ گھسیٹتے ہوئے بڑے گھٹیا انداز میں دوزخ میں ڈالیں گے۔ یہ لوگ عذاب الٰہی پہ مامور فرشتوں کے چنگل میں پھنسے ہوں گے اور کسی قسم کا ردعمل ظاہر کرنے سے قاصر ہوں گے۔ نیز فرماتے ہیں: "قیامت کے دن بھی مجرموں کو دیکھو

گے جو زنجیروں اور رسیوں میں جکڑے ہوں گے ان کے ہاتھ اور پاؤں کی رسیاں ان کی گردن کے گرد اور ایک دوسرے کے گرد لپٹی ہوں گی اور اس طرح وہ بندھے ہوں گے"۔ (سورۂ ابراہیم ۔ آیت: ۴۹)

بروز محشر مجرموں کو اس طرح اُٹھایا جائے گا کہ ان کے پہلے فرد سے لے کر آخری فرد تک سب ایک زنجیر میں جکڑے ہوئے ہونگے اور اس طرح دوسری زنجیروں کے ذریعے شیاطین کے زیادہ قریب ہوں گے اور یوں ان کے پیچھے پیچھے چلیں گے اگر چہ ان کے ہاتھ زنجیر سے ان کی گردن کے گرد لپٹ کر بندھے ہوئے ہوں گے، پھر بھی ان کے بازوؤں کے درمیان سے زنجیر باہر نکال کر لٹکائی ہوئی ہوگی، جس سے دوسرے مجرموں کو باندھا جائے گا اور دوسرے سرے سے شیاطین کے بازو باندھ کر ایک ساتھ جکڑے جائیں گے۔ انہیں بالکل ننگ دھڑنگ محشور کیا جائے گا۔ ان کے لباس قطران (ایک سیاہ رنگ کا بدبودار مادہ ہوتا ہے جو ابھل کے درخت کو جلانے سے لیا جاتا ہے جو انتہائی قابل تعفن ہوتا ہے) سے بنے ہوئے ہوں گے (یہ لباس دیکھنے میں انتہائی گھٹیا، بدبودار، جو جلانے اور شعلہ دکھلائے جانے کے قابل ہوگا) اور ان کے چہروں کو آگ ہر طرف سے ڈھانپے ہوئے ہوگی۔ (سورۂ ابراہیمؑ۔ آیت: ۵۰)

جس وقت مجرم محشور ہوں گے انکے جسم مذکورہ لباس سے ڈھانپ دیئے جائیں گے جو شعلہ پکڑتے رہیں گے اور انکے جسموں کو جلاتے رہیں گے جس سے انکے چہرے تک جل جائیں گے البتہ مادہ قطران سے آلودہ نہیں ہوں گے مگر پھر بھی انکے چہروں کو جلا کر بھسم کر دیں گے۔

جن زنجیروں اور رسیوں سے ان مجرموں اور شیطانوں کے جسموں کو باندھا جائے گا درحقیقت وہ ان گنہگاروں کے عمل و فکر کی مجسم صورت ہے اس دنیا میں یہ ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر مدد کرتے تھے اور ظلم و گمراہیوں کی راہ میں یہ ایک دوسرے کے ہم آشنا اور مددگار رہتے تھے۔ ان کے درمیان باہمی تعلق اور رابطہ موجود تھا، اب یہ زنجیر مجسم تصویر بن کر ان کو

اس جہاں میں بھی ملا رہی ہے۔

تکبر کرنے والوں کا محشور ہونا

قیامت کے دن خود پسند، مغرور اور تکبر کرنے والے افراد اس طرح محشور ہوں گے کہ وہ چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں میں بدل چکے ہوں گے، یہ لوگوں کے پاؤں تلے روندے جا رہے ہوں گے، ذلت وخواری کے ساتھ ان کے خلاف خدا کی عدالت میں ان پہ مقدمہ چلایا جائے گا اور اسی حالت میں داخل جہنم کردیئے جائیں گے اس بارے میں روایات اور آیات موجود ہیں۔ہم بطور نمونہ صرف چند ایک پیش کر رہے ہیں:۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ: ''قیامت کے دن تکبر کرنے والے لوگ چیونٹیوں کی مثل ہوں گے۔ البتہ انسانی شکل وصورت میں محشور ہوں گے۔ ذلت و رسوائی انہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہوگی، یہ اس میں خود کو گھرا ہوا محسوس کریں گے۔ اس تحقیر آمیز رویئے اور ذلت آمیز سلوک کے ساتھ جہنم میں دھکیل دیئے جائیں گے''۔ (تفسیر در المنثور۔ج:۵،ص:۳۳۳)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے ایک حدیث نقل ہوئی ہے جس میں آپؑ فرماتے ہیں کہ: ''تکبر کرنیوالے لوگ چیونٹیوں کی شکل میں محشور ہوں گے، انہیں میدان محشر میں پچاس ہزار سال تک کیلئے روک کر رکھا جائے گا۔لوگ انہیں اپنے پاؤں تلے روندتے رہیں گے، حتیٰ کے خداوند کریم دوسری مخلوق کے حساب سے فارغ ہو جائیں گے''۔ (بحار الانوار۔ج:۷۳،ص:۲۱۹)

تکبر کرنے والے میدان محشر میں اُٹھائے جانے کے بعد خداوند کریم کی عظیم عدالت میں فیصلہ سننے کیلئے داخل ہوں گے، پھر انتہائی ذلت وخواری کے ساتھ انہیں جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔

اس سلسلہ میں قرآن حکیم میں ارشاد ہو رہا ہے:

''وہ لوگ جو تکبر کی وجہ سے میری عبادت سے رُوگردانی کرتے ہیں ہم عنقریب انہیں اہانت

آمیز رویے اور انتہائی حقارت کے ساتھ جہنم میں ڈال دیں گے“۔ (سورۂ مؤمن۔ آیت:۶۰)

جب انہیں مذکورہ حالت میں جہنم میں ڈالنے کے لئے لے جایا جائے گا تو انہیں جہنم کی خطرناک ترین وادی میں دھکیل دیا جائے گا!

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں:

”جہنم میں ایک پہاڑ ہے جس کا نام ”صعدا“ ہے، اس پہاڑ میں ایک وادی اور صحراء ہے جس کا نام ”سقر“ ہے اس وادی میں ایک کنواں ہے جس کا نام ”ھبھب“ ہے، البتہ اس کنوئے کا منہ ہمیشہ بند رہتا ہے۔ جونہی اس کے منہ سے ڈھکنا اٹھاتے ہیں اندر سے آگ جلنے کی آواز اور تپش کے ساتھ دوزخیوں کی چیخ و پکار بھی بلند ہوتی سنائی دیتی ہے۔ یہ مقام متکبر اور جابر افراد کا ٹھکانہ ہوگا“۔ (بحار الانوار۔ ج:۸، ص:۲۹۴، ۲۹۷)

حضرت امام صادقؑ سے روایت منقول ہے کہ:

”جہنم میں ایک وادی اور صحراء ہے جو تکبر کرنے والوں کیلئے ہے اور اس کا نام ”سقر“ ہے ایک دفعہ اُس نے اللہ تعالیٰ سے گرمی کی شدت اور حرارت کی وجہ سے اجازت چاہی کہ اُسے سانس لینے کی اجازت دی جائے! خداوند کریم نے اسے سانس لینے کی اجازت دی، جونہی اُس نے سانس لی اس کی وجہ سے جہنم میں وہ آگ بھڑک اٹھی اور وہ جل گیا“۔ (بحار الانوار۔ ج:۸، ص:۲۹۴، ۲۹۷)

متکبرین کے دائمی ٹھکانے کے متعلق رسول اکرمؐ سے ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ:

”جہنم میں ایک محل ہے جو متکبرین کیلئے مخصوص ہے، روز قیامت انہیں اس میں ٹھہرایا جائے گا اور ان پر اس کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے“۔ (محجۃ البیضاء۔ ج:۶، ص:۲۱۵)

جی ہاں! یہ ان لوگوں کے حشر و نشر کے متعلق ہے جو دنیا میں متکبر اور خود پرست ہیں۔ ایسے افراد کے جہنم میں دائمی ٹھکانے کے بارے میں ہے (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْمَنَازِلِ)۔ قیامت

کے دن متکبر افراد تک یہ خطاب پہنچایا جائے گا۔ تم نے دیکھ لیا ہے کہ تمہیں اس حال میں مال، ثروت، بیوی، بچے، تکبر وغیرہ کسی قسم کا فائدہ نہیں دے رہے۔ اب جب کہ ان چیزوں کو تمہارے لے سُودمند ہونا چاہیے تھا، بجائے اس کے آخری لمحے میں تکلیف کا باعث بن رہی ہیں۔ یہی چیزیں تمہارے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے جہنم کی طرف کھینچ رہی ہیں اور نتیجہ تمہاری اُمیدوں کے برعکس نکلا ہے۔

اس دن ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ بالکل ساکت وجامد صرف اور صرف ایک نقطے پہ جمی رہے گی، اسے چاروں طرف سے عذاب نے گھیر رکھا ہوگا اور سر سے پاؤں تک وحشت وخوف میں غرق ہوگا حتیٰ کے وہ اپنے اطراف میں بھی نگاہ کرنے کی جرأت نہیں کر پائے گا۔ اس منظر کی تصویر کشی اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۚ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۝ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴾

(سورۂ ابراہیم۔ آیت: ۴۲، ۴۳)

''اور خبردار! خدا کو ظالمین کے اعمال سے غافل نہ سمجھ لینا کہ وہ انہیں اس دن کے لے مہلت دے رہا ہے جس دن آنکھیں خوف سے پتھرا جائیں گی سر اٹھائے بھاگے چلے جارہے ہوں گے اور پلکیں بھی نہ پلٹتی ہوں گی اور ان کے دل وحشت سے ہوا ہورہے ہوں''۔

مذکورہ بالا آیت میں ظالموں اور ستمگروں کی توبیخ اور مذمت کی گئی اس دن ان کے گناہوں کی سزاؤں کے احوال بیان کیئے گئے ہیں، اس دن شدت خوف و وحشت سے آنکھیں حرکت کرنی چھوڑ دیں گی۔

تو مپندار اے رسول پاک جان حق بود غافل از فعل ظالمان

اے رسول پاکؐ! آپ یہ خیال نہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے کرتوتوں سے غافل ہیں۔

ہڈیوں کے ڈھانچوں کا محشور ہونا

بعض لوگ بروزِ قیامت اس حالت میں محشور ہوں گے کہ ان کے جسم گوشت اور پوست کے بغیر ہوں گے، صرف ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ ہوگا جو اُٹھے گا۔ یہ ایک انتہائی بدشکل اور بدنما منظر ہو گا، جسے دیکھ کر لوگ وحشت زدہ ہو جائیں گے۔ ایسے افراد چند گروہوں پہ مشتمل ہوں گے:

(۱) وہ لوگ جنہوں نے قرآن حفظ کر رکھا ہوگا، محافل ومجالس میں اس کی قرأت کرتے ہوں گے۔ ان کا مقصد صرف مال و دولت حاصل کرنا رہا ہوگا۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں: ''ایسے افراد بروز قیامت اس طرح اُٹھیں گے کہ ان کے چہرے پہ صرف ہڈیاں ہی ہوں گی، گوشت اور پوست کے بغیر صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ ہوگا''۔ (بحارالانوار۔ ج:۷، ص:۲۲۲)

(۲) ایسے فقراء جو لوگوں سے امداد کا سوال کریں گے جبکہ ان کے پاس اتنی استطاعت ہوگی جس سے وہ تین دن کی غذا اور طعام جمع کر سکتے ہوں گے۔ (بحارالانوار۔ ج:۷، ص۲۱۲)

(۳) ایسے افراد جن کے دلوں میں پیغمبر اسلامﷺ کی اہل بیتؑ کا بغض اور دشمنی موجود ہوگی۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے: ''جس شخص کے دل میں میرے اہل بیتؑ کی دشمنی پائی جائے گی وہ روز قیامت محشور نہیں ہوگا مگر مجذوم اور اس کے چہرے کا گوشت جذام نے کھایا ہوا ہوگا، صرف ہڈیاں باقی ہوں گی''۔ (بحارالانوار۔ ج:۷، ص:۲۰۱)

ایسے لوگ جو مسلمانوں سے دشمنی رکھتے ہوں گے حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں: ''جب بروز قیامت تمام انسان محشور ہوں گے، خدا کی جانب سے ایک منادی ندا دے گا اور کہے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے دوستوں کیلئے مشکلات پیدا کرتے تھے؟ انسانوں کے ہجوم میں سے ایک گروہ اُٹھے گا جن کے چہروں سے گوشت، پوست دیکھنے کو نہیں ملے گا۔ منادی ان کا تعارف کراتے ہوئے کہے گا:

''یہ وہ لوگ ہیں جو مومنین کو اذیت وتکالیف پہنچاتے تھے اور ان سے دشمنی رکھتے تھے اور

انہیں دیکھ کر غصے ونفرت کا اظہار کرتے تھے اور پھر حکم دیا جائے گا کہ انہیں جہنم کی طرف لے جاؤ!''۔ (بحارالانوار۔ج:۷،:۲۰۱)

کتے کی شکل میں محشور ہونا

قیامت کے دن (جس دن تمام انسان قبروں سے باہر آجائیں گے) بعض لوگ کتے کی شکل میں محشور ہوں گے ان میں سے بعض گروہ درج ذیل ہیں:۔

(۱) وہ لوگ جو مومنین کا مذاق اُڑاتے اور ان کی توہین کرتے تھے اور خود کو ان سے بالاتر اور انہیں خود سے کم تر سمجھتے تھے، قرآن کریم میں خداوند متعال نے صراحت کے ساتھ دوسروں کا مذاق اُڑانے سے منع فرمایا ہے۔ ایسے افراد کیلئے دردناک عذاب تیار کیا گیا ہے۔ (سورۂ ھمزہ۔ آیت:۱،سورۂ حجرات۔آیت ۱۱)

(۲) وہ افراد جو دوسروں کے عیب بیان کرتے ہیں اور ہمیشہ ان کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں خواہ وہ عیب ظاہری ہو یا باطنی، خواہ پیٹھ پیچھے ہو یا آمنے سامنے۔

(۳) اس گروہ میں نکتہ چین اور وہ افراد ہوں گے جو دوستوں کے درمیان یا باپ اور بیٹوں کے درمیان یا شوہروں اور ان کی بیویوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں، ان کے درمیان اختلاف ونفرت کا باعث بنتے ہیں۔ اس بارے میں آنحضرتؐ کا ارشادگرامی ہے کہ:

''کیا تمہیں شریرترین لوگوں کے متعلق آگاہ کروں؟ عرض کیا گیا جی یارسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا۔ وہ بندہ ہے جو بہت زیادہ نکتہ چینی کرتا ہے اور دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتا ہے اور ہمیشہ معصوم اور بے گناہ افراد کے عیوب کی جستجو میں رہتا ہے''۔ (اصول کافی۔ج:۴، باب النمیمہ حدیث:۱،ص:۷۵)

نیز امام محمد باقرؑ کا فرمان ذیشان ہے کہ:

''جنت ان افراد پر جو جھوٹے ہیں (جاسوسی کرتے ہیں اور عیوب کی جستجو میں لگے رہتے

ہیں) اور اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ کس طرح لوگوں کے درمیان نکتہ چینی کر سکیں پر حرام ہے"۔ (اصول کافی۔ج:۴،باب النمیمہ حدیث:۱،ص:۷۵)

ایک دوسری حدیث میں پیغمبر اکرمؐ، جو لوگ کتوں کی طرح اُٹھیں گے کے بارے میں فرماتے ہیں:

"مسخرہ باز لوگ اور لوگوں کے پوشیدہ اور آشکار عیوب تلاش کرنے والے افراد اور ان کے درمیان تفرقہ اور جدائی ڈالنے والے لوگوں کے ہاتھ، سر اور بھنوؤں کے اشاروں سے غیبت کرتے تھے، بروز محشر اس طرح اُٹھیں گے کہ ان کی شکل وصورت کتے سے ملتی جلتی ہوگی"۔

(میزان الحکمۃ۔ج:۷،ص۱۰۶۔نقل از ترغیب۔ج:۳،ص:۵۰۰)

خنزیر کی شکل میں محشور ہونا

قیامت کے دن بعض لوگ خنزیر کی شکل میں اُٹھیں گے اور اُنہی کی صف میں کھڑے کیئے جائیں گے اور وہ انسانوں کی صفوں سے دُور ہوں گے۔ یہ لوگ ظلم اور ظالموں کے حامی و مددگار ہوں گے ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگی، اس بارے میں متعدد روایات وارد ہوئی ہیں۔ ذیل میں ہم ان میں سے بعض روایات پیش کر رہے ہیں:

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"ہر وہ شخص جو فلاں کی اولادوں (شاید اس سے مراد بنی عباس ہوں) کے رجسٹروں اور دفتروں میں اپنا نام اُن کے خدمت گزاروں اور تنخواہ داروں میں درج کرائے، خداوند کریم ایسے شخص کو بروز قیامت خنزیر کی شکل میں محشور کرے گا"۔

(بحارالانوار۔ج:۷۵،ص:۳۶۹،۳۷۲،۳۷۴،۳۸۰)

جی ہاں! ظالموں کی مدد کر کے انسان اپنی شکلیں خنزیر جیسی بنا لیتے ہیں اور ان بادشاہوں کی نصرت و مدد کرنے سے بھی جو ان کے بادشاہان وقت تھے۔ ایک تو ان کی صورت وشکل حشر کے

وقت خنزیر جیسی ہوگی اور دوسرا انہیں ان ظالموں کے ساتھ اُٹھایا جائے گا کہ وہ بادشاہ بھی حیوانی صورت وقیافے میں ہی ہیں۔ اس سلسلے میں آنحضرت محمد مصطفیؐ ارشاد فرماتے ہیں:

''جس وقت قیامت برپا ہوگی اور لوگ اُٹھیں گے تو خداوند متعال کی طرف سے ایک منادی ندا دے گا کہ ظالم کہاں ہیں؟ ان کے حامی و مددگار کہاں ہیں؟ کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے ظالموں کیلئے سیاہی کی دوات تیار کی یا ان کیلئے قلم تراشا یا ان کی پیسوں والی پوٹلی (تھیلی) کا منہ باندھا؟ پھر فرمایا کہ انہیں بھی ظالموں کے ساتھ محشور کیا جائے گا اور یہ ان کے ساتھ ایک ہی صف میں کھڑے ہوں گے''۔ (بحار الانوار۔ ج:۷۵، ص:۳۶۹، ۳۸۰)

یہ لوگ اپنے آپ کو بیچ ڈالنے کے سبب اور ظالموں کی خدمت کرنے کے سبب دین اسلام سے خارج ہو جائیں گے اور یہودیوں اور نصرانیوں کے دین میں داخل ہو جائیں گے!۔ رسول اکرمؐ ارشاد فرماتے ہیں:

''اگر کسی نے سلطان (بادشاہ) کو اپنے کسی خلاف شرع کاموں کیلئے راضی کرلیا وہ خداوند عظیم کے شدید قہر وغضب کا مستحق ٹھہرے گا، گویا کہ اُس نے اپنے آپ کو دین اسلام سے خارج کرلیا ہے''۔ (بحار الانوار۔ ج:۷۵، ص:۳۶۹، ۳۸۰)

دین اسلام سے خارج ہونے کے ساتھ ساتھ ظالموں کی مدد خداوند رحیم کے کفر وانکار کے برابر سمجھی جائے گی، ان کے کارندے بروز قیامت آتش جہنم کے مستحق ٹھہریں گے۔

سلیمان جعفری کہتا ہے کہ:

''میں نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کی اے فرزند رسولؐ! جو لوگ ظالموں کے کارخانوں میں نوکری کر رہے ہیں ان کے بارے میں آپؑ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: اے سلیمان! ان کے کارخانوں میں داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی ضروریات پوری کرنے کی خاطر ان کی مدد کرتے ہیں اور ان کی مدد کرنا کفر کے حکم میں آتا ہے، ان کے

چہروں کی طرف جان بوجھ کر دیکھنا گناہانِ کبیرہ میں سے ہے۔ یہ ایسے گناہ ہیں جن کی وجہ سے انسان آتش جہنم کا مستحق قرار پاجاتا ہے، حتیٰ کہ اگر ایسے ظالم حکمران کی طرف سے کوئی کارندہ اپنے ہاتھ میں لوگوں کو ڈرانے کیلئے صرف تازیانہ پکڑے تو روز قیامت وہی تازیانہ اژدھا بن کر اس پر حملہ آور ہوگا"۔ (بحارالانوار۔ج:۷۵،ص:۳۶۹،۳۸۰)

اس سلسلہ میں حضرت ختمی مرتبت آنحضرت کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"آگاہ رہو جو شخص کسی جابر وظالم حاکم کی طرف سے اپنے ہاتھ میں صرف تازیانہ اور کوڑا تک اُٹھائے، خداوند کریم قیامت کے دن اسی تازیانے یا کوڑے کو جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہوگی بنا کر اسی شخص پہ مسلط کردے گا"۔ (بحارالانوار۔ج:۷۵،ص:۳۶۹،۳۸۰)

ہتھکڑیاں پہنے محشور ہونا

قیامت کے دن بعض افراد اس طرح محشور ہوں گے کہ ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے گرد بندھے ہوئے ہوں گے۔ چند گروہ اس زمرے میں آتے ہیں:۔

(۱) وہ لوگ جو اپنے بھائیوں کی ضروریات کو پورا نہیں کرتے تھے اور ان کی مشکلات جو ان کے ہاتھوں حل ہوسکتی تھیں کو حل نہیں کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت امام صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

"اگر کسی کا مسلمان بھائی کوئی حاجت مند ہو اور وہ اس کی حاجت پوری کرسکتا تھا مگر کوتاہی کرے۔ قیامت کے دن خداوند کریم اسے اس طرح محشور کرے گا کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن کے گرد لپیٹ کر باندھے جائیں گے۔ اسی حالت میں اسے میدان محشر میں لایا جائیگا اور اسے جب تک ذاتِ خداوند کریم دوسری مخلوق کے حساب سے فارغ نہیں ہوجاتی اسی حالت میں ٹھہرایا جائے گا"۔ (بحارالانور، میزان الحکمۃ، مناہی الرسولؐ)

(۲) وہ لوگ جو بغیر کسی وجہ کے کسی مسلمان کے چہرے پہ تھپڑ مارے اور مسلمانوں کیلئے تکلیف اور

اذیت کا باعث بنے، مناہی الرسول میں آیا ہے کہ آپؐ کا ارشاد ہے کہ "آگاہ رہو جو بندہ کسی مسلمان کے چہرے پہ تھپڑ یا گھونسا مارے قیامت کے دن اس کے بدن کا سارا گوشت گر کر ختم ہو جائے گا اور اس طرح محشور ہو گا کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن کے گرد لپیٹ کر باندھ دیئے جائیں گے"۔ (مناہی الرسولؐ، میزان الحکمۃ، بحار الانوار)

(۳) جو آدمی اپنے زور و طاقت یا لوگوں کی رضا سے کسی معاشرے کا سردار بن جائے ان کے ساتھ عدل و انصاف کی بجائے ظلم و زیادتی کرنی شروع کر دے اس بارے میں آنحضرت محمد مصطفیؐ اپنی مناہی میں ارشاد فرماتے ہیں:

"آگاہ رہو جو بندہ کسی قوم کا سردار بنے اور پھر اسی قوم پر ظلم و ستم شروع کر دے تو قیامت کے دن اس نے جتنے دن ظلم کیئے ہیں، ہر دن کے بدلے میں اسے ایک سال تک جہنم میں قید رکھا جائے گا اور جب اُٹھے گا تو اس کے ہاتھ زنجیروں کے ساتھ موڑ کر گردن کے ساتھ باندھ دیئے جائیں گے اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا، صرف وہی لوگ بچ پائیں گے جنہوں نے توبہ کی اور عدل و انصاف کو بطور پیشہ اپنائے رکھا"۔ (بحار الانوار، میزان الحکمۃ، مناہی الرسولؐ)

گھٹیا صفات

قیامت کا دن اعمال کے ظاہر ہونے کا دن ہے، اندرونی کیفیتوں کے عیاں ہونے کا دن ہے، لوگوں کی نیتیں، روحانی کیفیتیں اور ذہنی سوچ بچار کے آشکار ہونے کا دن ہے۔ اور اسی دن انسان کی تمام بری صفات اور برے اعمال گھٹیا کردار ایک جسم کی صورت اختیار کر کے ظاہر ہوں گے۔ وہ گھٹیا صفات جو انسان کے اندر موجود تھیں، قیامت کے دن اپنے حقیقی چہرے کو ظاہر کریں گی اور اپنے مالک کا گریبان پکڑیں گی۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ہم یہاں آیات و روایات کی روشنی میں بروز محشر اعمال کے مجسم ہونے کی کیفیت کا تذکرہ کر دیں۔ دنیا میں انسان کا گھٹیا کردار اور برے اعمال جس شخص میں بھی موجود تھے بروز محشر اپنے حقیقی شکل و صورت میں ظاہر

ہوں گی۔ ہم ان کی یہاں مطابقت کر دیں تا کہ اپنے معزز قارئین پر صورت حال انشاء اللہ عیاں ہو سکے اور ہم سب ان گھٹیا صفات اور برے اعمال کو ترک کر سکیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

سخن چین اور چغل خور حضرات قیامت کے دن لنگور اور بندروں کی شکل میں اُٹھیں گے اور اسی حالت میں میدان محشر میں داخل ہوں گے۔ دنیا میں مال حرام کی حقیقی شکل خنزیر کی سی ہے اور قیامت کے دن حرام خور شخص خنزیر کی شکل میں اُٹھائے جائیں گے۔ آخرت میں سود خوری کا ردِ عمل یہ ہوگا کہ سود خور اپنے پاؤں کے بل لٹکتے ہوئے ہوں گے جو قضاۃ اور حاکم ظلم وستم پہ مبنی فیصلے کرتے رہے اس کا نتیجہ بروز محشر یہ ہوگا کہ وہ قاضی اور حکمران اندھے محشور ہوں گے۔ جو شخص اپنے اعمال، عبادات اور کردار پر اتراتا اور تکبر کرتا رہا وہ آخرت میں گونگا اور بہرہ محشور ہو گا۔ منافق جو زبان، دل، گفتار اور اعمال میں منافقت کرتا تھا کی بروز محشر حقیقی تصویر یہ ہوگی کہ وہ مسلسل اپنی زبان کو چبا رہا ہوگا اور اس کے منہ سے پانی بہہ رہا ہوگا۔ جو بندہ اپنے پڑوسیوں کو اذیت دیتا رہا وہ بروز محشر کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں کے ساتھ محشور ہوگا۔ شہوت پرست اور ہوا و ہوس کے پرستار بروز محشر جب اُٹھیں گے تو ان کے سر سے پاؤں تک شدید تعفن اور گندی بدبو اُٹھ رہی ہوگی جو آخرت میں اسے ستر ہزار سال تک گھیرے ہوئے ہوگی۔ دنیا میں فخر و مباہات کرنا اور خود کو دوسروں سے برتر سمجھنے کا ردِ عمل یہ ہوگا کہ بروز محشر اس شخص نے آگ کا لباس پہن رکھا ہوگا جو صرف متکبرین کے لئے تیار کیا گیا ہوگا۔

فرشتوں سے افضل یا حیوان سے بھی بدتر

پس اے غافل انسان! ان صفات رذیلہ اور برے اعمال سے اجتناب کرو جو انسان کو انسانیت کے رتبے سے نکال کر دُور نیچے گرا دیتے ہیں اور قرآن کے حکم کے مطابق حیوان یا اُس سے بھی بدتر بنا دیتے ہیں۔ چونکہ یہ گھٹیا صفات اور برے اعمال ایک مؤمن و متقی انسان کے شایانِ شان نہیں ہیں۔ چونکہ مجرم اور گنہگار، بے دین اور معرفت خدا سے عاری افراد قیامت پہ

یقین نہیں رکھتے ہیں اور خود کو دنیا داری میں سرگرم کیئے ہوئے ہیں، وہ ان گھٹیا صفات کے در پے رہتے ہیں اور ان صفات کو اپنے لئے باعثِ شرف وافتخار سمجھتے ہیں اور انہی کے ذریعے دوسروں پہ فخر ومباہات کرتے ہیں۔

جی ہاں! وہی انسان کہ خداوند کریم نے جسے بے شمار نعمات اور عنایات والطاف سے نوازا ہے اور فرمایا ہے:

''اور ہم نے بنی آدم کو کرامتیں اور عظمتیں عطا کی ہیں''۔ (سورۂ بنی اسرائیل۔آیت:۶۹)

ایک دوسرے مقام پر اس کے بارے میں ارشاد ہو رہا ہے:

''اور ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا ہے، خوبصورت اور خوش قیافہ، موزوں اور شائستہ، خوش منظر اور خوش صورت شکل میں پیدا کیا ہے اور روحانی وعقلی فکر اور ذہنی اعتبار سے اسے بہترین شکل اور نظام دیا ہے''۔ (سورۂ تین۔آیت:۴)

عالم موجودات کی واحد مخلوق انسان ہے جسے خلق کرنے کے بعد خداوند کریم نے اپنی حمد و ستائش کی ہے:

﴿ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴾ (سورۂ مؤمنون، آیت:۱۴)

''وہ خدا جو سب سے بہتر خلق کرنے والا ہے''۔

بارک اللہ (اور شاباش) ہے اس خالق کی مکمل اور بے مثال قوت وہمت کو جو سب سے بہتر خلق فرمانے والا ہے۔ قیامت کے دن نیک افراد کی جزاء کے بارے میں فرمایا:

''درحقیقت یہی وہ وارثانِ جنت ہیں ایسے وارث ہیں کہ بہشت بریں اور فردوس کے وارث بنیں گے اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں''۔ (سورۂ مؤمنون۔آیت:۱۰،۱۱)

کیا انسان کے لئے موزوں ہے کہ ان تمام تر تعریفات اور تمہیدات کے باوجود جو خداوند کریم نے انسان کیلئے ارشاد فرمائی ہیں کہ وہ اتنا گر جائے کہ اعتماد واعتبار کو ختم کر ڈالے اور گناہوں کے

اثرات کے سبب اتنا گر جائے کہ پروردگار کی آواز آئے:

﴿ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ﴾ (سورۂ تین۔ آیت: ۵)

"اور پھر ہم نے اس کو پست ترین حالت کی طرف پلٹا دیا ہے"۔

کیا یہ فرمان سچ ہے؟ بجائے جنت کے محلات سے ارث پانے اور جنتی نعمات پانے کے وہ جہنم کے سب سے زیادہ خطرناک حصے میں جھونکا جائے؟ حور و غلمان کی ہمنشینی کے بدلے اسے سانپوں اور بچھوؤں کا ساتھ نصیب ہو اور بجائے ﴿وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا﴾ (سورۂ انسان۔ آیت: ۲۱)۔ "اور انہیں ان کا رب پاکیزہ شراب سے سیراب کرے گا"۔ ﴿فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ (سورۂ انشقاق۔ آیت: ۲۴) "اب آپ انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دیں"۔ اس کے شامل حال ہو جائے گا۔ اور ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾ (سورۂ تین۔ آیت ۴)۔ کی بجائے یہ آیت اس کے شامل حال ہو کہ (یہ انسان کتے کی مانند (بدعادت اور بدشکل) ہے اور یہ آیت اس کے شامل حال ہو کہ خداوند کریم فرما رہا ہے۔ یہ آیت اس کے شامل ہوگی کہ خداوند کریم فرما رہا ہے کہ (گنہگار اور مجرم انسان گدھے کی طرح ہے)۔ (جمعہ آیت ۵)

بلکہ دوسرے مقامات پہ تو اسے حیوانات سے بھی بدتر کہا گیا ہے۔ (اعراف۔ آیت: ۱۷۸)۔ جس کو خدا ہدایت دے دے وہی ہدیت یافتہ ہے اور جس کو گمراہی میں چھوڑ دے وہی خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہے یا پھر اللہ اور ملائکہ کے سلام، دُرود و تحیت اور عزت و احترام کی بجائے انسان کے جواب میں کہا جائے (ارشاد ہوگا: اے کُتّو! خاموش رہو اور بات نہ کرو)۔ (سورۂ مؤمنون۔ آیت: ۱۰۷)

کیا مصلحت اور فلاح اس چند روزہ فانی دنیا کی عارضی لذات سے استفادہ کرنے اور جلد گزرنے والی دنیا کی سہولیات سے فائدہ اُٹھانے میں ہے۔ کہ انسان اپنے آپ کو سعادت کی

معراج سے کھینچ کر بدبختی اور شقاوت کی اتھاہ گہرائیوں میں لے جائے؟ نہیں! خداشناس افراد اور مومن و متقی اور اس کے احکام کی پیروی کرنے والے ایسا ہرگز نہیں چاہتے اور کبھی بھی اپنے آپ کو حیوانات کی لائن میں بلکہ ان سے بھی بدتر ہرگز قرار نہیں دیں گے۔

☆☆☆☆☆

قیامت کی عدالت

اب تک انسان کے حشر و نشر کے متعلق بحث سے فارغ ہوئے ہیں لہٰذا اب ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم یہاں انسانی اور الٰہی قوانین کے درمیان موجود فرق کو اُجاگر کریں اور ساتھ ہی دنیا اور آخرت کی عدالتوں میں پائے جانے والے فرق کو اور ان میں کیئے جانے والے فیصلہ جات کے متعلق روشنی ڈالیں تا کہ ان عدالتوں میں پیش ہونے والے مجرموں اور مومنین کی حالت مشخص کی جا سکے۔ ہر معاشرے میں ایک صحیح و سالم زندگی پروان چڑھانے کیلئے چند شرائط انتہائی ضروری ہیں جنہیں درج ذیل ترتیب کے ساتھ پیش کر رہے ہیں:۔

(۱) ایک معاشرے میں ایک جامع و مکمل قانون موجود ہونا چاہیئے جو عدل و انصاف کی بنیاد پہ بنایا گیا ہو، تا کہ اس معاشرے میں بسنے والے عام لوگ اپنی ذمہ داریاں ادا کر سکیں۔ معاشرے میں اس وجہ سے پہچانے جائیں اور کبھی بھی ان قوانین و حدود کی خلاف ورزی نہ کریں۔

(۲) معاشرے میں قانون کی حاکمیت اور بالا دستی ضروری ہے تا کہ اس قانون کے زیر سایہ تمام انسان امن و آشتی کا احساس کرتے ہوئے سُکھ کا سانس لیں اور طاقت ور افراد کو معاشرے کے دوسرے افراد کے حقوق پہ ڈاکہ ڈالنے، قانون شکنی اور خلاف قانون کام کرنے کی ہرگز جرأت نہ ہو اور لوگوں کو خلاف قانون سرگرمیوں پہ مجبور نہ کر سکیں۔

(۳) معاشرے میں قانون کے بہترین عملی نفاذ اور لوگوں کے اعتماد حاصل کرنے کیلیے ضروری ہے کہ قانون کے اجراء کرنے والے دلسوز قانون کے پابند عالم و عادل، آگاہ، شجاع، بے لوث، حق گو، مادی وسائل سے بے نیاز ہو کر مسند قضاوت پہ بیٹھیں تا کہ قانون شکن اور مجرم عناصر پر قدغن لگا سکیں اور ان کے جاہ و جلال اور اجتماعی شان و شوکت سے مرعوب ہوئے بغیر ان پہ آہنی ہاتھ ڈال سکیں اور ''قانون و عدالت'' کی بنیاد پر انہیں سزا دے سکیں۔

اس جہاں میں کوئی چیز بھی بے نقص اور بے عیب نہیں ہے۔ قدرتی طور پر قانون بنانے والے بھی اس قاعدے سے مستثنیٰ نہیں ہیں، وہ قانون جسے تحریر کرنے والے انسان ہوں وہ جامع وکامل اور نقص واشکال سے منزہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ تبھی تو حکومتیں اپنی کارکردگی بہتر بنانے کیلئے سابقہ حکومتوں کے قوانین میں پائے جانے والے نقائص کے سبب انہیں لغو قرار دیتی ہیں اور ایک نیا قانون (نئے نقائص کے ساتھ) تدوین کرتی ہیں۔ اور دوسری طرف وہ (قاضی) اور حاکم جو حق کو باطل سے جدا کرنا چاہتے ہیں اور ظالم کو اس کے کیفر کردار تک پہنچانا چاہتے ہیں اور ان سے مظلوموں کے حقوق چھین کر انہیں دلوانا چاہتے ہیں مگر وہ قانون جامع شرائط اور مکمل نہیں ہوتا اس میں کوئی نہ کوئی سقم رہ جاتا ہے، جس کی وجہ سے حق معاشرے میں نافذ نہیں کرپاتے ہیں۔ کیونکہ اگر ایک عادل نہیں ہے تو دوسرے کے پاس ضروری علم نہیں ہے اور تیسرا بزدل اور مصلحت اندیش ہے جو کلمہ حق بیان نہیں کرسکتا یا کرنا نہیں چاہتا، اور چوتھے شخص کی مقدمات میں کچھ من پسند اغراض شامل کرنا چاہتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ کسی کے پاس ضروری حد تک تقویٰ نہ ہو۔ وہ صرف چند روپوؤں اور بے وقعت دولت کی وجہ سے ظالم کے حق میں فیصلہ دے دیتا ہے۔

جن حالات کے تحت قانون سازی میں عیوب ونقائص بکثرت پائے جاتے ہیں اور قانون پہ عمل کرانے والے اس سے بھی ناتواں اور کمزور ہوتے ہیں وہ حقیقت کو آشکار نہیں کرپاتے جو ان کی اصل ذمہ داری تھی جس کی وجہ سے لٹیرے، قانون شکنی کرتے رہتے ہیں۔ ظالم اپنے ظلم کا سلسلہ بڑھاتے چلے جاتے ہیں اور خائن حضرات خیانت پہ خیانت کرتے چلے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے حق تلفی اور جرائم رواج کی شکل اختیار کرتے چلے جاتے ہیں اور قاتل اپنے مقاصد کی تکمیل کیلئے قتل وغارت گری کا بازار گرم کرتے رہتے ہیں اور خون ریزی کرتے رہتے ہیں۔ المختصر یہ کہ زور وطاقت، فحاشی وبرائی، ہرج ومرج (گڑبڑ) عام ہوتی چلی جاتی ہے اور قانون اپنی افادیت اور اعتماد کھونے لگتا ہے اور مظلوم جو قانون کا پابند ہے وہ اپنے حقوق سے محروم ہوجاتے

ہیں۔ روابط اور تعلقات اپنا کام کر کے قوانین کی جگہ لے لیں گے، حیثیت و مقام، مناصب و دولت، جاہ و جلال حتیٰ کہ قیافہ اور حُسن وغیرہ رجحان اور برتری کا سبب قرار پاتے ہیں۔ ان سب چیزوں کا تعلق عالم مادہ سے ہے کہ قانون بنانے والوں اور اس کے اجراء کرنے والوں کا تعلق بھی اس سے ہوتا ہے۔ پس اس صورت حال میں صرف اور صرف ذات احدیّت کے بنائے ہوئے قوانین ہی ہیں جو دنیا اور آخرت میں کامل و جامع ہیں، بے عیب بھی ہیں اور بے نقص بھی۔ جن میں کسی قسم کی کمی و بیشی، تغیر و تبدل کا امکان نہیں ہوتا۔

پس اس عالم (دنیا) سے گزرنے کے بعد آخرت کا جہاں ہے اور اس جہاں کی بغیر قید و شرط کے صرف وہی ذات مالک اور حکمران ہے۔ اس کا فیصلہ اور حکم حق و صداقت اور عدل و انصاف کے بغیر ہوتا ہی نہیں۔ اُس کے سامنے دنیا کے اسباب اور اسباب والے اور مادی وسائل بے اثر ہیں۔ دھمکی اور لالچ، اثر و رسوخ اور خود غرضی کی اس کی بارگاہ میں قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ وہ ہستی ہر عیب سے منزہ اور ہر قسم کے نقص اور ضعف سے ماوراء ہے۔ یہاں پہ یہ ضروری ہے خداوند کریم کی عدل و انصاف کی بنیاد پر مبنی حاکمیت و عدالت ثابت کرنے کیلئے قرآن مجید اور معصومین علیم السلام کی روایات سے شواہد لائیں تا کہ واضح ہو سکے کہ عدل الٰہی کی عدالت میں کس کے خلاف مقدمہ چلے گا وہ کس طرح اپنا دفاع اور گواہوں کی شہادتیں بھگتائی جائیں گی۔ ﴿اسی مؤلف کی کتاب ''شاہدان صادق'' میں قیامت کے دن گواہوں کی گواہی کا حال پڑھیں!﴾

اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر قرآن مجید کی گواہی

بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی غیر مشروط اور مطلق حکومت قرآن مجید کی متعدد آیات سے ظاہر و آشکار ہے۔ انہی آیات میں سے ایک ہے: ﴿ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴾ (سورۃ فاتحہ۔ آیت: ۳) ''وہی روز جزاء کا مالک ہے''۔ مالک کا لفظ وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں کوئی ہستی کسی چیز کی مالک بن جائے اور اپنی ملکیت پہ مکمل اختیار اور ہر قسم کے تصرف کا اختیار اسے حاصل ہو۔

ایک مؤمن دن رات میں کم از کم دس مرتبہ خداوند کریم کی مالکیت کا اعتراف کرتا ہے، ایسی ملکیت جو صرف اس جہاں سے ہی متعلق نہیں ہے بلکہ اس دوسرے جہاں کی مالکیت بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ماننے والا انسان اعتراف کرتا ہے: پروردگار دو جہاں ایک دن تمام انسانوں اور اس عالم کی تمام مخلوقات کو آغاز خلقت سے لے کر تادم آخر جتنے بھی انسان اور مخلوقات ہیں سب کو جمع کرے گا اور سب پروردگار عالم کے عدل وانصاف کی عدالت میں جمع ہوں گے اور اپنے مالک حقیقی کے سامنے سر جھکائے پریشان کھڑے ہوں گے اور اپنے انجام کے بارے میں فکرمند ہوں گے۔

قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی (یوم الدین) کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے قیامت کے مفہوم میں استعمال ہوئی ہے جیسا کہ ارشاد ہو رہا ہے:

﴿وَقَالُوا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ﴾ (سورۂ صفات۔ آیت: ۲۰)

''اور کہیں گے کہ ہائے افسوس یہ تو قیامت کا دن ہے''۔

جب کفار عدالت عدل الٰہی کو دیکھیں گے، اس عدالت کے گواہوں اور قاضیوں کو دیکھیں گے اور اس کی سزاء وجزاء کی علامات کو دیکھیں گے بے اختیار نالہ وفریاد کریں گے اور اپنی تمام خطاؤں کا اعتراف کرتے ہوئے کہیں گے: ''بے شک یہی وہ فیصلے کا دن ہے جسے تم لوگ جھٹلایا کرتے تھے''۔ (سورۂ صافات۔ آیت: ۲۰)

''اے پیغمبرؐ! تم جانتے ہو' یوم الدین '' کتنا اہم ترین دن ہے۔ یہ ایسا دن ہے جب کسی کو اپنے نفس اور اس کے علاوہ کسی بھی چیز پہ کسی قسم کا اختیار نہیں ہوگا۔ ہر چیز خداوند کریم کی حقیقی مالکیت میں ہوگی اور تم کیا جانو کہ جزاء کا دن کیا چیز ہے، پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزاء کا دن کیا ہوتا ہے؟ اس دن کوئی کسی کے بارے میں کوئی اختیار نہ رکھتا ہوگا اور سارا اختیار اللہ کے ہاتھوں میں ہوگا''۔ (سورۂ انفطار۔ آیات: ۱۷ تا ۱۹)

مذکورہ بالا آیات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قیامت کے دن کی مالک صرف اور صرف ذاتِ خداوند قہار ہوگی۔ وہی ذات جنت اور جہنم دونوں کی حاکم ہوگی، وہی پاداش و جزاء، عفو و انتقام کی بھی حاکم و مالک ہوگی۔ اس دن صرف اور صرف حکم اسی ذاتِ اقدس واحدیت کا ہوگا جو ثابت و برقرار رہے گا۔

اس سلسلے میں امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تمام دنوں میں فیصلے کا اختیار صرف خدا کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور فرمایا کہ: قیامت اس وقت برپا ہوگی جب تمام حکام ختم ہو کر ہلاک ہو جائیں گے صرف ذاتِ خدا کی حاکمیت باقی رہے گی اور وہ اس جہاں کے تمام مخلوقات پہ حکومت کریں گے"۔ (تفسیر صافی۔ ج:۲،ص:۷۹۵)

خداوند کریم قرآن مجید میں یوں ارشاد فرماتا ہے:

"قیامت کے دن تمام چیزیں آشکار ہو جائیں گی، تمام پردے اور حجابات ہٹا دیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہ رہے گی۔ وہ دن قہار اللہ تعالیٰ کی کلی حاکمیت کا دن ہے، اُس کی قہاریت اور حاکمیت کا ڈنکا ہر جگہ بجتا ہوا سنا جائے گا"۔ (سورۂ مؤمن۔ آیت:۱۶)

جس دن لوگ قبروں سے نکلیں گے ان سے خطاب ہوگا: آج کے دن مالکیت اور حاکمیت کس کی ہے اور کس کا اختیار ہے؟ کوئی بھی جواب نہ دے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ خود ہی جواب دیں گے اور فرمائیں گے: "ملک خداوند تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے جو قہار بھی ہے اور جبار بھی"۔ (سورۂ مؤمن۔ آیت:۱۶)

اللہ تعالیٰ کا خطاب کب ہوگا؟

خداوند کریم کس زمانے میں اور کس موقع پہ خطاب کریں گے؟ کیا کوئی اس کا جواب دے گا یا نہیں؟ یہ خطاب ایسے وقت میں ہوگا جب تمام موجودات عالم تہ و بالا ہو جائینگی، جن میں آسمان، کرات، سیارات، ملائکہ، جن، انسان، حیوانات سب شامل ہوں گے۔ حتیٰ کہ حاملین

عرش اور خدا کے مقرب ترین فرشتے (اسرافیل، صاحب صور، ملک الموت) بھی تمام کے تمام ختم ہو جائیں گے۔ اس دوران پہلے صور پھونکے جانے اور دوسرے صور پھونکے جانے کے درمیان تمام مخلوقات میں سے ذات احدیت کے سوا جب کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوگا:

﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ (سورۂ مؤمن۔ آیت:١٦)

"آج کے دن بادشاہت اور حاکمیت کس کی ہے؟ آج کے دن بادشاہت اور حاکمیت صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ہے جو قہار و عزت والا ہے"۔

خداوند عالم اس وقت فرمانا چاہے گا کہ آج جابر اور ظالم کہاں ہیں؟ خیانت کار اور روا داتیں کرنے والے کہاں ہیں؟ گردنیں اکڑا کر چلنے والے اور طاقت کے گھمنڈ میں جھولنے والے کہاں ہیں؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے سوا دوسرے معبودوں کی عبادت کرتے تھے؟ کہاں ہیں تکبر کرنے والے اور مغرور لوگ؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو دنیا میں خود کو مالک مطلق سمجھتے تھے؟ کہاں ہیں وہ لوگ جن کی زبانوں سے ہمیشہ یہ جملے ادا ہوتے تھے "میرا مال و متاع"، "میری شان و شوکت اور مال و دولت"، "میرا گھر بار"، "میری گاڑی اور میری ٹرانسپورٹ"، "میرے بیوی بچے"، "میری قوت بازو" وغیرہ وغیرہ۔ مگر ان سوالوں کے جواب دینے کیلئے کوئی ہوگا ہی نہیں، جو خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دینے کیلئے بول سکے۔ خداوند متعال ہی اپنے آپ کو جواب دے گا اور فرمائے گا:

"آج کے دن کا مالک وہ ہے جو قہار و توانا ہے، آج اس کی ملکیت ہے۔ جس نے بڑے بڑے سورماؤں کو خاک میں ملا دیا اور اللہ کے سوا سب کچھ فنا ہو گیا"۔

سب سے پہلی مخلوق اور سب سے آخری مخلوق کو جوابدہی کیلئے میدان محشر کی عدالت میں فیصلے اور مقدمہ کی سماعت کیلئے لا حاضر کیا جائے۔ اس دن مالکیت حقیقی اسی کے ہاتھ میں ہوگی جو

حاکم بھی اور محکمہ کا سربراہ بھی ہوگا۔ اس کی عدالت میں کسی کو اپنی رائے کے اظہار کا حق حاصل نہ ہوگا۔ اس بارے میں یوں ارشاد ہے کہ:

﴿اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ﴾ (سورہ حج۔ آیت:۵۶)

''اُس دن حکومت اور حکمرانی اللہ کیلئے مخصوص ہے اور وہ خود ہی لوگوں کے درمیان انصاف دلانے کیلئے فیصلے کرے گا''۔

یہاں اس نکتے کی وضاحت انتہائی ضروری ہے کہ ملکیت اور حاکمیت دو قسم کی ہوتی ہے:۔

ا۔ مستقل اور حقیقی حاکمیت

حاکمیت حقیقی سے مراد یہ ہے کہ خالق کا مخلوق پہ حکومت کرنا اور اس قسم کی حاکمیت خداوند کریم کیلئے ثابت اور مسلّم ہے۔ لہٰذا خداوند کریم ہی حقیقی مالک و حاکم ہے، وہ ہی تمام انسانوں خواہ مؤمن ہو یا کافر سب کے درمیان انصاف کرے گا۔ اُسی کے حکم سے مؤمنوں اور ان لوگوں کو کہ جنہوں نے نیک اعمال کیئے بہشت میں باغات ملیں گے۔ اور کفار اور آیات الٰہیہ کو جھٹلانے والوں کو دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا اور جہنم میں جلنے کیلئے ڈال دیا جائے گا۔

۲۔ عارضی حاکمیت

عارضی اور قراردادی حکومت وہی ہے جو لوگوں کے درمیان حسب معمول کثرت سے پائی جاتی ہے۔ اور بس مالکیت کی یہ قسم آخرت میں ختم کردی جائے گی۔ صرف خالق دو جہاں کی حقیقی حکومت ہی باقی رہے گی۔ بعض کہتے ہیں کہ ملکیت کی تین قسمیں ہیں اوّل: **ملک عظمت** یہ ذات خدا کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوئم: **ملک دیانت** یہ بھی خداوند کریم کی مالکیت میں ہے اس قسم کی ملکیت خداوند کریم نے اپنے بعض انبیاءؑ (جیسے حضرت داؤدؑ اور ان کے بیٹے سلیمانؑ اور ذوالقرنینؑ) کو عطا کر رکھی تھی۔ سوئم: **ملک جبریہ** یہ وہ ملکیت ہے جسے بعض

افراد قہر و غلبہ اور زور و طاقت سے حاصل کر لیتے ہیں۔ قرآن مجید خداوند کریم کی ملکیت اور حاکمیت حقیقی کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا﴾

(سورۂ فرقان۔ آیت:۲۶)

''اس دن حقیقی حکومت پروردگار کے ہاتھ میں ہوگی اور وہ دن کافروں کیلئے بہت سخت ہوگا''۔

اس دن محدود اور مجازی حکومتیں خود ساختہ اور من پسند، جلد گزر جانے والی حکومتیں بالکل ختم ہو جائیں گی، صرف خداوند کریم کی حکومت باقی رہے گی۔ کفار کی پناہ گاہیں صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں گی اور جبار و طاغوت کی طاقتیں محو ہو جائیں گی اور قیامت کا دن ان سب کے لئے سخت اور انتہائی ناقابل برداشت ہوگا۔

کفار کیلئے حکمانہ سختی

نہ صرف مذکورہ بالا آیت کریمہ نے قیامت کے دن کفار و مشرکین کیلئے فیصلے کی گھڑی کی سختی کو بیان کیا ہے بلکہ اس موضوع کو دوسری آیات نے بھی دہرایا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہو رہا ہے:

''اس دن جنہوں نے ظلم روا رکھا اور صراط مستقیم سے منحرف ہو گئے انہیں جان لینا چاہیئے کہ ان کیلئے اور ان کے پیروکاروں کیلئے اللہ تعالیٰ کے جلانے والے عذاب کے خلاف کوئی دفاعی طاقت نہ ہوگی۔ اس دن تمام رشتے اور عالم اسباب کے ذرائع منقطع ہو چکے ہوں گے''۔ (سورۂ بقرۃ۔ آیت:۱۶۶)

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

''کافروں اور بدکاروں میں سے کسی کا بھی مال و دولت اور جو کچھ انہوں نے کمایا اور ان کا

سماجی مرتبہ ان کو دوزخ کی آگ سے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا نہ سکے گا اور ان کیلئے نجات کا کوئی راستہ نہ ہوگا''۔ (سورۂ تبت۔ آیت:۲)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہو رہا ہے کہ:

''جس دن کوئی دوست دوسرے دوست کے کام آنے والا نہیں ہے اور نہ ان کی کوئی مدد کی جائے گی''۔ (سورۂ دخان۔ آیت:۴۱)

اس موضوع کے متعلق ہم آئندہ حصے میں تفصیلی روشنی ڈالیں گے! گذشتہ آیات سے نتیجہ حاصل ہوتا ہے، قیامت کے دن حاکم اور قاضی صرف اور صرف ذاتِ خدا ہے۔ کسی کو بھی اس میں مداخلت کا حق حاصل نہیں ہوگا، اگر ہم فرض کرلیں کہ کسی کو مداخلت کا حق حاصل ہوگا یا کسی کو حاکم یا قاضی بننے کی اجازت ہوگی تو عرض ہے کہ اس وقت تو پیغمبروں، شفیعوں کو بھی اس دن شفاعت کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ ہاں خداوند کریم کی اجازت سے البتہ ممکن ہے۔ ارشاد ہو رہا ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗۤ اِلَّا بِاِذْنِہٖ﴾ (سورۂ بقرۃ۔ آیت:۲۵۵)

''کون ہے جو خدا کے حضور شفاعت کرے مگر اس کی اجازت سے''۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ اس معنی کو بیان کر رہی ہے کہ کسی کو بھی کسی کی شفاعت کا حق حاصل نہیں ہے۔ ہاں صرف ذاتِ خدا کی اجازت سے ایسا ممکن ہے۔

قیامت کی عدالت میں کسی پر ظلم نہیں ہوگا

ضروری ہے کہ فیصلہ اور حکم ہمیشہ حق و انصاف کی بنیاد پر ہو۔ قرآن مجید کی آیات میں اسے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے ''اس دن کسی پہ ظلم نہیں ہوگا'' سب انسانوں کے ساتھ چاہے مومن ہو یا کافر۔ عدالت و مساوات کی بنیاد پر فیصلہ ہوگا۔

مذکورہ بالا آیت بھی اسی مطلب کو بیان کر رہی ہے۔

﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۖ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ (سورۂ بقرۃ۔آیت:۲۸۱)

''اس دن سے ڈرو جب تم سب پلٹا کر اللہ کی بارگاہ میں لے جائے جاؤ گے، اس کے بعد ہر نفس کو اس کے کیئے کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور کسی پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ لوگوں کو قیامت کے دن بدکار لوگوں کے اعمال کے نتائج کی طرف متوجہ کر رہے ہیں اور انہیں آگاہ کر رہے ہیں ہوشیار کیا کہ متوجہ رہو ایک ایسا دن پیش آنے والا ہے جب انسانوں کو ان کے اعمال کے نتائج بغیر کمی بیشی کے دیئے جائیں گے اور جو کچھ انسان کے نامۂ اعمال اور اس عالم ہستی کے استقبالیہ دفتر میں محفوظ ہے جو صاحب اعمال کے ہاتھ میں تھمائے جائیں گے!۔اس دن انسان اپنے گھٹیا اعمال کے نتائج سے وحشت زدہ ہو جائے گا۔جب خود ہی اس فصل کو بویا تو اب خود ہی اُسے کاٹو۔اُنہوں نے خود ہی اپنے لیے یہ گڑھا کھودا ہے ان پر کسی نے ظلم نہیں کیا، اُنہوں نے اپنے ہاتھوں سے یہ سامان مہیا کیا ہے۔قاضی اور حاکم عدل و انصاف کی بنیاد پر فیصلے کریں گے، ان سے کسی قسم کا شکوہ نہیں کیا جا سکے گا۔ایک دوسری آیت میں یوں حکم ہو رہا ہے:

''اس وقت کیا ہو گا جب ہم سب کو اس دن جمع کریں گے جس میں کسی شک اور شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور ہر نفس کو اس کے کیئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا''۔(سورۂ آل عمران۔آیت:۲۴)

اس مقام پر خداوند کریم یاددہانی فرما رہے ہیں کہ کفار و مشرکین اور وہ لوگ جنہوں نے بُرے اعمال انجام دیئے، انہیں ایسا دن دیکھنا پڑے گا جس دن سب لوگ خدا کے حضور عدالت الٰہیہ میں جمع ہوں گے اور سب کے سامنے ان کے اعمال نامے رکھ دیئے جائیں گے، وہ اپنے

اعمال کے نتائج پالیں گے اور اپنی جزاء بھی دیکھ لیں گے۔ یہ اس طرح ہوگا کہ ان پر کسی قسم کا ظلم و ستم نہیں کیا جائے گا چونکہ ان کا نامہ اعمال خود ردِعمل ظاہر کر رہا ہوگا۔ پاداش و کیفر، نجات و بدبختی، عزت و رسوائی، نعمت و عذاب، جنت و جہنم، آرام و دُکھ کا تعلق صرف انسان کے اعمال سے ہوگا۔ ان کے علاوہ کوئی دوسری چیز اثر انداز نہیں ہو سکے گی!۔ کوئی کسی پہ ستم نہیں کرے گا، اس لئے کہ قاضی عادل ہوگا اور عدل کی بنیاد پہ فیصلے کرے گا۔

﴿ يَوْمَ تَاْتِىْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾ (سورۂ نحل۔ آیت:۱۱۱)

''قیامت کا دن وہ دن ہوگا جب ہر انسان اپنے نفس کی طرف سے دفاع کرنے کیلئے حاضر ہوگا اور ہر نفس کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا!''۔

﴿ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ م بِمَا كَسَبَتْ ط لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ط اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴾ (سورۂ مؤمن۔ آیت:۱۷)

''آج ہر نفس کو اس کے کیئے کا بدلہ دیا جائے گا اور آج کسی طرح کا ظلم نہ ہو سکے گا، بیشک اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے''۔

آیت مبارکہ یاددھانی کرا رہی ہے کہ ''نیک لوگ اپنے نیک اعمال کے ذریعے احسان اور بُرے لوگ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے سزا پائیں گے''۔

حدیث میں ہے کہ خداوند کریم فرماتا ہے:

﴿اَنَا الْمَلِكُ اَنَا الدَّيَّانُ. ﴾

''میں ہی مالک ہوں اور میں ہی جزاء دُوں گا''۔

اس وقت تک کوئی جنتی جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا اور نہ کوئی جہنمی جہنم میں داخل ہو سکے گا جب تک اسکے ذمے کسی کا حق یا اس نے کسی پہ ظلم کیا ہوا ہو۔ یا تو اس حق کو ادا کرے یا پھر اس سے

وہ حق لیا جائے۔ پھر مذکورہ بالا آیت کی تلاوت کی جائے گی:

''اس دن کسی پہ زیادتی نہیں کی جائے گی نہ تو کسی کے ثواب میں کمی کی جائے گی اور نہ ہی کسی کے گناہوں میں اضافہ کیا جائے گا، اس دن لوگوں کا حساب خدا کے ہاتھ میں ہوگا''۔

خداوند کریم بار بار اعلان فرما چکا ہے کہ قیامت کے دن کسی پر ظلم نہیں ہوگا چونکہ اس دن کا قاضی و حاکم صرف اللہ کی پاک ذات ہوگی۔ اُس کی ذات پر ظلم وستم سے منزہ ہے۔ چونکہ ظلم کا منشاء اندرونی ضعف اور حقارت ہے، جو بھی ظلم کرتا ہے اس کا نفس ضعیف ہوتا ہے اور اس نے اپنی کمزوری اور اپنی حقارت کو پنہاں کرنے کیلئے ظلم کیا ہے۔

نیکی کا اجر کئی برابر ہوگا

ذاتِ خداوند قدوس میں تمام کمالات پائے جاتے ہیں اس کے حریم اقدس میں سے کسی نقص یا ضعف کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ لہٰذا اس ذات اقدس کی طرف ذرہ برابر ظلم کی نسبت نہیں دی جاسکتی۔ اس کی ذات اقدس اپنے آپ سے ظلم کی نفی فرماتی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (سورۂ نساء۔ آیت: ۴۰)

''اللہ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا، اگر انسان نے کوئی نیکی کی ہوتی ہے تو اُسے کئی گنا بڑھا دیتا ہے اور اپنے پاس سے اجرِ عظیم عطا کرتا ہے''۔

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ:

''ذرہ کی مثال بہت باریک سرخ چیونٹی جیسا ہوتا ہے اور جسے بڑی مشکل سے دیکھا جاسکتا ہے''۔ (مجمع البیان۔ ج:۳، ص:۴۸/ المیزان۔ ج:۴، ص:۳۷۹)

بعض حضرات کہتے ہیں ذرہ گرد و غبار کا انتہائی باریک جزء ہوتا ہے جو ہوا میں معلق رہتا ہے

جب کسی دریچے یا روشندان سے دھوپ لگ رہی ہو تو اس دھوپ کی لکیر میں فضاء میں موجود کئی ذرات دیکھے جا سکتے ہیں۔ (مجمع البیان۔ج:۳،ص:۴۸/المیزان۔ج:۴،ص:۲۷۹)

مزید کہتے ہیں کہ اگر انسان مٹی یا اس جیسی کسی چیز پہ اپنا ہاتھ رکھے اور پھر اپنے ہاتھ کو جھاڑے تو اس عمل سے جو ذرات فضاء میں بکھریں گے وہ اپنی اپنی جگہ پہ ذرہ کہلائیں گے۔ (مجمع البیان۔ج:۳،ص:۴۸/المیزان۔ج:۴،ص:۳۷۹)۔لیکن تدریجا ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کو ذرہ کہا گیا ہے۔آج کل اجسام میں سب سے زیادہ چھوٹا ذرہ ایٹم ہے جسے ذرہ بھی کہا جاتا ہے۔جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ غبار میں موجود اجزاء پہ بھی ذرات کا اطلاق ہوتا ہے،صرف اس لئے کہ جسامت کے اعتبار سے ہم نے ان اجزاء کو بہت ہی چھوٹا تصور کر رکھا تھا،مگر آج ثابت ہوا کہ کسی بھی جسم کے چھوٹے سے چھوٹے اجزاء بھی مرکب ہوتے ہیں،مولیکیول سے کسی بھی جسم بسیط کا چھوٹا ترین جز ایٹم ہوتا ہے جو درجہ بندی میں مولیکیول سے بھی کہیں چھوٹا ہوتا ہے۔یوں سائنسی لحاظ سے اس کیلئے ایٹم کی اصطلاح منتخب کی گئی ہے جسے نہ صرف آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا بلکہ بہترین اور قوی ترین الیکٹرانک مائیکرواسکوپ سے بھی اسے نہیں دیکھا جا سکتا۔ اسے صرف طے شدہ سائنسی فارمولوں اور مخصوص طریقے سے کی جانے والی عکس بندی کے ذریعے ہی دیکھا جا سکتا ہے،جس کیلئے غیر معمولی طریقے سے ہٹ کر خصوصی ٹیکنالوجی کی ضرورت پیش آتی ہے۔جہاں تک یہ بات ہے کہ مثقال بھی سنگین اور وزنی چیز کے ہے تو لفظ ''ذرہ'' کے ذریعے مثقال ذرہ کی تعبیر نے اسے ایک انتہائی وزنی چیز سے انتہائی درجے کی باریک ترین چیز میں تبدیل کر دیا ہے۔ (تفسیر نمونہ۔ج:۳،ص:۳۸۹)

مذکورہ بالا آیت میں خداوند کریم نے اپنی ذات سے ظلم کی نفی فرمائی ہے خواہ وہ کتنا ہی کم اور سب سے زیادہ معمولی ہی کیوں نہ ہو۔علاوہ ازیں اگر کوئی اچھا اور نیک عمل بجا لاتا ہے تو خداوند کریم اسے دو برابر کر دیتے ہیں اور اپنی طرف سے اسے عظیم اجر عنایت فرماتے ہیں۔اور اگر کوئی

گناہ کرتا ہے تو وہ خود انسان کا اپنا کیا دھرا ہوتا ہے۔ دنیا میں اس نے جس کا ارتکاب کیا تھا اور اپنے رب کے مقابلے میں جرأت کا اظہار کیا تھا اور خدا کے سامنے شرم وحیاء کو بالائے طاق رکھ دیا تھا اور خوف خدا کو بھول کر گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھا تھا۔ رسول اکرمؐ نقل فرماتے ہیں کہ خداوند کریم کا فرمان ہے:

''اے میرے بندو! میں نے ظلم وستم کو اپنی ذات پہ حرام کر رکھا ہے اور اسے تمہارے درمیان میں حرام اور ناپسندیدہ قرار دیا ہے لہٰذا ایک دوسرے پر ہرگز ستم نہ کرو!''۔ (معاد فلسفی ج:۲،ص:۳۱۱ سے نقل کیا گیا ہے۔)

مذکورہ بالا مفاہیم سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ (قیامت کی عدالت میں) کسی پر ظلم نہیں ہوگا اور قاضی وحاکم عادل ہیں جو عدل وانصاف کی رُو سے لوگوں سے برتاؤ کریں گے۔

کیا میدان محشر میں حسب ونسب کوئی فائدہ دے گا؟

تیسرے مفہوم سے متعلق= دنیا کے وسائل قیامت کے دن بے اثر ہو جائیں گے اور یہ اپنی خصوصیات کھو بیٹھیں گے، نیز قرآن مجید میں آیات موجود ہیں۔ ہم بطور نمونہ ان کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

﴿یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًی عَنْ مَّوْلًی شَیْئًا وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ﴾ (سورۂ دخان، آیت:۴۱)

''قیامت ایسا دن ہے کہ جس دن قریبی رشتہ داریاں اور دوستیاں غیر مؤثر ہوں گی اور کوئی دوست بھی اپنے دوست کی مدد نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے خدا کی گرفت اور عذاب سے رہائی دلا سکتا''۔

مذکورہ آیت بیان کر رہی ہے کہ انسان سے وابستہ رشتے (جیسے دوست و رفقا، خاندان و عیال اور دوسرے ہمدرد وغم خوار) بروز قیامت بے اثر اور بے قیمت ہو جائیں گے۔ اس دن کوئی بھی کسی کام کا نہیں رہے گا بلکہ وہ سب لوگ خود مبتلائے عذاب ہوں گے، البتہ اس کا یہ

مطلب بھی نہیں ہے کہ شفاعت کا دروازہ بالکل بند ہو جائے گا۔ انبیاء و آئمہ معصومین علیہم السلام، علماء و شہداء شفاعت کریں گے لیکن خداوند کریم کی اجازت اور اِذن کے ساتھ۔ اگر خدا اجازت نہ دے تو وہ اپنے اختیار سے شفاعت نہ کرسکیں گے۔ من جملہ آیات میں سے وہ آیۂ کریمہ جو بروزِ محشر نسب کو بیکار اور غیر مؤثر قرار دے رہی ہے، ایک یہ بھی ہے:

﴿ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ﴾

(سورۂ مؤمن، آیت:۱۰۱)

''جس وقت صور پھونکا جائے گا اور قیامت برپا ہوگی تو پھر کسی کو بھی نسب فائدہ نہیں دے گا، تمام قرابتیں بے اثر ہو جائیں گی اور یہ نہ ایک دوسرے سے مدد کا تقاضا کریں گے اور نہ ہی سوال و پرسش کے قابل ہوں گے''۔

مذکورہ بالا آیت میں دو مطالب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ایک یہ ہے کہ نسب اپنی اہمیت اور افادیت کھودیں گے! اس کی وجہ یہ ہے کہ اس جہاں میں جو نظام موجود ہے اس میں اقرباء اور خاندان سے تعلق داری کے سبب مجرم لوگ بہت ساری سزاؤں سے بچ نکلتے ہیں اور وہ اپنی پریشانیاں دُور کرنے کیلئے اپنے خاندان سے مدد لیتے ہیں۔ مگر قیامت کے دن کوئی بھی اس کا دفاع نہ کرپائیں گے حتیٰ کہ اس کا سگا بھائی، بیٹا اور باپ بھی بے بس ہوں گے اور وہ ہرگز اس کی سزا کو قبول نہیں کریں گے!۔ دوسرا یہ کہ لوگ کیفرِ الٰہی اور اس کے عذاب کی شدّت اور خوف حساب کتاب کی باریکی کے سبب ایک دوسرے سے سوال نہیں کریں گے۔ یہ ایسا دن ہوگا کہ جب ماں اپنے دُودھ پیتے بچے سے بھی غافل ہو جائے گی، بھائی اپنے سگے بھائی کو بھول جائے گا اور جان جائے گا کہ اب کوئی بھی اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اب سب کی باتیں بے اثر ہیں۔ پس اس کا اپنے قبیلے اور خاندان سے رابطہ معدوم ہو جائے گا، حتیٰ کہ اگر کسی کا نسب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک بھی جا پہنچتا ہے پھر بھی اس کے لئے یہی حکم ہے۔

طاؤوس یمانی نے امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

"خداوندِ کریم نے جنت اس شخص کیلئے تخلیق فرمائی ہے جو نیک کردار والا ہوگا! اور خدا کے حکم کو بجالاتا رہا ہوگا خواہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو اور دوزخ اس شخص کیلئے خلق کی گئی ہے جو خدا کا نافرمان بندہ تھا، خواہ وہ قریش کی اولاد میں سے ہی کیوں نہ ہو!"۔ (تفسیر صافی، ج:۲، ص:۱۲۹)

آپؑ مزید فرماتے ہیں کہ: "قسم بہ خدا قیامت کے دن تیرے لئے کوئی چیز سُودمند نہیں ہے سوائے صالح اور نیک اعمال کے جنہیں تو نے پہلے ہی سے بھیج رکھا ہوگا!"۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اولادِ عبد المطلب علیہ السلام کو فرمایا کہ: "اپنے نیک اور صالح اعمال کے ذریعے میری طرف آؤ، اپنے حسب نسب کیوجہ سے نہیں۔ چونکہ خدا کا فرمان ہے کہ حسب ونسب بے فائدہ ہو جائے گا"۔ (نور الثقلین، ج:۳، ص:۵۶۲)

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"قیامت کے دن کسی کو آگے نہیں بڑھنے دیا جائے گا مگر یہ کہ انہوں نے صالح اور نیک اعمال بجالائے ہوں گے"۔ (نور الثقلین، ج:۳، ص:۵۶۲)

باپ اور بیٹے بھی کسی کام نہیں آسکیں گے

کیا قیامت کے دن باپ اور بیٹا ایک دوسرے کی مدد کرسکیں گے، کیا ایک دوسرے کے کندھوں سے بوجھ ہلکا کرسکیں گے یا نہیں؟

قرآن مجید میں ارشاد ہو رہا ہے:

﴿یٰاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْـًٔا﴾ (سورۂ لقمان، آیت:۳۳)

"انسانو! تقویٰ اختیار کرو اپنے پروردگار سے ڈرو اس دن سے ڈرو جس دن نہ باپ بیٹے کے اعمال کو متحمل ہوگا اور نہ بیٹا باپ کے کچھ کام آسکے گا"۔

قیامت کا دن اتنا سخت ہوگا کہ انسان اپنے آپ میں اس طرح مشغول ہو جائے گا اور اپنے اعمال کے پیچ وخم میں اتنا پھنسا ہوا ہوگا کہ اسے کسی دوسرے کی فکر نہیں ہوگی، حتیٰ کہ باپ اور بیٹا جس کے درمیان قریبی ترین رشتہ تھا وہ بھی ایک دوسرے کو بھول جائیں گے، کسی کو بھی دوسرے کی فکر نہیں ہوگی!۔ ہاں وہ پدری شفقت ومہر کے ہاتھوں مجبور ہو کر کم از کم انتظار کریگا بلکہ وہ بعض موارد میں اس کے عذاب اور مشکلات کو کم بھی کرے گا جیسا کہ دنیا میں اپنے بیٹے کی تمام خرافات اور واھیات کو وہ قبول کیئے ہوئے تھا اور اسی طرح بعض امور میں بیٹے سے بھی یہ توقع رکھی جائیگی کہ وہ اپنے والد کے بعض نامناسب اعمال کو حقوق والدین کی وجہ تحمل کرنے کی کوشش کرے گا، مگر قیامت کے دن یہ دونوں ایک دوسرے کی تھوڑی سی مشکلات کو بھی کم نہیں کرسکیں گے۔ سب اپنے اپنے اعمال کی فکر میں گم ہوں گے اور حیران وپریشان اور سرگرداں ہوں گے۔

مذکورہ بالا آیت ثابت کرتی ہے کہ باپ اور بیٹے کی محبت والفت عدالت الٰہیہ میں بے سُود و بے اثر ہوگی، جبکہ دنیا میں ان دونوں کے درمیان سب سے گہرا رابطہ موجود تھا مگر اب وہ رابطہ ختم ہو چکا ہے۔ اس طرح کہ اب ایک دوسرے سے فرار کرنے لگے ہیں کہ مبادیٰ کہیں ایک دوسرے کو پہچان نہ لیں اور ایک دوسرے کے واجب الادا حقوق کے متعلق سوال نہ کر بیٹھیں، کہ اب وہ ایک دوسرے کے تلف شدہ حقوق کو ادا کریں!۔

گمراہ رہنما بھی کسی کام کے نہ ہوں گے

قیامت کے دن نہ صرف حسب ونسب، ماں باپ، دوست احباب بے فائدہ ہو جائیں گے اور کسی کیلئے کوئی کام انجام نہ دے پائیں گے بلکہ باطل وگمراہ رہنما اور امام بھی کسی کیلئے کوئی کام انجام دینے سے قاصر ہوں گے! اگر کسی نے دنیا میں اپنے لئے بے ایمان اور ظالم قسم کے ہادی و پیشواؤں کو منتخب کیا ہے تو جب اپنے آپ کو اور اپنے رہنماؤں کے ہمراہ آتش جہنم میں پائے گا تو جان جائے گا کہ وہ باطل پہ تھے اسی لیے وہ خود عذاب میں مبتلا ہیں۔ اب ان کی پیروی کرنے پہ

پشیمان ہوں گے اور بالخصوص اس وقت جب وہ باطل رہنما بھی ان سے بیزاری کا اعلان کریں گے تو قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ﴾

(سورۂ بقرۃ، آیت:۱۶۶)

"اس وقت باطل وگمراہ رہبر اپنے مریدوں سے بیزاری کا اظہار کریں گے، اس کا سبب یہ ہوگا کہ وہ خدا کے عذاب کا مشاہدہ کررہے ہوں گے اور تمام وسائل منقطع ہوچکے ہوں گے"۔

کتنا بڑا اور عظیم مسئلہ ہوگا کہ جب باطل رہنما اپنے پیروکاروں سے بیزاری کا اظہار کریں گے، ان ظالموں کے پاس جب تک طاقت تھی ان بیچاروں کو استعمال کرتے رہے، ان سے اختیارات لے لیئے گئے اور انہیں ان کے خدا سے دُور بھی کردیا گیا جبکہ آج خدا کے عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو جان جائیں گے کہ قیامت کے میدان میں تمام دنیاوی وسائل بے سُود اور ختم ہوگئے ہیں تو ان سے بیزاری کا اعلان کرنے لگے ہیں۔ اس دوران جب گمراہ پیروکاروں کے ہاتھ چاروں طرف سے قطع ہوجائیں گے اور مارے مارے پھر رہے ہوں گے تو کہیں گے:

"اگر ہمیں دنیا میں دوبارہ پلٹا دیا جائے، ہم ان بے وفا اور جھوٹے رہنماؤں کا ہرگز دامن نہیں پکڑیں گے اور دوبارہ کبھی بھی ان کی پیروی میں قدم نہیں اُٹھائیں گے اور کلی طور پر ان کے اور اپنے درمیان فاصلہ رکھیں گے جس طرح اُنہوں نے آج ہم سے فاصلہ رکھا ہے برأت کا اظہار کیا ہے۔ پھر وہ اپنے رہنماؤں سے مخاطب ہوکر کہیں گے: اے کاش ہمارے اور آپ کے درمیان مغرب و مشرق جتنا فاصلہ ہوتا! (سورۂ زخرف، آیت:۳۸) پھر کہتے: لعنت ہو ہم پر کاش ہمارا فلاں سے رابطہ نہ ہوتا اس نے ہمیں حق سے رُوگرداں کیا ہے"۔ (سورۂ فرقان، آیت:۲۷)

منتہٰی ان دونوں کے مابین جھگڑا ہوگا اور عذاب آتش کے درمیان ایک دوسرے پر لعنت و

نفرین کریں گے۔ پیروکار اپنے رہنماؤں سے کہیں گے کہ تم لوگوں نے ہمیں راہ راست سے منحرف کیا تھا اور برائی کی طرف لے گئے تھے اور آگ میں ڈلوایا۔ ان کے آقا و رہنما انہیں جواب دیں گے کہ: تم لوگوں نے خود گناہ کیا ہے یہ تمہارا اپنا کیا دھرا ہے، کیا تمہارے نبی و امام نہیں تھے؟، کیا قرآن تمہارے پاس نہیں تھا؟، کیا علماء نے تمہاری مذہبی ہدایت نہیں کی تھی؟، تم نے ان کی باتیں کیوں نہیں مانیں تھیں اور ہمارے پیچھے کیوں چلے آئے تھے؟ اب ہمارے اور تمہارے حال پہ صرف عذاب ہی عذاب ہے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

مشرک اپنا دفاع کریں گے

جب مشرکین عذاب الٰہی کا مشاہدہ کریں گے اور انہیں باور ہو جائے گا کہ یہ عذاب ان کے غلط اعمال کا نتیجہ ہے جو انہوں نے دنیا میں انجام دیئے تھے۔ یوں عذاب کے چنگل سے نجات پانے کیلئے اپنے ان اعمال کا کلی طور پر انکار کر دیں گے اور کہیں گے: ''اس خدا کی قسم جو ہمارا پروردگار ہے، ہم بالکل مشرک نہیں تھے''۔ جب وہ اپنے خطرناک نامہ اعمال کو دیکھیں گے تو اس سے جان چھڑانے کیلئے کہیں گے کہ: ﴿وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ﴾ (سورۂ انعام، آیت: ۲۳) ''قسم ہے ہمارے رب کی ہم بالکل مشرک نہیں تھے''۔

جس وقت وہ اپنے خطرناک ترین نامۂ اعمال کا مشاہدہ کریں گے جس سے چھٹکارا پانے کیلئے وہ قسمیں اٹھا کر جھوٹ بول رہے تھے کہ ہم بالکل مشرک نہیں تھے درحالانکہ وہ جانتے ہوں گے کہ یہ قسمیں انہیں کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ یہ شدت وحشت و حسرت و حیرانی و پریشانی کے سبب جھوٹی قسموں سے یاد کیئے جائیں گے، اور ممکن ہے کہ عذاب کی خوفناکی اور ہولناکی کی وجہ سے اپنی عقلوں سے ہی ہاتھ دھو بیٹھیں کہ ہم قسم کھائیں گے (شاید جب وہ دیکھیں کہ خداوند کریم گنہگاروں کو اس طرح بخش رہے ہیں کہ انہیں کسی کی فکر دامن گیر نہیں رہے گی تو قسم اُٹھانے کا سہارا لیں گے)۔ اور جب یہ دیکھیں گے کہ اس عدالت میں قاضی اور حاکم کے سامنے اس قسم

کی افترا بازی، حیلے بہانے اور جھوٹی قسموں کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور کوئی بھی ان کی آواز پہ کان نہیں دھر رہا، تو وہ کوشش کریں گے کہ اپنے گناہوں کو اپنے آقاؤں کی گردن پہ ڈال دیں اور کہیں گے: ''اے خدایا! یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا ہے لہٰذا ان کے عذاب کو کئی گنا کر دو اور ہمارے حصے کا عذاب بھی انہیں دے دو''۔

﴿رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ﴾ (سورۂ اعراف، آیت: ۳۸)

''اے پروردگار! اُنہوں نے ہم سے کہا تھا کہ ہم تیرے غیر کی عبادت کریں، اُنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا اب ان کو عذاب دو اور ہمیں چھوڑ دو''۔

یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے ہم سے کہا تھا کہ ہم تیرے غیر کی عبادت کریں، اُنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا اور حق کی پیروی کرنے سے منع کیا تھا۔ اب انہیں عذاب دو اور ہمیں چھوڑ دو لیکن انہیں معلوم ہوگا کہ یہ ہاتھ پاؤں مارنا فضول ہے ان کے حالات کیلئے قطعاً مفید نہیں ہے کیونکہ وہاں تو ہر کسی کو اس کے اعمال کا نتیجہ بغیر کمی وبیشی کے دیا جائے گا اور کسی کا گناہ ہرگز دوسرے کی گردن پہ نہیں ڈالا جائے گا اور کسی پہ ظلم نہیں کیا جائے گا۔

صحراء میں عدالت

لوگوں کو قبروں سے سر باہر نکالنے کے بعد انہیں تین گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ایک گروہ وہ ہوگا جو بغیر حساب کے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا وہ لوگ کفار اور مشرکین ہوں گے۔ دوسرا گروہ بغیر حساب کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا وہ خدا کی بارگاہ میں مقرب ہے اولیاء اللہ اور اس کے مخلص بندے ہوں گے۔ تیسرا گروہ وہ لوگ ہوں گے جنہیں میدان محشر میں ٹھہرایا جائے گا اور خدا کی عظیم عدالت میں پیش کیئے جائیں گے، وہاں ان کی تفتیش اور پوچھ گچھ ہوگی۔

بروز قیامت جب لوگوں کا نامۂ اعمال حاضر کرنے کے بعد گواہوں کو پیش کرنے کا مرحلہ آئے گا تا کہ مقدمے کی باقاعدہ کاروائی شروع کی جاسکے اور اس کے ساتھ ہی تحقیق و تفتیش کے

مراحل نمٹائے جائیں تو پہلے سے تیار شدہ فائل کو کھولا جائے گا۔ اس عدالت میں ظالم بھی ہوں گے اور مظلوم بھی، مجرم بھی ہوں گے اور گواہ بھی، بے نمازی بھی ہوں گے اور نمازی بھی، متقی بھی ہوں گے اور تقویٰ سے محروم افراد بھی، حقوق الناس والے بھی اور حقوق اللہ والے بھی۔ بعض افراد ایسے بھی ہوں گے جن کی گردن پہ دونوں قسم کے حقوق ہوں گے، اس عدالت میں حرام خور بھی ہوں گے تو قمار باز بھی، سُود خور بھی ہوں گے اور سُود دینے والے بھی، قاتل بھی ہوں گے اور مقتول بھی، حسد کرنے والے بھی اور جن سے حسد کیا گیا وہ بھی، گالیاں دینے والے بھی اور گالیاں کھانے والے بھی، زخم لگانے والے بھی اور زخم کھانے والے بھی، چور بھی اور جن کی چوری کی گئی وہ بھی، غیبت کرنے والے بھی اور غیبت شدہ بھی، تہمت لگانے والے بھی اور جن پر تہمت لگائی گئی وہ بھی۔ ایک طرف عدالت تو دوسری طرف کام کرنے والے اور کارفرما ہوں گے وہاں اسراف کرنے والے (یعنی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے والے) اور تبذیر کرنے والے (یعنی بغیر ضرورت خرچ کرنے والے) بھی ہوں گے، بعض ناحق گواہی دینے والے بھی ہوں گے اور حق کو چھپانے والے بھی ہوں گے۔ وہیں دھوکہ دینے والے اور جن کو دھوکہ دیا گیا وہ بھی ہوں گے۔ وہاں امام بھی ہوں گے تو ماٴموم بھی، بعض امام متقی ہوں گے اور بعض ظالم امام ہوں گے، وہ امام بھی ہوں گے جو عبادت گزار تھے اور وہ امام بھی ہوں گے جن کی عبادت کی گئی، بعض ناطق اور بولنے والے بعض صامت اور خاموش بھی، بعض شادمان اور خوشحال بھی ہوں گے اور بعض غمگین اور محزون اور گریاں کناں بھی، بعض لوگ رحمت خدا سے مایوس اور بعض رحمت خدا کے اُمیدوار، بعض حالت فرار میں اور بعض پیچھا کرنے والے، بعض لوگ حق کو واپس کرنے والے ہوں گے اور بعض لوگ اسے وصول کرنے والے ہوں گے، وہیں حاکم بھی ہوں گے تو محکوم بھی، وہاں سچے بھی ہوں گے اور جھوٹے بھی، آخرکار وہاں سیاہ چہروں والے بھی ہوں گے اور سفید چہروں والے بھی۔ وہ جگہ ڈائریوں سے بھری ہوئی اور حادثوں سے پُر ہوگی۔ اس دن چھوٹا

چھوٹا حساب بھی بیباق ہوگا۔ اس دن مظلوم ظالموں سے اپنا حق لیں گے۔ اس دن اعمال کا میزان نصب کیا جائے گا اور انسانوں کے نامۂ اعمال کو اس میں تولا جائے گا، کمی وزیادتی کی تشخیص ہوگی ہر کسی کو پتہ چل جائے گا کہ وہ کس کھاتے میں ہے۔ اس دن فائلوں کی جانچ پڑتال اور عقیدوں اور اعمال کے ناپ تول کے بعد لوگوں کی صورت حال واضح ہو جائے گی۔ اس دن موحد ومشرک، مومن وکافر، ظالم ومظلوم، مقروض وقرض خواہ، پاک وناپاک ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔ اعمال کے حساب اور انجام کے تعین سے پہلے ہی صورت حال کو جان جائیں گے۔ معاندین اور منافقین اور گنہگاروں کے چھپے ہوئے چہروں سے پردہ ہٹ جائے گا۔ ان کے اندرونی راز فاش ہو جائیں گے۔ ان بیچاروں کا انجام بھی ان کے اعمال کی طرح بُرا ہوگا اور بروز قیامت جن لوگوں نے برائیاں کمائی ہیں ان کے لئے ہر برائی کے بدلے ویسا ہی بدلہ ہے۔ ان کے چہروں پہ گناہوں کی سیاہی بھی ہوگی، انہیں عذاب الٰہی سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا، ان کے چہرے پہ رات کا پردہ ڈال دیا گیا ہو۔ (سورۂ یونس، آیت: ۲۷) خدا کی عظمت و بزرگی کے سامنے یہ شدید شرمندگی اور بے عزتی کا احساس کریں گے اور انہیں مستقبل کی سنگینیوں اور خطرات کا سامنا کرنا ہوگا!

☆☆☆☆☆

تفتیش کے شعبہ جات

قیامت کی عدالت میں تفتیش اور چھان بین کے متعدد شعبے ہوں گے، وہاں متعدد مسائل و موضوعات ہوں گے جن کے متعلق وہاں سوال و جواب اور تفتیش ہوگی۔ بعض سوالات لوگوں کے عقائد و افکار کے متعلق ہوں گے، وہ عقائد و افکار جو اعمال کا منشاء ہیں اور رفتار و گفتار کیلئے معیار قرار پائے تھے۔ اگر عقائد منزہ اور پاک ہوئے تو یقیناً انسان کے اعمال بھی خالص اور پاک ہوں گے اور اگر آلودہ و ناپاک ہوئے تو یقیناً انسان کے اعمال کو بھی فاسد کر چکے ہونگے۔

دوسرا حصہ عبادات اور انسان کی دینی و شرعی ذمہ داریوں سے متعلق ہوگا کہ کیا تم خدا کے احکامات اور اوامر کو بجالائے ہو یا نہیں؟ اور اپنی دینی و مذہبی واجبات کو ادا کر چکے ہو یا نہیں؟ اگر ادا کر چکے ہو تو پھر ان کا جائزہ لیا جائے گا کہ کیا اس نے اعمال انجام دیتے وقت ضروری مسائل کا خیال رکھا تھا یا نہیں؟

تیسرا حصہ کا تعلق باطنی صفات اور انسان کے اخلاق سے ہے۔ وہاں تحقیق کی جائے گی کہ دنیا میں کس طرح کے ملکات و رجحانات کا مالک تھا اور دنیا میں ان سے کس طرح کام لیتا تھا اور اس کے لوگوں سے سلوک کی نوعیت کیا تھی؟

چوتھا مرحلہ لوگوں کے حقوق سے متعلق ہوگا (جیسے ماں، باپ، امام، پیغمبر، خاوند، بیوی، ہمسائے کے حقوق حتیٰ کہ حیوانات کے حقوق کے متعلق بھی) سوال ہوگا۔ بعض افراد قیامت کی عدالت میں اپنا سر اُٹھائے ہوئے ہوں گے اور بعض سر جھکائے ہوئے ہوں گے، بعض افراد کامیاب و سرفراز ٹھہریں گے تو بعض شرمندہ و پشیمان۔ ہم تمام منازل وقوف (قیام گاہیں + پڑاؤ) کی تشریح ان میں کیئے جانے والے سوالات کی تحقیق و چھان بین کے متعلق جو کچھ آیات و روایات میں ذکر ہوا ہے کو پیش کرتے مگر اس کتاب کے دامن میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ ہم

یہاں صرف چند انتہائی ضروری مسائل کی وضاحت پہ اکتفاء کریں گے۔ا

یہاں اس نکتے کی وضاحت ضروری ہے کہ عدالت میں خدا کی طرف سے مامورین کے سوالات اور قیامت کی مختلف منازل کا تعلق صرف انسان کے ایک دوسرے سے متعلق حقوق سے ہی نہیں ہے بلکہ روایات کی روشنی میں اس روئے زمین پہ انسان اور دوسری حیات حتیٰ کے حیوانات سے متعلق بھی مؤاخذہ اور باقاعدہ تفتیش کی جائے گی اور ان سے متعلق بھی حساب و کتاب ہوگا!

پہلے شعبے میں پہلا سوال

جب بروزِ محشر عدالت قائم ہو جائے گی پہلے انسان سے لے کر آخری انسان تک سب کو اس میں حاضر کر دیا جائے گا تو عدالت کا سربراہ پہلا سوال اُٹھائے گا۔ یہ سوال انسانی زندگی سے متعلق سوالات میں سے اہم ترین سوال ہوگا اور یہ اصول دین کے متعلق ہوگا۔

ا ان چاروں مرحلوں کو ذہن میں رکھ کر وہ خواتین و حضرات سوچیں جو طے شدہ اعتقادات اور عبادات سیکھنے کی بجائے من گھڑت، من پسند اور رواجی اعتقادات اور عبادات کو اپنائے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگ تعلیمات اہل بیت علیہم السلام پر مبنی دینی کتب پڑھنے کی بجائے اِدھر اُدھر سے سُنی سنائی اور دیکھا دیکھی نیم ملا خطرہ ایمان قسم کے لوگوں کی پھیلائی ہوئی باتوں پر عمل کرتے ہیں کل بروز قیامت وہ کیا کریں گے اس سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ معلومات کے متمنی خواتین و حضرات درج ذیل کتب ضرور پڑھیں:۔

(۱) معاد۔ آیۃ...... دستغیبؒ (۲) قیامت از محسن قرآئتی (۳) برزخ چند قدم پر از محسن قرآئتی (۴) منازل آخرہ از شیخ عباس قمیؒ (۵) تشویش آخرت (۶) گناہان کبیرہ دو جلدی از دستغیبؒ (۷) کیفر گناہان کبیرہ از محلاتی (۸) برزخ از آیۃ...... دستغیبؒ (مترجم)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نقل فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ:

''اے علی علیہ السلام! بروزِ قیامت انسان سے سب سے پہلے جو سوال کیا جائے گا وہ توحید کی گواہی، خداشناسی، نبوت اور تیری ولایت کے متعلق ہوگا۔ مومنین سے پوچھا جائیگا۔ چونکہ خدا کے حکم سے ہی تجھے یہ منصب و مرتبہ عطا کیا ہے اور میں نے خدا کے امر سے تجھے اس مرتبے پہ فائز کیا تھا، پس جو بندہ اس امر کا اقرار کرے گا اور اس پہ عقیدہ رکھے گا اسے جنت کی ابدی و سرمدی نعمات سے نوازا جائے گا''۔ (بحار الانوار، ج:۳، ص:۲۶۹)

ایک دوسری حدیث کے ضمن میں آیا ہے کہ قیامت کے دن حُبِ علی علیہ السلام آپ کی اہل بیت (علیہم السلام) کی محبت کے بارے میں لوگوں سے سوال کیا جائے گا یہ بذاتِ خود عقائد کے اہم ترین مسائل میں سے ہے۔ (خصال صدوق، ص:۲۵۳)

اس بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہو رہا ہے:

''اے پیغمبر گرامیؐ! لوگوں سے کہہ دو میں تم سے نبوت کے بارے میں اجر و جزاء نہیں چاہتا صرف میرے ذوی القربیٰ اور اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرو''۔ (سورہ شوریٰ، آیت:۲۳)

آنحضرتؐ سے ایک اور حدیث نقل کی گئی ہے کہ:

''میں نے تم سے صرف اپنے اہل البیت علیہم السلام کی دوستی ہی طلب کی ہے، یہ چیز خود تمہارے اپنے نفع میں ہے چونکہ محبت اہل البیت علیہم السلام کے ذریعے ہی ہدایت کی جاتی ہے اور قیامت کے عذاب سے نجات بھی اسی کے ذریعے ممکن ہے''۔ (تفسیر برہان، ج:۲۶، ۱، حدیث:۲۸)

اہل البیت علیہم السلام سے محبت و دوستی کے انتہائی مفید نتائج ہیں، اس بارے میں رسول اکرمؐ ارشاد فرماتے ہیں:

''جو بندہ آلِ محمدؐ کی دوستی پہ مرا وہ شہادت کی موت مرا، آگاہ رہو! جو بندہ آلِ محمد علیہم السلام کی محبت پہ مرا وہ بخشا ہوا مرا، آگاہ رہو! جو آلِ محمدؐ کی محبت پہ مرا گویا وہ تائب ہو کر مرا، آگاہ رہو!

جو آلِ محمدؐ کی محبت پہ مرا وہ مؤمن مرا اور مؤمن بھی وہ جس کا ایمان مکمل ہے"۔(تفسیر کشاف، ج:۳،ص:۴۶۷)

اسی طرح آلِ محمدؐ کی دشمنی کے بھی خطرناک نتائج موجود ہیں:۔

آنحضرتؐ ارشاد فرماتے ہیں:

"آگاہ رہو! جو بندہ آلِ محمدؐ کی دشمنی پہ مرا جب میدان محشر میں قدم رکھے گا اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہوگا کہ خدا کی رحمت سے نا اُمید ہے۔آگاہ رہو! جو بندہ آلِ محمدؐ کی دشمنی پہ مرا وہ دنیا سے کافر کی موت مرا۔آگاہ رہو! جو بندہ آلِ محمدؐ کی دشمنی پہ مرا وہ کبھی بھی جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھ پائے گا۔جس وقت لوگوں کو عدالت میں حساب کیلئے اور فیصلہ سُنانے کیلئے لایا جائے گا تو جو لوگ اہل البیتؑ سے محبت رکھتے ہوں گے وہ جنت روانہ کر دیے جائینگے اور جن لوگوں کے دلوں میں آلِ محمدؐ کی دشمنی ہوگی فیصلے کے بعد انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا!"۔

ریاکاروں سے تفتیش کا شعبہ

قیامت کے دن عدالت کے بہت زیادہ شعبے ہوں گے اور ہر شعبے میں انسان کے مخصوص اعمال کے متعلق تفتیش اور باز پرس ہوگی اور ان شعبوں میں صرف انہی سے متعلقہ اعمال کے فیصلے کیئے جائیں گے!۔ان شعبوں میں سے ایک شعبے میں ریاکاروں اور ان افراد کے اعمال کے متعلق سوال کیا جائے گا جو اپنے اعمال، خودنمائی اور لوگوں سے تعریف وستائش وصول کرنے کی غرض سے انجام دیتے تھے کے متعلق تفتیش کے بعد فیصلہ کیا جائے گا۔اس بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایات نقل کی گئی ہے، آپؐ فرماتے ہیں:

"قیامت کے دن سب سے پہلے اس شخص سے تفتیش اور باز پرس ہوگی جس نے قرآن اپنے حافظے میں یاد کیا اور اسے حفظ کیا۔خداوند کریم اسے مخاطب کریں گے اور فرمائیں گے: کیا میں نے جو کتاب اپنے رسولؐ پہ نازل کی تھی تمہیں نہیں پڑھائی تھی؟ عرض کرے گا: جی ہاں اے

پروردگار! آپ نے اس کی تعلیم دی تھی! پھر ارشاد ہوگا: کیا تم نے میری تعلیمات کے مطابق عمل کیا تھا؟ عرض کرے گا: اے پروردگار! میں دن رات قرآن کی نشرواشاعت اور اس کی قرأت اور تعلیم کے لئے کوشاں رہا ہوں۔ اس وقت فرشتے اور خدا کہے گا: تم جھوٹ بول رہے ہو، تم نے جو کام انجام دیا ہے اس کا مقصد قرآنی تعلیمات کی نشرواشاعت نہیں تھی بلکہ تمہارا مقصد یہ تھا کہ لوگ تمہارے بارے میں کہیں فلاں بہت ہی اچھا قاری ہے اور لوگوں نے تیرے بارے میں ایسے ہی کہا ہے۔ یعنی تم نے اپنا اجر و جزاء پالی ہے اب جاؤ۔ تیرے لیے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے"۔ پھر دولت مند اور امراء طبقہ کو تفتیش اور فیصلے کیلئے بلایا جائیگا۔ خداوند کریم فرمائے گا اے میرے بندے! کیا میں نے تمہیں زندگی میں مال و دولت کی نعمات عطا نہیں کی تھیں؟ عرض کرے گا جی میرے پروردگار! آپ نے مجھے عطا کی تھیں۔ پھر حکم ہوگا کہ میری ان نعمات کے بدلے تو نے کیا عمل انجام دیا؟ کہے گا: میں نے اپنے مال سے صلہ رحمی کی، صدقہ دیا، اور دوسرے نیک اعمال انجام دیئے۔ حکم ہوگا تم جھوٹ بول رہے ہو تم تو یہ چاہتے تھے کہ لوگ تمہارے بارے میں کہیں کہ فلاں شخص بڑا سخی اور عطا کرنے والا انسان ہے اور لوگوں نے تیرے بارے میں بالکل ویسے ہی کہا۔ تم لوگوں سے اپنا اجر پا چکے ہو لہٰذا جاؤ، آج کے دن ہمارے پاس تیرے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔

تیسرے مرحلے پہ میدان جنگ میں قتل ہونے والوں کا حساب اور فیصلہ ہوگا۔ خدا فرمائے گا اے میرے بندے! کس راستے پہ قتل ہوئے تھے؟ وہ عرض کرے گا اے میرے رب میں تیرے دینِ اسلام کی راہ میں قتل ہوا تھا، حکم ہوگا تم جھوٹ بول رہے ہو، تم تو چاہتے تھے کہ لوگ تمہارے بارے میں کہیں کہ فلاں بہت زیادہ بہادر اور شجاع ہے اور کس قدر روحانی قوت کا مالک تھا اور لوگوں نے تیرے بارے میں بالکل ویسے ہی کہا اور یوں تیرے عمل کا اجر تجھے دے دیا گیا۔ لہٰذا جاؤ آج ہمارے پاس تجھے دینے کیلئے کچھ بھی نہیں۔

پھر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: یہ تین گروہ خدا کی مخلوق میں سے بدترین گروہ ہوں گے، انہیں قیامت کے دن آگ میں ڈالا جائے گا۔

المختصر جن لوگوں نے ریاکاری کی نیت سے اعمال انجام دیئے، انہوں نے خدا تعالیٰ کے پاس کچھ جمع ہی نہیں کرایا کہ جس میں سے وہ اجر پانے کی توقع رکھیں۔ ان کا مقصد صرف شہرت اور خودنمائی تھا ان کا اجر وجزاء وہی لوگوں کی تعریف تھی جو انہوں نے پالی!

میاں، بیوی کے حقوق کی تفتیش کا شعبہ

جملہ امور قیامت کے دن جس کے متعلق تفتیش بڑی دقیق اور سخت ہوگی اور یہ خدا کی پاداش اور ناراضگی کا سبب بنے گا وہ بیویوں کی اپنے شوہروں سے رفتار وگفتار ہے کہ کیا یہ رفتار واخلاق صحیح تھا یا نہیں؟ اس سلسلے میں آنحضرت محمد مصطفیؐ اور آئمہ طاہرینؑ سے بہت زیادہ روایات وارد ہوئی ہیں۔ ہم یہاں صرف چند ایک کو پیش کرنے پہ اکتفاء کر رہے ہیں:

رسول اکرمؐ فرماتے ہیں:

"جو عورت اپنی زبان سے یا کسی دوسرے طریقے سے اپنے شوہر کو تکلیف پہنچائے تو خداوند کریم اس عورت کے گناہوں کی بابت کسی قسم کا فدیہ قبول نہیں کریں گے جب تک وہ اپنے شوہر کو راضی نہ کرے۔ اس عورت نے جتنے نیک اعمال انجام دیئے ہوں گے وہ قبول نہیں کیئے جائیں گے، بیشک وہ عورت روزانہ دن کو روزہ رکھے اور اپنی راتیں اذان صبح تک عبادت میں بسر کرے بروز قیامت یہ پہلی عورت ہوگی جسے دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے گا۔ اور جو مرد اپنی بیوی کو تکلیف پہنچائے اس کا بھی یہی حال ہوگا مگر یہ کہ وہ اپنی بیوی کو راضی کرے ورنہ اس کے تمام نیک اعمال اور عبادات ہرگز قبول نہ ہوں گی اور قیامت کے دن سب سے پہلے اسے جہنم میں ڈالا جائے گا"۔ (امالی شیخ صدوق، ص: ۲۵۷)

نیز آنحضرت فرماتے ہیں:

''جان لو جو بندہ کسی ظالم و جابر بادشاہ کے ہاں تازیانہ پیش کرے گا خداوند کریم بروز قیامت (عدالت کے فیصلے کے بعد) تازیانے کو ایک آگ کے بنے ہوئے سانپ میں تبدیل کردے گا جس کی لمبائی ستر گز جتنی ہوگی اور دوزخ کی آگ میں اسے اس بندے پہ مسلط کردیا جائے گا اور دوزخ ظالموں کیلئے بدترین ٹھکانہ ہے''۔ (سفینۃ البحار، ج:۲، ص:۱۰۷)

بروز قیامت ظالم اپنے مظالم کی وجہ سے اندھیرے میں بھٹکتے پھریں گے چونکہ مخلوق خدا پہ ظلم قیامت کی تاریکی واندھیرے کا سبب بنے گا۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''ڈرو لوگوں پہ ظلم کرنے سے، مخلوق خدا پہ ظلم قیامت کے دن کی تاریکی اور اندھیرے کا سبب بنتا ہے''۔ (محجۃ البیضاء، ج:۶، ص:۳۱۵)

نیز آنحضرتؐ سے روایت منقول ہے کہ: آپؐ فرماتے ہیں:

''اے لوگو جان لو! جو عورت اپنے شوہر سے ناراض ہو اور ناراضگی کا مداوا بھی نہ کرے اور اُسے وہ کام کرنے پہ مجبور کرے جو اس کی طاقت وقدرت سے باہر ہو تو ایسی عورت کی بروز قیامت کوئی نیکی قبول نہیں کی جائے گی۔ خداوند کریم اس پہ ناراض اور غضبناک ہو جائے گا''۔ (امالی شیخ صدوق، ص:۲۵۷)

جس وقت قیامت کی عدالت میں بیوی اور خاوند کا مقدمہ لگے گا، جانچ پڑتال اور فیصلہ سنایا جائے گا تو عورتیں زیادہ تعداد میں مجرم ٹھہرائی جائیں گی اور زیادہ تعداد میں جہنم میں داخل کی جائیں گی۔ چونکہ عورتوں پہ مردوں کے حقوق بہت زیادہ ہیں اور شوہروں کی نسبت بیویوں پر فرمانبرداری وتابعداری زیادہ عائد ہوتی ہے۔ عورت کیلئے ضروری ہے کہ وہ ان تمام کاموں جس سے اس کا (شوہر خوش ہوتا ہو) بجالائے اور اطاعت گزاری کرے اس شرط کے ساتھ کہ وہ کام شریعت مقدس اسلام میں حرام نہ ہو۔

عورتوں کے لئے ضروری ہے وہ اپنے شوہروں کے حقوق کو تلف نہ ہونے دیں اوران کے مال میں کسی قسم کی خیانت نہ کریں۔ان کی اجازت کے بغیر گھروں سے باہر نہ جائیں اوران کی مرضی کے بغیر کسی کو گھر میں نہ آنے دیں اوران پر بیجا بوجھ نہ ڈالیں اوران کی اولاد کی تربیت میں کوتاہی نہ کریں، اگر وہ ایسا کریں تو فیصلے کے دوران مجرم ٹھہرائی جائیں گی اور خدا کا عذاب ان کے شامل حال ہو جائے گا۔

ظلم کی تفتیش کا شعبہ

اس عظیم الشان عدالت کے شعبہ جات میں ایک انتہائی اور سب سے زیادہ باریک بینی والا شعبہ مخلوقات پر ظلم وستم کی تفتیش اور جانچ پڑتال کا شعبہ ہے۔اس کی عدالت میں کسی قسم کا ظلم معاف نہیں کیا جائے گا۔اس بارے میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وہ گناہ جو نا قابل بخشش ہے وہ لوگوں کا ایک دوسرے پہ ظلم کرنا ہے"۔

خداوند کریم نے قسم کھا کر ذکر فرمایا ہے کہ: روز جزاء قضاوت کے موقع پر جہاں تمام مظلوموں کو ان کے حقوق دلوائے جائیں گے اور ظالموں کو سزا دی جائے گی بے شک کسی ظالم کا وہ ظلم انتہائی تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔تفتیش اور جانچ پڑتال کے بغیر کوئی عدالت الٰہیہ سے گزر نہ سکے گا اور اسے نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔جیسے اگر کوئی شخص ناحق اپنے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پہ مار دے تا کہ اس طرح کسی شخص کو اس کے حق سے باز رکھ سکے۔جب قیامت کی عدالت میں ظالموں پہ مقدمہ چلایا جائے گا اور ان کو مجرم ٹھہرایا جائیگا اور ساتھ ہی انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا خداوند کریم اس بارے میں فرماتا ہے:

"فیصلے اور ظالموں کی سزا پانے کے بعد کہا جائے گا اور اس کے بعد ظالمین سے کہا جائے گا اب ہمیشگی کے عذاب کا مزہ چکھو، کیا تمہارے اعمال کے علاوہ کسی اور چیز کا بدلہ دیا جائے گا"۔

(سورہ یونس، آیت ۵۲)

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بارے میں یوں فرماتے ہیں:

''اگر کوئی بندہ دنیا میں اپنے مسلمان بھائی کے چہرے پہ طمانچہ مارے گا تو خدا اسے بروز محشر ہاتھ پاؤں باندھ کر اُٹھائے گا (اور فیصلے کے بعد) اس کی ہڈیوں کو ایک ایک کرکے علیحدہ کیا جائے گا اس کے بعد جہنم کی آگ اس پر مسلط کردی جائے گی اور یوں جہنم میں داخل ہوگا''۔ (بحارالانوار، ج:۷،ص:۲۱۴)

جب اس ظلم کے سبب جو اس نے لوگوں پہ کیا ہے داخل جہنم کیا جائے گا ضروری ہے کہ وہ دیکھ لے اور اس ذریعے (آلے) جس سے اس نے ظلم کیا تھا، کے ساتھ اسے سزا دی جائے گی۔

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جو بندہ ظلم وستم کی خاطر کسی کو تازیانہ مارے گا خداوند کریم اسے جہنم کے آگ کے تازیانے کے ساتھ مارے گا''۔ (جامع احادیث شیعہ، ج:۱۳،ص:۴۱۷)

زمین اور پانی کی تفتیش کا شعبہ

اس شعبے میں زمینوں، عمارتوں اور پانی کے متعلق تفتیش اور جانچ پڑتال کی جائے گی اور لوگوں کو اس سلسلے میں مقدمے بھگتنے کیلئے لایا جائے گا۔ بعض کو جزا اور بعض کو سزا ملے گی۔ لوگ اسلامی قواعد وضوابط کے مطابق زمینوں عمارتوں اور جائیدادوں کے بارے میں جوابدہی کے ذمہ دار ہیں۔ قیامت کے دن ان کے متعلق لوگوں سے مواخذہ اور چھان بین کی جائے گی۔ یہاں اس مسئلہ کی مختصری تشریح بیان کیئے دیتے ہیں۔ لہٰذا خصوصی توجہ فرمائیں۔

خداوند کریم نے زمین اور جو کچھ زمین کے اندر موجود ہے ان سب کو انسان کیلئے تابع اور مسخر فرمایا ہے، اور انسانوں کے اندر ہوش وحواس اور زمین کو آباد کرنے کی لیاقت وصلاحیت ودیعت کی گئی ہے۔ انسان اپنے ارادے اور کوشش سے اس مقدس سعادت بخش ڈیوٹی کو انجام دے سکتا ہے اور زمین کو اپنے اور دوسروں کے استفادے کیلئے تیار کرسکتا ہے۔ اس بارے میں قرآن مجید

میں ارشاد ہوتا ہے:

''اس (خدا) نے تمھیں زمین اور مٹی سے پیدا کیا ہے اور اسے آباد کرنے اور ترقی دینے کی ذمہ داری انسانوں کو سونپی ہے''۔(سورۂ ھود، آیت:٦١)

خدا کے ارادے وقضا کا تعلق بھی اسی سے جڑا ہوا ہے کہ مٹی اور پانی سے انسان روزی کو پیدا کرے۔لہٰذا یہ لوگوں کا فریضہ ہے کہ وہ زمین کے سینے کو چاک کریں اور اس میں بیج ڈالیں اور اسے کاشت کریں تا کہ خداوندکریم ان کی روزی کا سامان کرے اور انسانی زندگی کو قائم رکھا جائے۔پس اگر کوئی شخص زمین اور پانی کا مالک ہے وہ سستی اور کاہلی کی وجہ سے اس میں بروقت بیج نہیں بوتا ہے اور زمین کو اسی طرح غیر آباد اور بنجر چھوڑ دیتا ہے یا پھر اپنی پیداوار، سرسبز باغات اور درختوں کو پانی نہیں دیتا ہے، انہیں اُجاڑ دیتا ہے اپنی زراعت اور درختوں کو خشک کردیتا ہے۔ بلغیر شک کے اس ناروا عمل کے سبب اس نے گویا نعماتِ الٰہیہ کا کفران کیا ہے اور دوسرا اس نے اپنے معاشرے پر ستم کیا ہے اور تیسرا اس نے خدا کی عدالت میں خود کو بطور مجرم فیصلے کے لئے پیش کیا ہے۔ایسے انسان کی قیامت کی عظیم عدالت میں تفتیش اور جانچ پڑتال ہوگی اور باقاعدہ مقدمہ چلایا جائے گا، چونکہ اولیاءِ خدا کی نظر میں یہ انتہائی قبیح ترین فعل ہے۔

حضرت علی علیہ السلام اس قسم کے افراد کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

''جس کے پاس پانی اور مٹی ہو تو پھر وہ فقر وتنگدستی کی زندگی بسر کرے، اس پر نفرین ہے۔ خدا نے اسے مردُود اور اپنی رحمت سے بہت دُور قرار دیا ہے''۔

اس بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگ بارگاہ الٰہی میں جواب دہ ہیں اور ان کا وہاں باقاعدہ مؤاخذہ ہوگا۔جونہی قیامت کا دن پہنچے گا اچھے اور بُرے تمام اعمال جو انسان نے اپنی پوری زندگی انجام دیئے تھے آج ان کی تحقیقات ہوگی۔خداوندکریم اس دن پہلی اور آخری تمام مخلوق کو زندہ کرے گا اور عدالت میں ان کے حساب وکتاب کی تحقیقات کرے گا۔

حیوانات کے حقوق کی تفتیش کا شعبہ

قیامت کی عدالت کے شعبہ جات میں ایک شعبہ حیوانات کے حقوق سے متعلق ہے جس میں ان کے متعلق جانچ پڑتال اور تفتیش و تحقیق کی جائے گی۔ آئمہ معصومینؑ سے منقول روایات کی روشنی میں پورے جہاں کے انسان حیوانات اور ان کے حقوق کی وجہ سے تفتیش اور جانچ پڑتال کے مرحلے سے گزریں گے۔ اگر انسانوں نے ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی برتی ہے تو قیامت کی عدالت میں باقاعدہ فیصلہ سُنایا جائے گا اور فیصلے کے بعد آتش جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اس سلسلے میں چند روایات کی طرف توجہ فرمائیں:۔

ابن عمر نے رسولِ گرامی قدر سے حدیث نقل کی ہے کہ:

''قیامت کے دن انسان سے تمام چیزوں کے متعلق سوالات کیئے جائیں گے حتیٰ کہ ان زندہ چیزوں کے بارے میں بھی جو اس نے اپنے گھر میں پال رکھی تھیں جیسے پرندے، کتے، بلیاں وغیرہ''۔ (لسان العرب (حیا)، ص:۲۱۴)

اس بارے میں حضرت علیؑ ارشاد فرماتے ہیں:

''خدا کے اس عذاب سے ڈرو! جو بندوں اور دیگر آبادیوں کی وجہ سے ہوگا چونکہ اللہ کی بارگاہ میں ان سب کے متعلق سوال کیا جائے گا حتیٰ کہ تم سے حیوانات اور زمین کے متعلق بھی سوال کیا جائے گا''۔ (نہج البلاغہ، خطبہ:۱۶۷)

قیامت کے دن لوگوں کی تفتیش اور جوابدہی ان کی شرعی و دینی ذمہ داری کی بنیاد پر اور شارع مقدس کی طرف سے مقرر کردہ قوانین کی بنیاد پر ہوگی۔ ان میں من جملہ حیوانات کے بارے میں لوگوں کی ذمہ داریاں بھی شامل ہیں۔

حیوانات کے حقوق کا خیال رکھنا شرعی میزان کے مطابق حیوانات کے مالکوں کی حقیقی ذمہ داری بنتی ہے۔ بروزِ قیامت ان ذمہ داریوں کی بنیاد پر جو شارع نے ان کے لئے مقرر کی ہیں

کے مطابق جانچ پڑتال ہوگی اور جو عمل اُنہوں نے انجام دیا تھا اس کی مناسبت سے انہیں جزا و سزا دی جائے گی۔ ممکن ہے کہ بعض لوگ مذہبی فرائض میں غفلت برتنے کے سبب اور انصاف و عدل میں لاپرواہی برتنے کے سبب اور انسانی ہمدردی کے فقدان کی وجہ سے حیوانات سے اتنا بُرا سلوک کرتے ہوں کہ خداوند کریم مہربان کو غصہ دلا دیتے ہیں اور خود کو جہنم کا مستحق ٹھہرا لیتے ہیں۔ اس کے برعکس ممکن ہے کہ ایک گناہگار شخص انسانی ہمدردانہ جذبات کے تحت حیوانات پہ بھی رحم کرے جس کی وجہ سے وہ خدا کی مغفرت کا مستحق ٹھہرے اور یوں وہ جنتی بن جائے۔ روایات میں مذکورہ بالا دونوں پہلوؤں سے متعلق کافی زیادہ مثالیں ملتی ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''شب معراج مجھے دوزخ دکھایا گیا، وہاں ایک عورت کو دوزخ کے عذاب میں مبتلا دیکھا۔ اسکے گناہوں کے متعلق استفسار کیا تو جواب ملا کہ اس عورت نے ایک بلی کو اتنی مضبوطی سے باندھا اور اسے کھانا نہیں دیتی تھی اور نہ ہی اسے آزاد کرتی تھی تا کہ وہ خود اپنی غذا تلاش کر سکے۔ یہ صورتحال اس قدر دردناک اور غمگین حالت اختیار کر گئی کہ وہ بیچاری بلی بھوک اور پیاس کی شدّت سے بالآخر مر گئی۔ خدا نے اس عورت کو اسی گناہ کی سزا دی ہے۔ نیز فرمایا: شب معراج میں نے جنت کی حالت سے آگاہی حاصل کی۔ میں نے وہاں ایک گنہگار عورت کو دیکھا اور اس کی حالت کے متعلق استفسار کیا تو جواب ملا کہ اس عورت کا ایک کتے کے پاس سے گزر ہوا، شدت پیاس سے جسکی زبان باہر کو نکلی ہوئی تھی، جو بڑی مشکل سے سانسیں لے رہا تھا۔ یہ عورت اپنی چادر اور لباس کو باندھ کر کنوئیں میں لٹکاتی تھی جس کا ایک حصہ گیلا ہو جاتا تھا اسے باہر نکال کر اس کتے کے منہ میں نچوڑ دیتی تھی۔ اس عمل کو یہاں تک دہراتی رہی کہ وہ کتا سیراب ہو گیا، اس عمل کی وجہ سے خداوند کریم نے اسکے گناہوں کو بخش دیا''۔ (جواہر الکلام، ج:۳۱، ص:۳۹۵)

حقوق الناس کی تفتیش کا شعبہ

قیامت میں عدالت کے شعبہ جات میں سے ایک شعبہ حق الناس کے متعلق یا ایسے حقوق سے متعلق ہوگا جن کا تعلق براہ راست عامۃ الناس سے ہوگا ان حقوق کے بارے میں قیامت کے دن شدید انداز میں تفتیش اور جانچ پڑتال ہوگی۔ حقوق الناس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ لین دین اور معاملات میں مشغول ہوتے ہیں۔ یہ دنیا و آخرت کے اہم ترین مسائل میں سے ہے۔ حقوق الناس اور مشغول الذمہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خواہ شرعی طریقے سے حاصل ہوں (جیسے قرض، اُدھار کا معاملہ، عورت کا حق مہر وغیرہ) خواہ وہ غیر شرعی طریقے سے (چوری، کم فروشی، رشوت، جوا وغیرہ) حاصل ہوں۔ دونوں صورتوں میں خداوند کریم عدالت میں لوگوں کے حقوق کو نظر انداز نہیں کرے گا جب تک صاحب حق راضی نہ ہو جائے اور مالی معاملات کا حساب بیباق نہ ہو جائے، حتیٰ کہ شہید جس کی شہادت کی وجہ سے اسکے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے لیکن اگر حقوق الناس میں سے اسکے ذمے کوئی حق ہے تو وہ حق جوں کا توں باقی رہے گا جب تک وہ اسے ادا نہ کر دے۔ اس بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا کی راہ میں قتل ہونا، ہر گناہ کا کفارہ ہے۔ سوائے مالی مقروض کے چونکہ قرض اور لین دین کا کوئی کفارہ نہیں ہوتا۔ اسکا ادا کرنا بہت ضروری ہے یا تو اس کے مال سے ادا کیا جائے یا پھر دوست قرض خواہ کو شہید کی طرف سے ادا کریں یا پھر قرض خواہ اپنے حق سے دستبردار ہو جائے اور مقروض کو معاف کر دے"۔ (وسائل، کتاب تجارت، باب: وجوب قضاءِ دَین، ص: ۱۹۰)

اسی سلسلے میں حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ایک دن رسول اکرمؐ اپنے اصحاب کے ہمراہ نماز ادا کر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: یہاں بنی نجار میں سے کوئی شخص نہیں ہے؟ انکا دوست جنت کے دروازے کے سامنے قید ہے اور اسے اندر جانے کی اجازت نہیں مل رہی کیونکہ وہ فلاں یہودی کا مقروض ہے اسکے سو درہم ادا کرنے ہیں

جبکہ مقروض راہ خدا میں قتل ہوا ہے اور شہداء میں سے ہے"۔ (احتجاج طبرسی، ج:۱، ص:۳۳۳)

اس عدالت میں ذاتِ خداوند کریم لوگوں کے تلف شدہ حقوق مکمل طور پر واپس دلوائیں گے تاکہ کسی شخص کے ذمے ذرّہ برابر ظلم باقی نہ بچے۔ دنیا میں حساب بیباق کرنے کا مطلب نقد پیسوں اور اجناس ادا کر کے حساب بیباق کیا جاتا ہے یا پھر زمین اور پانی کا قبضہ چھوڑ کر ادائیگی کی جاتی ہے یا پھر اس کے رشتہ دار اور دوست احباب مداخلت کر کے اور فریقین کو راضی کر کے معاملہ طے کرا دیتے ہیں، جبکہ قیامت کے دن اجناس اور نقد رقم کا تصور ہی نہیں ہے۔ وہاں ملکیت اور پانی وغیرہ کا بھی کوئی وجود نہ ہوگا۔ اگرچہ اس کے دوست احباب عدالت میں موجود تو ہوں گے مگر کسی کام کے ثابت نہ ہوں گے اور نہ ہی اس مشکل و پریشانی کو حل کر سکیں گے، وہ خود اس قدر پریشان ہوں گے کہ انہیں کسی دوسرے کا ہوش تک نہ ہوگا۔ وہاں دو ہی راستے ہوں گے ایک یہ کہ قرض خواہ اپنے حق سے چشم پوشی اختیار کرتے ہوئے مقروض کو معاف کر دے یا پھر عدالت میں مقروض کے ثواب اور نیکیوں میں سے قرض خواہ کو ادائیگی کی جائے اس طرح قرض خواہ کو حق مل سکتا ہے۔

عدالت میں ہر کسی کو اسکا حق مل جائیگا

قیامت کی عدالت میں جن جن افراد کے حقوق تلف ہو چکے تھے ان کو اپنے حقوق مل جائیں گے۔ اس حدیث پر توجہ کریں!

حضرت امام سجاد علیہ السلام نے مسجد رسولؐ میں ایک مجمع کے درمیان خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"میرے بابا امام حسین علیہ السلام نے اپنے بابا امیر المومنین علیہ السلام سے ایک مفصل حدیث نقل فرمائی ہے جس کے ضمن میں قیامت کی عدالت میں مخلوق کے حساب کے حوالے سے ہے کہ ظالموں سے حقوق چھین کر ان کے مستحقین تک پہنچائے جائیں گے کو بیان فرمایا اور جب یہاں

تک پہنچے تو فرمایا کہ: خداوند متعال فرماتا ہے: ''میں ہی وہ خدا ہوں جو لائق عبادت ہے اور میرے سوا کوئی خدا نہیں، میں حاکم اور عدالت کا مالک ہوں جو ہمیشہ حق اور سچ پہ مبنی گفتگو کرتا ہوں اور تمہارے درمیان اپنی عدالت کے تحت میں فیصلے بھی کروں تا کہ آج میرے سامنے کسی پہ ظلم وستم نہ ہو۔ آج ظالم اور طاقتور سے مظلوم اور کمزور کو اس کا حق دلوایا جائے گا، بدکاروں اور لٹیروں سے مظلوموں کا حق چھینا جائے گا اور نیکیوں اور برائیوں سے قرض برابر کیا جائے گا'' پھر اس موقع پر فرمایا: ''آج کوئی بھی ظالم وجابر اکڑی ہوئی گردن سے نہیں چل سکے گا کہ مظلوم کا حق اس کی گردن پہ باقی رہ جائے'' پھر فرماتے ہیں: ''اے خلق خدا آپس میں متحد ہو جاؤ، دنیا میں جو تمہاری گردن پہ حق تھا جو تم نے ایک دوسرے پر ظلم وستم کیئے ہوئے ہیں تو یہ حساب بیباق کر دو اور انہیں لوٹا دو، میں خود شاہد ہوں اور میری گواہی ظالم کے نقصان میں ہوگی''۔ حدیث کے آخر میں ہے کہ ایک قریشی مرد نے حضرت امام سجاد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ''اے فرزند پیغمبر! جب بھی کسی مرد مؤمن کا حق کسی کافر کی گردن پر ہو تو ایک دوزخی شخص سے اپنے حق کے سلسلے میں کیا چیز لی جا سکتی ہے؟ امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: جب کسی مرد مسلمان کا کسی کافر کی گردن پر حق ہوگا تو اس حق کی نسبت سے مؤمن کے گناہ کم کر دیئے جائیں گے اور جتنے گناہ مؤمن کے نامہ اعمال سے کافر کے نامہ اعمال میں منتقل کیئے جائیں گے ان گناہوں کی وجہ سے اس کے عذاب میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا جو اس کے اپنے عذاب کے علاوہ ہوگا''۔ (لئالی الاخبار، ج:۵، کافی جلد دوم، ص:۴۴۳)۔ اس قریشی مرد نے دوسری مرتبہ سوال کیا کہ اگر کسی مسلمان کا دوسرے مسلمان کی گردن پہ حق ہو تو اس دوسرے مسلمان سے کس طرح حق لیا جائے گا؟ آپؑ نے جواب دیا: اس ظالم ولٹیرے مسلمان کے نامہ اعمال سے نیکیاں اور حسنات مظلوم مسلمان کے نامہ اعمال میں منتقل کر دی جائیں گی، یوں اس کی نیکیوں میں اضافہ کر دیا جائے گا۔ اس قریش مرد نے ایک مرتبہ پھر سوال کیا: اگر ظالم کے نامہ اعمال میں کوئی نیکی ہی نہ ہو جس سے مظلوم کا حق ادا

کیا جا سکے؟ تو فرمایا: کہ اس مظلوم کے گناہوں کو ظالم کے نامہ اعمال میں منتقل کیا جائے گا یوں ظالم کے گناہوں میں اضافہ کیا جائے گا۔

اس مطلب کے ضمن میں پتہ چلتا ہے کہ اگر کسی مسلمان کی گردن پر کافر کا حق ہو اور چونکہ وہ کافر مسلمان کی نیکیاں لینے کی صلاحیت نہیں رکھتا، لہٰذا عدل کا تقاضا یہ ہے کہ کافر کو بھی اس کا حق دلوایا جائے تو اس حق کی وجہ سے اس کے عذاب میں کمی کر دی جائے گی۔ اس سلسلہ میں ایک واقع ہو گزرا ہے جو بعینہ درج ذیل ہے، توجہ فرمائیں!

قیامت کا ایک واقعہ

ایک متقی و پرہیزگار بزرگ عالم دین مرحوم نوریؒ جناب سید ہاشم بحرانی (رضوان اللہ) سے نقل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''نجف اشرف میں ایک عطار (عطر فروش) تھا جو روزانہ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد لوگوں کو اپنی دوکان میں جمع کر کے انہیں وعظ و نصیحت کرتا تھا۔ اس کی دوکان ہمیشہ لوگوں سے بھری رہتی تھی، ہندوستان کے شہزادوں میں سے ایک شہزادہ جو نجف اشرف میں مقیم تھا، اسے ایک سفر پیش آ گیا، اس کے پاس ایک ڈبہ تھا جس میں انتہائی قیمتی اور نفیس جواہرات تھے۔ اس نے عطار کے پاس بطور امانت رکھوا دیا اور خود سفر پہ چلا گیا۔ جب سفر سے واپس پلٹا تو اس نے عطار سے اپنی امانت کی واپسی کا تقاضا کیا مگر عطار نے صاف انکار کر دیا۔ وہ شہزادہ بڑا حیران ہوا اور بے چارگی کا احساس لے کر رہ گیا اور جا کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی مرقد مطہر کے سائے میں پناہ لی۔ اور التجا کی: یا علی علیہ السلام! میں نے آپؑ کی مرقد مطہر کا قرب پانے کیلئے اپنے وطن کو اور تمام سہولتوں کو ترک کیا اور اپنی تمام دولت اس عطار کے پاس رکھوائی تھی مگر اب اس نے صاف انکار کر دیا ہے اور میرے پاس اس کے علاوہ کوئی رقم بھی نہیں ہے اور اس سلسلے میں میرے معاملے کا آپؑ کے سوا کوئی گواہ بھی نہیں، اور نہ ہی کوئی میری فریاد سننے والا ہے۔ اسے خواب میں آپؑ کی زیارت نصیب ہوئی، آپؑ نے اس سے فرمایا:

''جب شہر کا دروازہ کھلے گا تو باہر چلے جانا سب سے پہلے جس شخص سے تمہاری ملاقات ہو اس سے اپنی امانت طلب کرنا وہ تم تک امانت پہنچا دے گا'' جب اس کی آنکھ کھلی تو شہر سے باہر چلا گیا اور سب سے پہلے اس نے ایک بوڑھے عابد و زاہد پرہیزگار شخص کو دیکھا جس نے اپنے کندھوں پہ جلانے والی لکڑیوں کا گٹھا اُٹھا رکھا تھا، وہ چاہتا تھا کہ اسے اپنے خاندان کی معاش کیلئے بیچ دے۔ شہزادے کو اس سے کوئی چیز مانگتے ہوئے شرم محسوس ہوئی اور حرم مطہر میں واپس چلا گیا جا کر دوبارہ اپنی حاجت پیش کی، دوسری رات پھر اس نے پہلی رات والا خواب دیکھا۔ دوسرے دن پھر اسی شخص کو دیکھا مگر شرم کے مارے کوئی بات نہ کہہ سکا۔ اب تیسری رات بھی وہی پہلی اور دوسری شب والا ماجرا دہرایا گیا۔ تیسرے دن پھر اس نے اسی شریف انسان کو ایندھن کو اُٹھائے دیکھا اور اس کے سامنے سارا ماجرا بیان کر دیا اور اپنی امانت کا مطالبہ کیا۔ اس شخص نے لمحہ بھر کو سوچ کر کہا: کل نماز ظہر کے بعد ایک بجے اس عطار (عطر فروش) کی دوکان میں آ جاؤ تا کہ تجھے تیری امانت دلوائی جا سکے۔ دوسرے دن جب دوکان میں لوگ اس کے منتظر تھے تو وہ عابد مزدور شخص آگے بڑھا اور کہنے لگا: اے عطار! آج وعظ و نصیحت کرنے کی ذمہ داری مجھ پہ چھوڑ دو۔ اس نے بھی مان لیا، وہ بوڑھا شخص کہنے لگا: اے لوگو! میں فلاں بن فلاں ہوں، حقوق الناس سے سخت ڈرتا ہوں، خدا کی توفیق سے میرے دل میں مال دنیا کی محبت نہیں ہے اور میں اہل قناعت میں سے گوشہ نشین ہوں مگر اس کے باوجود ایک سخت پریشانی مجھ پر آن پڑی ہے۔ میں آج تمہیں اس بارے میں بتلانا چاہتا ہوں اور خدا کے عذاب کی سختی اور جہنم کی آگ کے جلانے سے ڈراتے ہوئے قیامت کے دن کے بعض واقعات آپ کے گوش گزار کرتا ہوں:

اے لوگو جان لو! میں محتاج و تنگدست ہو گیا، میں نے ایک یہودی سے دس ریال اُدھار لیے اور اس سے وعدہ کیا کہ تجھے بیس دن کے اندر لوٹا دوں گا اور دس دن کے اندر آدھا قرضہ واپس کر دیا اس کے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا البتہ اس کے متعلق پوچھ گچھ کرتا رہا۔ اس کے بعد میں

نے خواب میں دیکھا کہ قیامت بپا ہو گئی ہے، مجھے اور لوگوں کو میدانِ محشر میں حساب کے لئے جمع کیا گیا۔ میں خدا کے فضل سے اس پڑاؤ سے میری جان چھوٹ گئی، میں مومنین کے ہمراہ جنت کی طرف چل پڑا۔ جب پل صراط پہ پہنچا جہنم سے ایک نعرہ سُنا، پھر اُس قرض خواہ یہودی کو دیکھا جو آگ کے ایک شعلہ کی طرح باہر آ گیا اور میرا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ میرے پانچ ریال دینے کے بعد ہی جا سکتے ہو۔ میں نے اس کی بڑی منت ساجت کی اور کہا:

''میں تجھے تلاش کرتا رہا مگر تم مجھے نہیں ملے کہ تیرا قرضہ واپس کرتا، پھر بھی کہنے لگا کہ میں تجھے یہاں سے اس طرح گزرنے کی اجازت نہیں دے سکتا صرف میرا قرضہ ادا کر کے ہی یہاں سے گزر سکتے ہو۔ میں نے کہا کہ دیکھو یہاں تو میرے پاس کچھ بھی نہیں، میں تہی دامن ہوں۔ کہنے لگا ٹھیک ہے تم مجھے اپنے جسم پہ صرف ایک انگلی لگانے دو، اور جب اس نے اپنی انگلی میرے سینے پہ رکھی تو اسکی جلن سے میں چیخ پڑا اور میری آنکھ کھل گئی، میں نے دیکھا کہ میرے سینے پہ انگلی سے باقاعدہ زخم ہے، میں ابھی تک زخمی حالت میں ہوں، میں نے اسکا کافی علاج معالجہ کرایا مگر بے سود رہا اسکے بعد اس نے اپنا گریبان کھولا اور لوگوں کو باقاعدہ وہ زخم دکھایا، لوگوں نے اسے دیکھتے ہی نالہ وفریاد کی صدا بلند کی۔ وہ عطار (عطر فروش) بھی عذاب الٰہی کے خوف سے شدید خوف وہراس کا شکار ہوا، پھر اس ہندوستانی شہزادے کو اپنے ہمراہ اپنے گھر لے گیا، اسے امانت بھی لوٹائی اور اس سے معافی کا طلبگار بھی ہوا''۔ (دار السلام نوری، ج:۲، ص:۱۸۸)

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

''بروزِ قیامت عدلِ الٰہی کی عدالت میں ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا جائے گا اور سب اسے دیکھیں گے اور پھر کہا جائے گا: اے لوگو! جس کسی شخص کا اس پر حق ہو وہ اُٹھے اور اس سے اپنا حق لے لے۔ اہل محشر پر اس سے زیادہ سخت ترین لحات نہ ہوں گے جو لوگ اسے دیکھ رہے ہوں گے وہ اس سے مطالبہ کریں گے''۔ (لئالی الاخبار، ج:۵، ص:۸۴)

دوسروں کا بوجھ بھی اپنے کاندھوں پہ ڈالنا

اگر کسی شخص کے ذمے کسی دوسرے کی کوئی چیز باقی ہو جو دنیا میں اسے ادا نہ کر سکا ہو تو مقدمے کی سماعت کے دوران اس کے ثواب میں سے قرض خواہ کو ادائیگی کر دی جائے گی اور قرض خواہ کے گناہ اس شخص (مقروض) کے ذمے ڈال دیئے جائیں گے۔

اس بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہو رہا ہے:

﴿ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ ﴾ (سورۂ عنکبوت:۲۹، آیت:۱۳)

''گناہگار افراد اپنے گناہوں کا سنگین بوجھ اپنے کاندھوں پر اُٹھائے ہوئے ہوں گے اور ساتھ ساتھ دوسروں کا سنگین بوجھ بھی اپنے کاندھوں پر اُٹھائے ہوئے ہوں گے نیز وہ اپنے سنگین بوجھ میں اضافہ کر لیں گے، اُس دن کسی پہ ظلم نہیں ہوگا''۔

حضرت ابن عباس نے آنحضرت رسول اکرمؐ سے روایت نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

''جو بندہ اپنی بیوی پر حق مہر کی بابت کسی قسم کا ظلم وستم کرے وہ عدالت الٰہی کی عدالت کے سامنے زنا کار کی مانند ہوگا اور روز قیامت خداوند کریم اسے مخاطب کر کے فرمائے گا: ''اے میرے بندے! میں نے اپنے عہد و پیمان کے ساتھ ایک عورت کو تیری زوجیت میں دیا مگر تو نے میرے عہد و پیمان کے ساتھ وفا نہیں کی اور تو نے اس عورت کے ساتھ ظلم وستم کیا اور یوں حساب بیباق کرنے اور اس عورت کو اس کا حق ادا کرنے کیلئے اس کے شوہر کی نیکیوں میں سے اسکی بیوی کو ادائیگی کر دی جائے گی، آخر کار اگر اُسکے شوہر کے پاس کوئی نیکی نہ ہوئی تو حکم دیا جائے گا تو اُسکے شوہر کو دوزخ میں ڈال دو''۔ (بحار الانوار، ج:۷، ص:۲۱۴)

حقیقی غریب کون ہے؟

ایک دن پیغمبر ختمی مرتبتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

"کیا آپ جانتے ہیں کہ حقیقی غریب کون ہے؟ سب نے عرض کی: یا رسول اللہ ہم تو اسے غریب سمجھتے ہیں جس کے پاس درہم و دینار، مال و دولت نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن میری اُمت میں وہ لوگ مفلس ہوں گے جن کو میدانِ محشر میں اس حال میں لایا جائے گا کہ اُنہوں نے نماز، روزہ، حج بجالایا ہوگا۔ اُنہوں نے زکوٰۃ اور مالی واجبات بھی ادا کیے ہوئے ہوں گے مگر دوسری طرف اُنہوں نے کسی کو گالی وغیرہ دی ہوگی اور بداخلاقی کی ہوگی اور دوسروں کا مال کھایا ہوگا اور کسی کے خون کو مباح سمجھا ہوگا اور دوسروں کو مارا پیٹا ہوگا۔ پس (اس عظیم عدالت میں) ان کی نیکیوں میں سے اُنہوں نے جتنی مقدار میں کسی کو گالیاں دی ہوں گی اسے دے دی جائیں گی اور جتنا کسی کا مال کھایا ہوگا ان کے حساب سے اسے دے دیا جائے گا اور جتنا کسی کا خون بہایا ہوگا اسی حساب سے نیکیاں دے دی جائیں گی اور جتنا کسی کو مارا ہوگا اسی اندازے سے ان کی نیکیوں میں سے ادائیگی کر دی جائے گی، پس اگر لوگوں کے حقوق ادا کرنے سے قبل ہی اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو اس کے قرض خواہوں کے گناہ لے کر اس کے نامہ اعمال میں درج کر دیے جائیں گے اور اسے بالآخر جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ ایسا شخص درحقیقت مفلس ہے"۔ (امالی الاخبار، ج:۵، ص:۸۷)

دنیا میں کسی شخص کے پاس مال و ثروت نہ ہونے کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے۔ اہمیت اس بات کی ہے کہ انسان میدانِ محشر میں مفلس اور نادار نہ ہو، کیونکہ اگر وہاں کوئی تہی دامن ہوا تو وہ بے اعتبار اور مجروح شخصیت کے ساتھ ہوگا وہ اپنے آپ کو منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتا، ممکن ہے کہ انسان جب دنیا سے جاتا ہے اس کے ہاتھ بھرے ہوئے ہوں کیونکہ یہ ہو سکتا ہے یہ اپنی دنیاوی زندگی میں ہمیشہ عبادات و بندگی میں مشغول رہا ہو، مستحب اور واجب نمازوں کو مکمل طور پر

بجالا تا رہا ہو، مگر اسے یہ جاننا چاہیئے کہ (معصومؑ) فرماتے ہیں ”ایک دانق (جس کا وزن رتی کے برابر ہوتا ہے دام کا چھٹا حصّہ) جو درہم کا سب سے چھوٹا ایک حصّہ ہوتا ہے کے برابر کسی سے لے یا اس کے برابر کسی کا قرضہ دینا ہو تو حساب اور فیصلے کے وقت اس کی سات سو قبول شدہ نمازیں لے کر اس کے بدلے قرض خواہ کو ادا کر دی جائیں گی۔ (لمالی الاخبار، ج:۵، ص:۸۶)

اس بارے میں چند چھوٹے چھوٹے واقعات

(۱) معاویہ بن وہب کہتے ہیں: ”کہ میں نے امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کی کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ انصار کا ایک مرد فوت ہوا جبکہ اس کی گردن پہ قرض تھا تو رسول اکرمؐ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور لوگوں سے فرمایا کہ:

”تم اپنے ساتھی پہ نماز پڑھو۔ اس کے بعض خاندان والوں نے قرض ادا کر دیا تو پھر آنحضرتؐ نے اس پہ نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ ہاں یہ خبر سچ پہ مبنی ہے“۔

(۲) روایت میں ہے کہ: حضرت عیسیٰؑ ایک قبر کے پاس گئے اور صاحب قبر کو آواز دی تو خدا نے اسے زندہ کر دیا اور وہ قبر سے باہر آیا۔ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ نے فرمایا: ”میں چاہتا ہوں تیرے حالات سے آگاہی حاصل کروں کہ تیرا کیا حال ہے؟“ اس نے عرض کی: یا روحؑ اللہ میں حمال یعنی بوجھ اُٹھانے والا تھا، ایک دن میں جلانے کی لکڑیاں اپنے کاندھوں پر اُٹھائے کسی شخص کیلئے لے جا رہا تھا، میں نے راستے میں ایک تنکا اپنے دانتوں میں خلال کرنے کیلئے نکالا اور اس سے اپنے دانتوں میں خلال کیا، جس دن سے میں مرا ہوں آج تک مجھے روکے ہوئے ہیں اور مسلسل مجھ سے اس خلال کے بارے میں سوال کیا جا رہا ہے اور ابھی تک اس کا جواب مجھ سے نہیں بن پا رہا۔

(۳) ایک دوسری روایت میں ملتا ہے کہ ایک شخص نے ایک قصاب سے تھوڑی مقدار میں

گوشت خریدا۔ چونکہ وہ اس کی پسند کا نہیں تھا لہٰذا قصاب کو واپس کر دیا۔ بروزِ محشر جب خداوند کریم اس کا حساب لے گا اور مقدمہ چلائے گا تو اس شخص کے ہاتھوں کے ساتھ جو گوشت کی چربی لگی تھی اس کا بھی حساب لیا جائے گا اور اس چربی کی مقدار کے برابر اس کی نیکیاں لے کر قصاب کو دے دی جائیں گی۔

(۴) وارد ہوا ہے کہ: ایک فقیر شخص کا دنیا سے انتقال ہوا، صبح سویرے اس کا جنازہ اُٹھایا گیا، مگر لوگوں کی کثیر تعداد ہونے کی وجہ سے تدفین کا مرحلہ رات تک طول پکڑ گیا۔ تدفین کے بعد اسے خواب میں دیکھا گیا کہ اس نے کہا: ''وہ تمام اعزازات اور تکریمات جو تو نے انجام دیے تھے کی وجہ سے خداوند کریم نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا: بحمد للہ خدا نے مجھے معاف کر دیا ہے اور مجھ پہ بہت زیادہ احسان فرمایا ہے مگر ایک دن میں اپنے دوستوں کے پاس روزے کی حالت میں گیا وہ گندم کا آٹا پیسنے والی چکی میں کام کر رہے تھے، میں نے بغیر اجازت کے ایک دانہ اُٹھایا اور پھر اسے وہاں ڈال دیا۔ میرے دوست نے یاد دلایا کہ یہ میرا مال نہیں ہے۔ جب میرا دنیا سے انتقال ہوا اور میرا حساب کتاب ہوا تو گندم کے اس ایک دانے کا حساب بھی لیا گیا اور مجھ سے میرے دوست کے حق کا مطالبہ کیا گیا اور اس دانے کی قیمت لگا کر اس کے برابر میری نیکیوں میں سے میرے دوست کو دے دی گئی۔

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾

(سورۂ زلزال، آیات: ۷تا۸)

اس جگہ ان آیات کا معنی معلوم ہوتا ہے کہ اے خدا کے بندو محتاط رہو، جہاں تک ممکن ہو حقوق الناس کو ضائع مت کرو!

اگر کسی کا حق ہمارے سامنے ہے تو وہ اس کے مالک تک پہنچا دینا چاہیئے۔ چونکہ قیامت کے دن انتہائی باریک بینی سے حساب لیا جائے گا اور اگر یہ طے پا گیا ہے کہ ایک حقیر سے درہم کے

عوض سات سو قبول شدہ نمازوں کو لیا جائے گا تو پھر انسان کے نامہ اعمال بالکل خالی ہو جائے گا۔ (خداوند کریم ہی رحم فرمائے!)۔

حرام کھانے کی وجہ سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں

تمام اعمال صالح کے ضائع ہونے اور ان کے اثرات کے مفقود ہونے کی علت واسباب کو آیات وروایات نے بیان کیا ہے۔ ہم یہاں ایک آیت اور چند روایات پیش کریں گے تا کہ ہمارا مقصد مکمل طور پر واضح ہو سکے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہو رہا ہے:

﴿وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا﴾

(سورۂ فرقان ۵۲، آیت: ۲۳)

"انہوں نے جو اعمال انجام دیئے ہیں ہمیں معلوم ہے اور انہیں ہوا میں پراگندہ ذرّات اور غبار کی طرح بکھیر دیں گے"۔

آیت مجرموں کے بارے میں ہے۔ خداوند کریم ان کے اعمال کو بروزِ قیامت مجسم کر دیں گے اور کہیں گے:

"ان کے نیک اعمال کو جو انہوں نے دنیا میں انجام دیئے تھے گناہوں کی وجہ سے ہوا میں نظر نہ آنے والے ذرّات کی طرح بکھیر دیں گے جس سے ان کی قدر و قیمت زائل ہو جائے گی، خواہ دنیا میں ان کے لئے بہت زیادہ کوششیں کی گئی ہوں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اصولاً ہر اچھی اور قیمتی چیز بالخصوص نیک اور صالح اعمال کے لئے بہت زیادہ آفات ہوتی ہیں لہٰذا بہت احتیاط اور ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ کبھی کبھی تو عمل شروع ہی سے فاسد اور خراب ہو جاتا ہے، جیسے کوئی نیک اعمال ریاکاری اور خود پسندی کیلئے انجام دیا جائے۔ کبھی کبھی عمل بجالاتے ہوئے انسان غرور و تکبر اور خودنمائی کا شکار ہو جاتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے عمل کو بیکار اور بے قیمت بنا دیتا

ہے اور کبھی کبھی عمل بجالانے کے بعد گناہوں اور خلاف شرع کاموں کی وجہ سے ان اعمال کے اثرات محو اور ضائع ہو جاتے ہیں۔ جیسے ایک شخص صدقہ کرے اور پھر احسان جتائے اور کہے اگر میں تجھے صدقہ نہ دیتا اور تیری مدد نہ کرتا تو آج تم مر چکے ہوتے"۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

"قیامت کے دن خداوند کریم ایک گروہ کو ایسے حال میں اُٹھائے گا کہ ایک نور ان کے آگے آگے سفید لباسوں کی طرح چمک رہا ہوگا (یہ نور وہی اعمال کا نور ہوگا) اور پھر فرمایا: اُنہوں نے نماز، روزہ کو انجام دیا تھا مگر جونہی ان کے سامنے حرام آتا تھا تو وہ اس سے چپک جاتے تھے"۔ (تفسیر نمونہ، ج:۱۵، ص:٦١)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"بروزِ قیامت ایک جماعت کو لایا جائے گا جن کے اعمال اتنے زیادہ اور کثرت میں ہوں گے جو کوہ تہامہ سے بھی زیادہ ہوں گے۔ اس کے باوجود بھی حکم ہوگا کہ انہیں جہنم میں لے جاؤ۔ تو اصحاب نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان میں نمازی بھی ہوں گے؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں نمازی اور روزہ دار بھی ہوں گے اور رات کو بھی کئی گھنٹے عبادت میں بسر کرتے تھے مگر ان کا قصور یہ ہوگا کہ جب دنیا کی کوئی چیز ان کے سامنے پیش کی جاتی تو اسے بڑی مضبوطی سے تھام لیتے تھے (چاہے وہ حلال ہو یا حرام)"۔ (لئالی الاخبار، ج:۵، ص:۸۷)

جو کچھ پیغمبر اکرمؐ نے شب معراج میں دیکھا

حضرت رسول اکرمؐ سے روایت میں ہے کہ:

"جس شب مجھے معراج پہ لے جایا گیا تو میں نے وہاں ایک ایسی قوم دیکھی جسے لٹکایا گیا تھا، جن کے نتھنوں میں **آتشیں ہُکیں** فٹ کی ہوئی تھیں اور یوں وہ جہنم کے اندر لٹکے ہوئے تھے۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: یہ

وہ لوگ ہیں جن کے لئے خداوند کریم نے حلال مال سے روزی کا بندوبست کیا تھا مگر یہ حرام کی تلاش میں لگے رہتے تھے"۔ (لئالی الاخبار، ج:۵،ص:۸۸/تفسیر برہان، ج:۲،ص:۳۹۱)۔ پھر فرمایا کہ اس کے بعد میں ایک دوسری قوم کے پاس سے گزرا کہ جس کے سامنے دسترخوان لگا ہوا تھا اس دسترخوان پر پاک و پاکیزہ گوشت چنا ہوا تھا جبکہ کثیف اور گندہ گوشت اس دسترخوان کے دوسرے کنارے پہ رکھا ہوا تھا، یہ لوگ وہ پاک و پاکیزہ گوشت کھانے کی بجائے وہ گندہ اور بدبودار گوشت کھا رہے تھے۔ میں نے کہا: اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ جواب دیا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں حلال چھوڑ کر حرام کھاتے تھے، یارسول اللہؐ یہ آپ کی اُمت میں سے ہیں!

(لئالی الاخبار، ج:۵،ص:۸۸/تفسیر برہان، ج:۲،ص:۳۹۱)

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو بندہ کہتا ہے سبحان اللہ تو اس کے بدلے خداوند کریم جنت میں ایک درخت لگا دیتا ہے، جو بندہ کہے الحمد للہ خداوند کریم اس کے لئے درخت لگا دیتا ہے اور جو بندہ لا الہ الا اللہ کہے اس کے لئے بھی ایک درخت لگایا جاتا ہے اور جو بندہ اللہ اکبر کہے اس کے لئے بھی ایک درخت کاشت کیا جاتا ہے۔ محفل میں موجود ایک قریش کے مرد نے عرض کی: اے فرزند رسولؐ جیسا کہ آپؑ نے فرمایا پھر تو جنت میں ہمارے درخت ہی درخت ہوں گے۔ آپؑ نے فرمایا ہاں مگر ایک شرط کے ساتھ کہ آپ ان کے لیے آگ نہ بھیجیں جو تمام درختوں کو جلا ڈالتی ہے"۔

(تفسیر صافی، ج:۲،ص:۵۷۱)

اسی مطلب کو خداوند کریم یوں بیان فرما رہے ہیں:

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ﴾

(سورۂ محمدؐ:۴۷، آیت:۳۳)

"اے ایمان لانے والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو

برباد نہ کرو!"۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ:

"نیک عمل کی حفاظت اور اسے محفوظ رکھنا خود اس عمل کے انجام دینے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ راوی نے سوال کیا کہ عمل کو باقی رکھنے سے کیا مراد ہے؟ آپؑ نے فرمایا: مسلمان جب کسی کو کچھ عطا کرتا ہے یا پھر راہ خدا میں مال خرچ کرتا ہے تو اسکے نامہ اعمال میں اسے لکھ دیا جاتا ہے اسکے بعد وہ اپنے اس پوشیدہ عمل کو کسی کے سامنے بیان کر دیتا ہے جس سے اس نیک عمل کا اجر کم ہو جاتا ہے اور یہ اعلانیہ خرچ کرنیوالے عمل میں تبدیل ہو جاتا ہے اسکے علاوہ وہ اپنے اچھے کام کو دوسروں کیلیے سوالیہ نشان بنا دیتا ہے جس سے عمل کا خلوص بالکل ختم ہو کر رہ جاتا ہے اور اسکے نامہ اعمال میں ریاکارانہ انفاق لکھ دیا جاتا ہے"۔ (کافی، جلد: ۲، باب: ریا، ص: ۳۰۰، حدیث: ۱۲)

دنیا ہی کا ہو کر رہ جانا عمل کو ضائع کر دیتا ہے

من جملہ اُن چیزوں کے جو انسان کے نیک عمل کو ختم کر دیتی ہیں ان میں سے ایک دنیا ہی کا ہو کر رہ جانا ہے۔ دنیا اور اس کی خوبصورتیوں یا چمک دمک اور ٹھاٹھ باٹھ سے دل لگانا ہے، وہ اس طرح کہ انسان دنیا ہی کو اپنا مقصد حیات بنا لے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

"جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کے خواہاں ہیں ہم ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ بغیر کمی وبیشی کے یہیں دے دیں گے البتہ انہیں یہ ضرور جان لینا چاہیئے کہ آخرت میں ان کیلیے جہنم کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اُنہوں نے دنیا میں مادی مقاصد اور غیر خدا کے لئے جتنے بھی اعمال انجام دیئے ہیں برباد ہو جائیں گے اور ان کے سارے اعمال باطل و بے اثر ہو جائیں گے"۔

(سورۂ ھود: ۱۱، آیت: ۱۵)

عمل اگر خدا کے لئے انجام دیا جائے تو اس کی اہمیت اور قیمت ہے اور اگر غیر خدا کے لئے

انجام دیا جائے خواہ وہ کتنا ہی زیادہ ہو اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اور وہ سارے کا سارا عمل نابود ہو جائے گا!

آنحضرتؐ کے پیروکاروں کے تین گروہ ہو جائینگے

پیغمبر گرامی قدرؐ سے حدیث منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

''میرے پیروکار تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے: پہلا خدا کا مخلص گروہ، دوسرا ریاکار افراد کا گروہ، تیسرا گروہ دنیا کی خاطر خدا کی عبادت کرتا تھا۔ قیامت کے دن خداوند کریم ان افراد سے جو اللہ کی عبادت دنیا کی خاطر کرتے تھے سے خطاب فرمائیں گے کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! تم صرف یہ بتاؤ میری عبادت کرنے میں تمہارا کیا مقصد تھا؟ وہ جواب دیں گے ہمارا مقصد دنیا تھی۔ خداوند کریم فرمائیں گے پس جو کچھ تم نے جمع کیا ہے وہ تمہیں ہرگز فائدہ نہیں دے گا اور اب تم دنیا کی طرف بھی پلٹ کر ہرگز نہیں جاسکتے ہو، لہٰذا اب اسے آگ کی طرف لے جاؤ۔ اس کے بعد جو لوگ خدا کی عبادت ریاکاری اور دکھلاوے کی نیت سے کرتے تھے ان کو خطاب فرمائیں گے کہ: بتاؤ تم میری عبادت کس مقصد کے تحت کرتے تھے؟ تو وہ جواب دیں گے ہم ریاکاری کی نیت سے آپ کی عبادت کرتے تھے تو خداوند کریم فرمائیں گے وہ عبادت جو تم نے ریا کی نیت سے انجام دی تھی اس میں سے کوئی چیز اوپر مجھ تک پہنچی ہی نہیں تبھی تو آج تمہارے لئے ہرگز فائدہ مند نہیں ہے اب اسے بھی اپنے ساتھ آگ میں لے جاؤ، اور جو لوگ خدا کی عبادت خلوص نیت سے انجام دیا کرتے تھے انہیں خطاب کر کے فرمائیں گے: مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! تم بتاؤ تم کس مقصد کے تحت میری عبادت کرتے تھے؟ تو جواب دیا جائے گا: تیری عزت اور جلال کی قسم آپ اسے بہتر جانتے ہیں، ہم تیری عبادت صرف تیرے ہی لئے اور آخرت کی سرائے کیلئے کرتے تھے، تو خدوند کریم فرمائیں گے: میرا بندہ سچ کہہ رہا ہے لہٰذا اس کو جنت میں لے جاؤ!

نیک کام گناہوں کو ختم کردیتے ہیں

صرف گناہوں ہی کے ذریعے نیک اعمال ختم نہیں ہوتے بلکہ بعض اوقات نیک کام اس طرح قوت وقدرت پیدا کرلیتے ہیں کہ ان کے مقابلہ میں بُرے اور ناشائستہ کام بالکل ہیچ نظر آنے لگتے ہیں یوں لگتا ہے کہ اس کے سابقہ تمام گناہوں کو خداوند کریم نے ان کے آثار سمیت ختم کردیا ہے اور مٹادیا ہے اس موضوع کے متعلق آیات نازل ہوئی تھیں جن کا مختصر ساذکر درج ذیل ہے:۔

راہ خدا میں قتل ہونا!

﴿فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ﴾ (سورہ آل عمران ۳، آیت: ۱۹۵)

"پس جو لوگ مسلمان ہونے اور مسلمان باقی رہنے کی وجہ سے اپنے گھروں اور کاشانہ جات سے نکالے گئے، اپنے شہروں اور دیار سے نکالے گئے، خدا کی راہ میں کلمہ حق کی سربلندی کیلئے اور دین کی ترویج کیلئے اُنہوں نے فعالیت کی تکالیف برداشت کیں اور قتل ہو گئے تو میں ان کی برائیوں کو اس فداکاری کی وجہ سے بخش دوں گا اور انہیں ان جنتوں میں شامل کردوں گا جن کے محلات کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ خدا کی طرف سے ان کیلئے جزاء ہے اور اس کے پاس بہترین ثواب ہے"۔

اس آیت میں قسم کھا کر کہا گیا ہے کہ ان لوگوں کے تمام گناہوں کو اور گھٹیا کاموں کو معاف کر دُوں گا۔ راہ خدا میں قتل کیئے گئے۔ اس کی راہ میں مصائب اور دُکھوں کو برداشت کیا اور اس کی راہ میں تمام زخم سہے جو تلوار سے لگے تھے یا پھر گولی اور نیزے وغیرہ کے ذریعے لگے تھے اُنہیں

ان کے گناہوں کا کفارہ قرار دیا گیا ہے۔اس طرح کہ وہ کلی طور پر گناہوں سے پاک ہو جائیں گے، وہ نہ صرف گناہوں سے پاک ہوں گے بلکہ گناہوں کے ساتھ ساتھ مصائب اور دکھوں سے بھی پاک ہو جائیں گے اور انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا جس کے محلات کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور ان میں لگے ہوئے درخت پھلوں سے لدے ہوئے ہوں گے۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ جنت گنہگار لوگوں کا ٹھکانہ ہرگز نہیں ہے۔ ضروری ہے کہ اہل جنت کا نامہ اعمال ہر قسم کی آلودگی اور گھٹیا اعمال سے پاک ہونا چاہیے، اگر ان کے نامہ اعمال میں گناہ ہوئے تو وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکیں گے لہٰذا ضروری ہے کہ سب سے پہلے گناہوں کے متعلق بحث ہو کہ انہیں نیک اعمال میں تبدیل کیا جائے پھر وہ بندہ قرب الٰہی والی صف میں داخل ہوگا اور اس کے بعد وہ جنت میں داخل ہوگا اور اس کی ابدی و سرمدی نعمات سے بہرہ مند ہوگا۔جیسا کہ آیت کریمہ میں ارشاد ہو رہا ہے:

''ہم ان کے تمام گناہوں کو معاف کر دیں گے اور پاک ہونے کے بعد انہیں جنت میں داخل کریں گے اور پھر اس پہ جنت کی نعمات کو نثار کریں گے''۔

جہاد اور راہ خدا میں قتل ہونا عظیم ترین اعمال صالح میں سے ہے۔اس کے ذریعے اتنی طاقت ضرور حاصل ہو جاتی ہے کہ اس کے سابقہ تمام گناہوں کو معاف کر دیا جائے اور ان کی جگہ ثواب لکھ دیا جائے۔ایک دوسری آیت میں ارشاد ہو رہا ہے:

﴿يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ﴾ (سورۂ فرقان:۲۳، آیت:۷۰)

گناہان کبیرہ سے اجتناب

من جملہ ان چیزوں کے جو گناہوں اور ان کے اثرات کو نابود کرتی ہیں ان میں سے ایک کبیرہ گناہوں سے اجتناب اور دُوری بھی ہے، یہی چیز باعث بنتی ہے کہ خداوند کریم گناہانِ صغیرہ کو معاف کر دیتا ہے اور ان کے اثرات تک کو محو کر دیتا ہے۔اس بارے میں قرآن مجید میں

ارشاد ہو رہا ہے:

﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْھَوْنَ عَنْہُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَ نُدْخِلْکُمْ مُّدْخَلًا کَرِیْمًا﴾ (سورہ نساء:۴، آیت:۳۱)

''اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں روکا گیا ہے پرہیز کرلو گے تو ہم تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہوں کی پردہ پوشی کردیں گے اور تمہیں باعزت مقام تک پہنچائیں گے''۔

جن گناہوں کی شریعت مقدس اسلام میں ممانعت کی گئی ہے اس کی دو قسمیں ہیں: ایک گناہان کبیرہ اور دوسری گناہان صغیرہ ہے۔ بعض آیات اور روایات میں انہیں سیّات سے تعبیر کیا گیا ہے (جیسا کہ مذکورہ آیت میں ہے)۔ گناہان کبیرہ (جیسے قتل، زنا، غیبت، تہمت، مال حرام اور یتیموں کا مال کھانا)۔

خداوند کریم نے ان گناہان کبیرہ سے اجتناب کا حکم اور روک ٹوک کے ساتھ ساتھ انہیں بجا لانے والوں کیلئے عذاب کی دھمکی اور سزا بھی متعین کر رکھی ہے، جو ان کا ارتکاب کرنے والوں کو باقاعدہ دی جائے گی اور ساتھ ہی انہیں دوزخ کی آگ میں بھی ڈالا جائے گا۔ اگر انسان گناہان کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے اور اپنے نامہ اعمال کو ان سے آلودہ نہ کرے تو چھوٹے چھوٹے گناہ جنہیں ممکن ہے نہ چاہتے ہوئے بھی انجام دیتا رہتا ہے وہ نظر انداز ہو جائیں گے اور گناہان کبیرہ سے بچنے کے سبب خداوند کریم ان کے گناہان صغیرہ کو کسی حساب وشمار میں نہیں لائے گا اور ان کی وجہ سے انہیں نیکیوں میں تبدیل کردے گا۔

یہ امر درحقیقت اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ جب انسان کے نامۂ اعمال میں گناہان کبیرہ درج نہ ہوں اور ان کی جگہ پر پسندیدہ اعمال درج کیئے جائیں تو چھوٹے چھوٹے گناہ بے اثر ہو جائیں گے جس کا مطلب ہے چھوٹے گناہوں میں اتنی طاقت وقوت نہیں ہوتی کہ وہ انسان کو جہنم میں بھیج سکیں۔ گناہان صغیرہ اس شرط پہ معاف کیئے جائیں گے کہ ان کا اصرار نہ کیا جائے

اگر انسان گناہانِ صغیرہ کو بار بار انجام دے تو اس تکرار کے بعد پھر یہ صغیرہ نہیں رہیں گے بلکہ کبیرہ بن جائیں گے[1]

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وَ لَا صَغِیْرَۃَ مَعَ الْاِصْرَارِ'' (کافی، ج:۲، ص:۹۳، باب الاصرار علی الذنب حدیث:۱)

''کوئی گناہ بھی اصرار و تکرار کے بعد صغیرہ نہیں رہتا بلکہ کبیرہ بن جاتا ہے''۔

حضرت علی علیہ السلام نہج البلاغۃ (کلمات قصار) میں ارشاد فرماتے ہیں:

''شدید ترین گناہ وہ ہیں کہ جن کے ارتکاب کرنے والے انہیں چھوٹا سمجھتے ہوں اور انہیں اہمیت نہ دیتے ہوں''۔ (نہج البلاغۃ، کلمات قصار، نمبر:۳۴۸)

اس موقع کی مناسبت سے اختصار سے ایک واقعہ ذکر کر رہے ہیں جس سے واضح ہوگا کہ کس طرح صغیرہ گناہوں پر اصرار و تکرار انہیں گناہانِ کبیرہ میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اس واقعہ پر توجہ فرمائیں:

منقول ہے کہ (ایک دن رسول اکرمؐ اپنے اصحاب کے ہمراہ ایک راستے سے گزر رہے تھے، چلتے چلتے ایک خشک بے آب و گیاہ بیاباں صحراء میں پہنچ گئے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ سب اُتر آئیں اور سب اُتر آئے، آپؐ نے فرمایا: اس بیاباں میں چکر لگاؤ اور جلانے والی خشک لکڑیاں اکٹھی کرو۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہؐ اس خشک بیاباں میں خشک لکڑیاں نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر بھی چکر لگاؤ اور جو بھی چھوٹی بڑی ملیں انہیں اُٹھا لاؤ اور جمع کرو۔ سب تلاش میں سرگرداں ہو گئے جس کو جو اور جتنی ملیں جمع کرنے لگے اور لا لا کر ایک جگہ ڈھیر کرنے لگے، یوں ان لکڑیوں کا بہت بڑا ڈھیر لگ گیا۔ آپؐ نے فرمایا: میرا مقصد یہ تھا کہ تمہیں سمجھا سکوں کہ کس طرح چھوٹے

---

[1] مثلاً کلین شیو کرنا جو خدا اور رسولؐ کے احکام کی صریحاً خلاف ورزی ہے پھر بھی اسے بار بار دھرایا جاتا ہے۔ بغیر چھلکے والی مچھلی کی شکل میں مسخ ہونے والی اُمت اسی گناہ کی وجہ سے مسخ ہوئی تھی۔ (مترجم)

چھوٹے گناہ جو پہلے مرحلے پہ نظر نہیں آتے مگر جب جمع کیئے جائیں تو بہت زیادہ ہو جاتے ہیں۔(اصول کافی، ج:۲، ص:۲۹۲، باب:۱۱۳، استصغار الذنوب، حدیث:۳)

اعمال صالح کی وجہ سے گناہوں کا مِٹ جانا

قیامت کے دن جو چیزیں گناہوں کے مٹ جانے کا سبب بنیں گی ان میں ایمان اور عمل صالح بھی شامل ہیں۔اس بارے میں آیات بھی موجود ہیں۔اس آیت کریمہ پر توجہ فرمائیں:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾(سورہ عنکبوت، آیت:۷)

”اور جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے نیک اعمال انجام دیے، ان کے گناہوں کی ہم پردہ پوشی کریں گے اور معاف کریں گے اور انہیں ان کے نیک اعمال کی بہترین جزاء اور مزدوری عطا کریں گے“۔

مذکورہ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان نے حالت کفر میں جو اعمال انجام دیے تھے (ایمان لانے کے بعد) وہ معاف کر دیے گئے ہیں جیسا کہ ایک دوسری آیت میں ارشاد ہو رہا ہے:

”اور اگر اہل کتاب حقیقت اور یقین سے ایمان لے آتے اور تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرتے تو ہم ان کے ان گناہوں کو معاف کر دیتے جو انہوں نے ایمان اور اسلام لانے سے قبل انجام دیے تھے اور انہیں ان کے نامہ اعمال سے مٹا دیتے، اور انہیں نعمتوں اور رحمتوں سے بھری جنت میں داخل کر دیتے“۔(مائدہ آیت:۶۵)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

”اَلْاِسْلَامُ يَجُبُّ مَا قَبْلَهٗ“(تفسیر صافی، ج:۱، ص:۴۵۶)

”اسلام قبول کرنے سے نئے مسلمانوں (جو مشرک، کافر اور گنہگار تھے) کے سابقہ گناہ خواہ کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں معاف کر دیے جاتے ہیں“۔

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"لوگوں کا ایک گروہ مسلمان ہونے اور ایمان لانے کے بعد خدمت پیغمبر اکرمؐ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: اے رسول خداؐ! اگر ہم میں سے کسی شخص نے اسلام قبول کرنے سے قبل برے اعمال اور خلاف شرع افعال انجام دیئے ہوں تو کیا مسلمان ہونے کے بعد اس کا مؤاخذہ اور حساب کتاب ہوگا؟ آپؐ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا: جس بندے کا اسلام خوب اور ایمان مکمل ہو تو اُنہوں نے جتنے بھی گھٹیا کام اور بُرے افعال دورِ جاہلیت میں انجام دیئے تھے خداوند کریم ان کا ہرگز مؤاخذہ نہیں کریں گے۔ ہاں البتہ جس کا ایمان کمزور اور یقین ناقص ہو تو اس نے اسلام قبول کرنے سے پہلے جتنے گناہ انجام دیئے تھے اور بعد میں بھی جتنے گناہ انجام دیئے ہیں سب کا مؤاخذہ ہوگا"۔

اس آیت مبارکہ کے آخر میں ایک دلچسپ تعبیر موجود ہے کہ نیک اعمال کی جزاء بہت ہی بہترین انداز میں دی جاتی ہے چونکہ انسان کے نیک اعمال دو طرح کے ہیں اچھے اور بہت ہی اچھے یعنی خوب اور خوب تر بھی۔ اگرچہ خداوند کریم دونوں کی جزاء دیں گے مگر جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالح انجام دیتے رہے وہ اپنے اچھے (خوب) اعمال کی جزاء جو مرتبے کے لحاظ سے نچلے درجے پہ ہیں کی جزاء بھی عالی اور بہترین انداز میں ملے گی، چونکہ خدا نے اس کے خوب (اچھے) اعمال بھی (خوب تر) بہت ہی اچھے درجے پہ قبول کیئے تھے۔ یہ خداوند کریم و غفور کا فضل ہے۔ ایک دوسری آیت میں اسے اپنا فضل اور لطف و کرم شمار کیا ہے:

﴿لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَیَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ﴾ (سورۂ نور، آیت: ۳۸)

"خدا انہیں ان کے بہترین اعمال کی جزاء دیتا ہے اور اپنے فضل سے ان کا اجر و جزاء میں مزید اضافہ کرتا ہے"۔

یہ بھی فرمایا ہے:

''خداوند کریم نیک کام کو دس گنا کر دیتے ہیں اور کبھی ستر گنا بھی کر دیتے ہیں اور کبھی اس کا اجر کئی برابر کر دیتے ہیں۔ یہ بھی فرماتے ہیں: جو نیک کام کرے گا اسے دس گنا اجر دیا جائے گا''۔ (سورۂ انعام: ۶، آیت: ۱۶۰)

اور دوسری آیت میں خیرات کرنے والوں کے متعلق ارشاد فرمایا:

''ان لوگوں کی مثال جو راہ خدا میں خیرات کرتے ہیں ایک دانے کی سی ہے جس پہ سات خوشے لگتے ہیں اور ہر خوشے میں سو دانے ہوتے ہیں (ایک دانہ سات سو دانے بن جاتا ہے)''۔ (سورۂ بقرۃ: ۲، آیت: ۲۶۱)

خداوند کریم اس مقدار کو جس شخص کیلئے برابر کرنا چاہے اضافہ کرتا ہے۔ ایک نیک عمل کے نتیجے اتنی زیادہ کثیر تعداد میں جو جزاء دی جارہی ہے یہ صرف ان لوگوں کیلئے ہے کہ جو خالص اور بغیر ریاء کے اعمال انجام دیتے ہیں اور یہ صرف خدا کی مرضی کو مدنظر رکھتے ہیں۔

وہ اعمال جو گناہوں کی نابودی کا سبب بنتے ہیں

ان اعمال میں ایک توبہ ہے جو گناہوں کو مٹادیتی ہے اور خدا کی طرف پلٹ جانا ہے یہ بھی گناہوں کو ختم کرتی ہے۔ اگر انسان حقیقی توبہ کرے اور جو اس نے غلط کام کیئے تھے ان پہ پشیمانی کا اظہار کرے اور ان کی تلافی کرنے کیلئے اپنی طرف سے کوشش بھی کرے تو وہ یوں گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے گویا آج ہی شکم مادر سے دنیا میں آیا ہو اور پھر قیامت کی عدالت میں اس کے گناہوں کا تذکرہ تک نہیں ہوگا اور اس کے حالات سے کسی کو آگاہ نہیں کیا جائے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہو رہا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ

عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ (سورۂ تحریم:۱۱، آیت:۸)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہوئے ہو! خلوص دل کے ساتھ توبہ کرو اور خدا کی طرف پلٹ جاؤ، یہ خدا کی طرف پلٹنا دل کی گہرائیوں سے مبنی بر حقیقت ہو تو امید ہے کہ خدا تمہارے گناہوں کو معاف کر دے اور انہیں ان جنتوں میں داخل کر دے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، توبہ نصوح یعنی حقیقی توبہ جو ایسی ہو کہ جس کے بعد پھر انسان کبھی بھی گناہ کی طرف نہ پلٹے"۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"توبہ نصوح یہ ہے کہ انسان ظاہر و باطن سے یکساں ہو جائے بلکہ اس کا باطن اس کے ظاہر سے بہتر ہو اور یوں کوئی شخص توبہ کرے اور دل و زبان سے خدا کی طرف پلٹ جائے اور اپنے رب سے معافی کی درخواست کرے"۔ (تفسیر صافی، ج:۲، ص:۷۱۹؟ تفسیر برہان، ج:۴، ص:۳۵۵)

نیز آنحضرتؑ فرماتے ہیں:

"جب انسان توبہ نصوح کرے خدا اسے اپنا دوست بنا کر دنیا و آخرت میں اس کے گناہوں کو چھپا دیتا ہے عرض کی گئی کہ کس طرح مخفی رکھے گا؟ آپؑ نے فرمایا: مؤکل ملائکہ جنہوں نے ہر چیز محفوظ کر کے تحریر کر رکھی ہے وہ بھی اس کے گناہوں کو فراموش کر دیں گے اور ریکارڈ سے نکال دیں گے۔ پھر انسان کے اعضاء و جوارح کو مخاطب کیا جائے گا کہ اس نے جتنے بھی گناہ کیئے ہیں انہیں چھپا لو اور زمین کو وحی ہو گی کہ اس نے تیرے اوپر جتنے بھی گناہ کیئے تم بھی انہیں چھپا لو اور اس حالت میں وہ خدا سے ملاقات کرے گا اور کوئی ایسا فرد نہیں ہو گا جو اس کے خلاف گواہی دے سکے"۔ (تفسیر صافی، ج:۲، ص:۷۱۹/ تفسیر برہان، ج:۴، ص:۳۵۵)

ابوبصیرؒ نے آپؑ سے روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"کہ توبہ نصوح یہ ہے کہ انسان بدھ جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھے اور اس کے بعد توبہ کرے"۔ (تفسیر برہان، ج:۴، ص:۳۵۵)

معاذ بن جبل نے حضرت رسول اکرمؐ سے پوچھا یا رسول اللہ توبۂ نصوح کسے کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا وہ یہ ہے انسان گناہوں سے کنارہ کشی کرے اور پھر کبھی بھی پلٹ کر ان کی طرف نہ جائے۔ جیسے کہ دودھ (جب حیوان سے دودھ لیا جاتا ہے) تو پھر دوبارہ وہ تھنوں کی طرف واپس نہیں جاتا ہے اور نہ ہی دوبارہ ان میں داخل ہوتا ہے۔ (تفسیر مجمع البیان، ج:۱۰، ص:۳۱۸)

ایک دوسرے عمل کے بارے میں فرمایا:

﴿مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (سورۂ فرقان: ۲۵، آیت: ۷۰)

"جو کوئی توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل بھی انجام دے پروردگار ایسے افراد کی برائیوں کو اچھائیوں میں تبدیل کر دیتا ہے اور خدا بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے"۔

مذکورہ آیت کریمہ میں گناہوں کے مٹانے کیلئے تین شرائط ذکر کی گئی ہیں: ایک توبہ اور خدا کی طرف پلٹ جانا، دوسرا خدا پہ ایمان اور اس کے رسولؐ پہ ایمان لانا، تیسرا اعمال صالح بجالانا۔ جب یہ تین شرائط جمع ہو جائیں تو پھر تمام برے کام اور گناہ ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ حقیقی اور سچی توبہ کے پیچھے ایمان و عمل صالح ہیں۔ اس لئے اگر توبہ سچ مچ ہو کہ انسان اپنے باطن و قلب میں نادم اور پشیمان ہو تو پھر یقینی طور پر اس کے اعمال صالح اس کے گذشتہ عمل کی تلافی اور کمی کو پورا کرنے کا کردار ادا کریں گے۔ اور اگر توبہ صرف زبانی استغفار کی حد تک ہو اور دل پشیمان نہ ہو تو پھر اس توبہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے چونکہ صرف زبانی توبہ میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ گناہوں کو نابود اور محو کر سکے۔ اسی طرح اگر زبان پہ استغفار کے ساتھ ساتھ دلی پشیمانی بھی ہو لیکن یہ پشیمانی وقتی اور جلد زائل ہو جانے والی ہو تو پھر بھی گناہوں کو نابود نہیں کر پائے گی۔ بقول شاعر ؎

توبه برلب سبحه بر کف دل پر از شوق گناه   معصیت را خنده می آید از استغفار ما

زبان پر توبہ، ہاتھ میں تسبیح اور دل شوق گناہ سے بھرا ہوا ہو تو پھر ہماری ایسی استغفار پر گناہ کو

بھی پھنسی آئے گی۔

نماز

جو اعمال گناہ کو ختم کر سکتے ہیں ان میں ایک نماز ہے۔ انسان کے گناہ نماز کے ذریعے پگھل کر مٹ جاتے ہیں۔ اس سلسلے کو قرآن نے بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے:

﴿وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ﴾ (سورۂ ھود: ۱۱، آیت: ۱۱۴)

''اور پیغمبر نماز کو دن کے دونوں اطراف میں اور رات کی ابتداء میں قائم کریں، کیونکہ نیکیاں جن کا ایک مصداق نماز ہے برائیوں اور ان کے آثار کو ختم کر دینے والی ہوتی ہیں اور یہ ذکر خدا کرنے والوں کیلئے ایک نصیحت ہے''۔

اس بارے میں وارد ہونے والی چند روایات کی طرف بھی ہم اشارہ کر رہے ہیں۔ نفسیاتی اعتبار سے گناہ اور گھٹیا کام انسان کے روح اور اس کی نفسیات میں ایک طرح کی تاریکی پیدا کر دیتے ہیں۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہے اور انسان پے در پے اپنے ان گناہوں کا ارتکاب کرتا چلا جائے تو ان کے آثار بھی جمع ہوتے ہوتے انسان پر ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں کہ جو آہستہ آہستہ بالآخر انسان کی صورت کو وحشت ناک طریقے سے مسخ کر دیتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں نیک اور پسندیدہ کام کہ جن کا سرچشمہ خدائی تحریک ہوتی ہے جو کہ انسان کے روح اور نفسیات کو لطافت بخش کر گناہوں کے آثار کو دھو ڈالتے ہیں۔ گناہوں کی سیاہی اور تاریکی کو سفیدی اور روشنی میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ قرآن کریم نماز کے بعد فوراً فرماتا ہے:

''نیکیاں جن کا ایک عظیم مصداق نماز ہے گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں''۔

سلمانؓ اور پیغمبر اکرمؐ کی فرمائش

نماز کی عظمت و اہمیت کا اندازہ ان روایات سے ہوتا ہے جو اس سلسلے میں وارد ہوئی ہیں۔ بالخصوص وہ روایات جو پیغمبر اکرمؐ سے نقل ہوئی ہیں:۔

ابو عثمان کہتے ہیں:

''میں اور سلمانؓ فارسی ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے، سلمانؓ نے درخت کی ٹہنی پکڑی اور اسے اتنا ہلایا کہ درخت کے سارے پتے گر گئے پھر میری طرف منہ کر کے کہنے لگے: اے ابو عثمان! تم نے مجھ سے پوچھا ہی نہیں کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے کہا آپ خود ہی بتا دیں تا کہ پتہ چلے کہ اس سے آپ کی مراد کیا تھی؟ سلمانؓ نے کہا یہ وہی کام تھا جو پیغمبر اکرمؐ نے انجام دیا تھا۔ میں ایک دفعہ ان کی خدمت میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ پیغمبر اکرمؐ نے مجھ سے یہی سوال کیا کہ سلمان تم نے مجھ سے پوچھا ہی نہیں کہ میں نے یہ کام کیوں کیا؟ عرض کی: آپؐ خود ہی فرما دیں۔ آپؐ نے فرمایا: اے سلمان! جب کوئی بندہ صحیح وضو کرے اور اس کے بعد نماز پنجگانہ ادا کرے تو اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح اس درخت کی شاخوں کے پتے جھڑ گئے ہیں اور پھر مذکورہ بالا آیت کی تلاوت فرمائی''۔ (تفسیر مجمع البیان، ج:۵، ص:۲۰۰ تا ۲۰۱)

ایک دوسری روایت ابی امامہ سے نقل ہوئی ہے کہ:

''ایک دن ہم مسجد میں پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص داخل ہوا اور عرض کی یا رسول اللہؐ! میں نے ایک گناہ کا ارتکاب کیا ہے جس کی وجہ سے میرے اوپر حد واجب ہوگئی ہے، لہٰذا وہ حد جاری فرما دیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ کہنے لگا جی ہاں یا رسول اللہؐ! آپؐ نے فرمایا: خدا نے تیرے گناہ اور حد کو نماز کی وجہ سے بخش دیا ہے (ایضاً)''۔

اس بارے میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث نقل کی گئی ہے:

''ہم لوگ مسجد میں پیغمبر اکرمؐ کے ہمراہ نماز کا انتظار کر رہے تھے ایک مرد اُٹھا اور اُس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے ایک گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ آپؐ نے رُخِ انور دوسری طرف پھیر لیا اور جب نماز ختم ہوگئی تو پھر وہ مرد اُٹھا اور اپنی بات دھرائی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے ابھی ہمارے ساتھ نماز ادا نہیں کی اور اس کے لئے وضو نہیں کیا؟ کہنے لگا جی ہاں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: یہی نماز تیرے گناہ کا کفارہ ہے!''۔ (مجمع البیان، ج:۵، ص:۲۰۱)

نماز نہر کے پانی کی مثل ہے

حضرت امیر المومنین علیہ السلام پیغمبر اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

''میری اُمت کے لیے نماز پنجگانہ نہر کے پانی کی مثل ہے جو ان میں سے کسی ایک کے گھر میں ہوگی۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اگر تمہارے بدن پہ کسی قسم کی کوئی میل کچیل ہو اور تم اسے دن میں پانچ مرتبہ غسل دیتے اور دھو دیتے ہو تو کیا وہ کثافت پھر بھی تمہارے بدن پر باقی بچ جائے گی؟ بالکل نہیں۔ خدا کی قسم نماز پنجگانہ میری اُمت کے لئے یوں ہی ہے''۔

(تفسیر مجمع البیان، ج:۵، ص:۲۰۱/ تفسیر صافی، ج:۱، ص:۸۱۶)

مذکورہ آیت کے ذیل میں متعدد روایات میں آیا ہے کہ اگر دو نمازوں کے درمیان کے وقت میں کسی گناہ کا ارتکاب کیا جائے تو بعد والی نماز پڑھنے کے بعد گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ نمازِ صبح رات کے گناہوں، نمازِ ظہر اس سے پہلے والے گناہوں اور نمازِ مغرب ظہر کے بعد والے گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔

ایک ضروری وضاحت پر توجہ فرمائیں کہ نماز گناہ اور اس کے اثرات جو انسان کے روح پہ مرتب ہوتے ہیں کو ختم کر دیتی ہے، بشرطیکہ حضورِ قلب کے ساتھ صرف خدا کیلئے اداء کی جائے۔ اور اس نماز کے تمام اجزاء و شرائط بھی مکمل طریقہ سے ادا ہوئے ہوں، اور اس نماز کے دوران

نمازی سمجھ رہا ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور کس سے کہہ رہا ہے، یہ نماز معرفت خدا کی اساس پہ ادا کی گئی ہو۔ جی ہاں اس نماز میں انسان تکبیرۃ الاحرام کہتے ہی جیسے تمام قید و بند سے آزاد ہو گیا ہو۔ اس قسم کی نماز میں اتنی طاقت و قدرت ہوتی ہے کہ وہ انسان کے نامہ اعمال میں درج تمام گناہانِ صغیرہ اور کبیرہ کو ختم کر دے اور اسے پاک و پاکیزہ بنا دے۔ المختصر یہ نماز ایسی مثالی اور قیمتی ہو کہ:

﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ﴾ (سورہ عنکبوت: ۲۹، آیت ۴۵)۔

"بے شک نماز برائیوں اور بے حیائیوں سے روکتی ہے"۔

ایک معیوب انسان کی شکل میں نماز

بہت ساری نمازیں جہاں انسان کے گناہوں کو مٹا دیتی ہیں وہاں انسان کو چند مصیبتوں میں بھی پھنسا دیتی ہیں اور پھر انسان کو لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں۔ بروزِ قیامت مطالبہ کرنے والوں کے درمیان (یہ نمازیں) مختلف شکلوں میں مجسم ہو کر انسان کو پکڑ لیں گی اور خدا سے اسے سزا دلوانے کا تقاضا کریں گی۔ (دیکھئے بحث تجسم عمل، شاہدان صادق دَر دادگاہ الٰہی)

جب میدان محشر میں عدالت الٰہی باقاعدگی سے قائم ہو جائے گی تو جن لوگوں کے دنیا میں حقوق ضائع ہوئے تھے وہ انسان کا محاصرہ کر کے اپنے حقوق کا دعویٰ کریں گے۔ عدالت کے ایک کونے میں بعض زخمی اور ناقص الاعضاء گروہ حاضر ہوں گے جن میں سے بعض کے سر ٹوٹے ہوئے، بعض کی آنکھیں معیوب اور اندھی اور بعض کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں گے اور بعض کی کمر ٹوٹی ہوئی ہوگی؟ ان سے کہا جائے گا تمہیں کس سے شکایت ہے اور تمہاری شکایات کس بارے میں ہیں، انہیں واضح کریں! وہ جواب دیں گے کہ ہم سب کو اس شخص سے شکایات ہیں اس نے ہمیں معیوب بنایا ہے اور ہمارے ہاتھ پاؤں کو توڑا ہے، ہماری شکلوں کو سیاہ بنایا ہے، ہماری آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے۔ انسان تعجب کر کے کہے گا: اے بارالٰہا! یہ جھوٹ کہہ رہے ہیں، میں ہرگز قاتل نہیں تھا میں نے کسی کے اعضاء نہیں کاٹے تھے اور کسی کو معیوب نہیں بنایا تھا

میرا تو دنیا میں کسی سے کوئی تنازعہ اور مقدمہ نہیں تھا بلکہ میں تو ان افراد کو جانتا تک نہیں ہوں۔اس کے جواب میں کہا جائے گا ہم تو تجھے پہچانتے ہیں، ہم تیری وہی نمازیں ہیں جنہیں تو نے دنیا میں انجام دیا تھا مگر اس کی قرأت درست نہ تھی (جبکہ قرأت نماز کی بمنزلہ سر ہوتی ہے) اس کے ارکان کو تم نے صحیح انجام نہیں دیا (جبکہ ارکان ہی نماز کی کمر ہوتے ہیں) اس کی شرائط اور اجزاء کو مکمل طور پر انجام نہیں دیا (یہ نماز کے پاؤں ہوتے ہیں) المختصر اگر نماز ناقص ہو تو وہ نہ صرف گناہوں کو ختم نہیں کر سکتی بلکہ عدالت میں انسان سے قصاص بھی طلب کرے گی۔

☆☆☆☆☆

حسرت کرنا

مقدمے کے دوران حسرت ویاس

بروزِ قیامت جب عدالت لگ جائے گی اور سب لوگوں کو حاضر کیا جائے گا، ہر شہود اپنی شہادت کو پیش کرے گا۔ وہاں ہر کوئی بندہ اپنے اور دوسروں کے اعمال کو دیکھ لے گا، تو اُس وقت لوگ حسرت کریں گے کہ ہم نے ایسے اور ایسے کیوں نہیں کیا؟ اور ہم نے کیوں ایسا کام کیا؟ ان کے اعمال اُس وقت ان کے لئے حسرت وندامت کا باعث بنیں گے وہاں پر ہر کوئی اپنے کردار پر پشیمان ہوگا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہو رہا ہے:

﴿كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ﴾

(سورۃ بقرۃ:۲،آیت:۱۶۷)

"جی ہاں! خدا ان سب کے اعمال ان کیلئے اسی طرح حسرت ویاس سے بھرے ہوئے بنا کر پیش کرے گا اور انہیں ہرگز جہنم کی آگ سے خارج نہیں کرے گا!"۔

قیامت کے دن چند گروہ خدا کی عدالت میں حسرت ویاس کی تصویر بنے ہوئے ہوں گے، اُنہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے گریبان پکڑے ہوئے ہوں گے اور اپنی سابقہ پشیمانی و پریشانی کے سبب سر پھوڑ رہے ہوں گے۔ انہیں معلوم ہے کہ پشیمانی کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ گروہ درج ذیل ہیں:۔

پہلے گروہ کا حسرت کرنا

میدان محشر کی عدالت میں جب لوگ اپنے اعمال کو پالیں گے تو مقدمہ کے فیصلے کے بعد وہاں لوگوں کو رسیوں اور زنجیروں سے باندھ کر جہنم کی طرف کھینچ کر لے جا رہے ہوں گے، انہیں بولنے کا اختیار بھی نہیں ہوگا، ان لوگوں کے مقابلے میں ایسے گروہ بھی ہوں گے جن کا فرشتے

استقبال کریں گے اور ان پر درُود و سلام بھیج رہے ہوں گے اور نیک اور صالح افراد کیلئے نعمتیں اور باغات ہوں گے جو پروردگار نے ان کیلئے تیار کر رکھے ہوں گے کا تعارف کروائیں گے۔ گنہگار یہ حالت دیکھ کر حسرت و نا اُمیدی کا اظہار کریں گے کہ ہم نے دنیا میں متقی افراد کی طرح کیوں اعمال نہیں بجالائے اور کیوں ہم ساری عمر گناہوں میں مشغول رہے؟ افسوس اب تو یہ ندامت بھی ہمیں فائدہ نہیں دے سکتی چونکہ پروردگار کا وعدہ حتمی ہے۔ (مجمع البیان، ج:۱،ص:۲۵۱)

دوسرے گروہ کا حسرت کرنا

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کم عبادت انجام دی ہوگی یا پھر زیادہ عبادات انجام دی ہوں گی اور انہیں ضائع کر دیا ہوگا۔ مثلاً اپنی نمازوں کو ریاکاری کے ذریعے، خیرات کو احسان جتلا کر ضائع کر دیا ہوگا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہو رہا ہے:

﴿فَخَلَفَ مِنْ م بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾ (سورہ مریم:۱۹، آیت:۵۹)

”پھر ان کی جگہ ان ناہنجاریوں نے لے لی، جنہوں نے اپنی نمازوں کو برباد کر دیا اور شہوتوں اور خواہشات کا اتباع کر لیا، پس یہ عنقریب اپنی بُری عاقبت کو پالیں گے“۔

نماز کو یوں ضائع کریں گے کہ یا تو وہ نماز پڑھیں گے ہی نہیں یا پھر اوّل وقت سے تاخیر کر کے پڑھیں گے یا پھر اس کی شرائط اور مقدمات کو پورا نہیں کریں گے۔ انسان نے جو خیرات اور صدقات انجام دیئے تھے مگر انہیں اس نے محروم اور فقراء پہ احسان جتا کر باطل کر دیا کے بارے میں قرآن فرماتا ہے:

﴿ لَاتُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ﴾ (سورہ بقرۃ، آیت:۲۶۴)

”اپنی خیرات اور صدقات کو احسان جتا کر اور اذیت دے کر ضائع نہ کرو“۔

یہ ان مقامات میں سے ایک ہے کہ جو بروزِ محشر حسرت و نا اُمیدی کا اظہار کرنے پہ مجبور کرینگے۔ اگرچہ اس کا انہیں ہرگز فائدہ نہیں ہوگا۔ جب اس گروہ کا مقدمہ چلے گا وہ اپنے ان اعمال کا مشاہدہ کرینگے جنہیں اُنہوں نے انجام دیا تھا اور وہ باطل ہو چکے ہیں۔ انکے اعمال نامہ میں کچھ بچا ہی نہیں تو یہ اس بات پر حسرت کرینگے کہ اُنہوں نے اپنے اعمال کو کیوں ضائع کیا؟

یا پھر انہیں زیادہ مقدار میں کیوں انجام نہیں دیا تھا تا کہ آج ان کا مرتبہ بھی دوسروں سے بلند ہوتا؟ (یہ ندامت و پشیمانی اس درد کی دوا نہیں ہوگی اور ان کے حالات کے لئے ہرگز نفع بخش نہیں ہوگا)۔

تیسرے گروہ کا اظہار حسرت

یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے خوب مال کمایا مگر اسے کبھی بھی راہِ خدا میں خرچ نہیں کیا اور اس کی شرعی وجوہات تک ادا نہیں کیں اور یونہی دنیا سے چل بسے اور پھر ان کے ورثاء اس مال کے مالک بن گئے اور وہ اس مال سے راہِ خدا میں استفادہ کرنے لگے امورِ خیریہ کیلئے عمارات تعمیر کروانے لگے۔ فقراء اور غرباء کی امداد کرنے لگے اور اسلام و قرآن کی راہ میں نشر و اشاعت کا سلسلہ جاری کر دیا اور یوں اس طرح وہ اپنے لیے جنت خریدنے لگے۔ جب ان لوگوں کو عدالت میں حاضر کیا جائے گا اور عدل و انصاف کا میزان نصب کیا جائے گا اور وہ ایک طرف اپنے میزان کی طرف نظر دوڑائیں گے اور جب اپنے اعمال نامے کو نیک اعمال سے خالی پائیں گے تو دوسری طرف جب اپنے ورثاء کے میزان کی طرف نظر دوڑائیں گے تو دیکھیں گے کہ ان کے نیک اعمال والا پلڑا خیرات و صدقات کی وجہ سے بھاری ہوگا (جو کہ مال ترکہ میں چھوڑنے والوں کا تھا) اور یوں وہ (ورثاء) جنت روانہ ہو جائیں گے۔ جبکہ جس شخص نے یہ مال بڑی محنت و مشقت سے جمع کیا تھا مگر راہِ خدا میں اسے خرچ نہیں کیا تھا اور اب جہنم روانہ ہو جائے گا، یہ اس کی سب سے بڑی حسرت و ندامت تھی جو اس کے شاملِ حال ہوگی، پھر وہ کہے گا کہ اے کاش

میں نے اپنے مال سے خود ہی یہ کام کیا ہوتا۔ مگر اب موقع اپنے ہاتھ سے نکل گیا اس کیلئے سوائے ندامت کے کچھ بھی نہیں بچا۔ (تفسیر نور الثقلین، ج:۱/ بحار الانوار، ج:۱۰۳، ص:۱۲)

شوہر بیوی کے پاس اور بیوی شوہر کے پاس جائے گی

اس حالت میں شوہر اپنی بیوی کے پاس جائے گا اور کہے گا: میں تمہارا کیسا شوہر تھا؟ بیوی اس کی اچھائیوں کی تعریف کرے گی اور کہے گی: تو میرا بہترین شوہر تھا۔ وہ کہے گا: آج مجھے ایک نیکی کی ضرورت ہے، تم بھی حساب کی باریک بینی کا مشاہدہ کر چکی ہو اور میرے اعمال کی سبکی کا بھی تمہیں اندازہ ہو گیا ہوگا، یوں میں اپنے لیے پل صراط سے گزرنے کی کوئی سبیل پیدا کرلوں گا۔ مگر بیوی جواب میں کہے گی: خدا کی قسم میں تجھے کوئی چیز نہیں دے سکتی، میں بھی اسی چیز سے ڈر رہی ہوں جس سے تجھے خوف محسوس ہو رہا ہے۔ شوہر خون کا گھونٹ پی کر حیران و پشیمان واپس پلٹ جائے گا۔ بیوی بھی شوہر کے پاس اپنی نجات کی خاطر جائے گی اور اس سے ایک نیکی کی درخواست کرے گی۔ شوہر بھی اسے منفی جواب دے گا اور اسے مایوس لوٹائے گا۔ (لئالی الاخبار، ج:۵، ص:۹۴)۔ (پس اے انسان! تھوڑی سوچ بچار کرو، اپنی قیمتی عمر اور مال کو راہِ خدا میں خرچ کرو اور اپنی آخرت کی فکر کرو!)

والدین اپنی اولاد سے مدد کا تقاضا کریں گے

اس کے بعد والدین اپنی اولاد کے پاس آئیں گے اور ان سے التماس کرتے ہوئے کہیں گے: اے میری اولاد اس مال کے بدلے جو آپ نے ثواب کمایا ہے اس میں سے تھوڑا سا ہمیں بھی دے دو، تم جانتے ہو کہ اس مال کو جمع کرنے کے لئے ہم نے کتنی زحمتیں برداشت کی تھیں، ہم نے یہ مال نہیں کھایا اور نہ ہی اس سے استفادہ کیا، اب تم دیکھ رہے ہو کہ ہمارا میزان کافی ہلکا ہے کم از کم ایک نیکی ہی دے دو تاکہ اس سے ہمارے میزان کا پلڑا بھاری ہو جائے، یوں شاید ہم

جہنم اور اس کے عذاب سے نجات پا سکیں۔ اولاد بھی نیکیاں دینے سے انکار کر دے گی اور کہے گی: اے میرے ماں باپ! یہ صحیح ہے کہ یہ مال آپ کے ہاتھوں جمع ہوا تھا مگر آپ جانتے ہیں کہ آج کا دن "وَ اَنْفُسًا" کا دن ہے، ہر کسی کو اپنی فکر دامن گیر ہے، جہنم نے سب کا احاطہ کر رکھا ہے اور سب کو دھمکی دے رہی ہے۔ اب اگر ہم اپنے نامہ اعمال میں سے کچھ نیکیاں آپ کو دیتے ہیں تو اس سے ہمارا اپنا میزان ہلکا ہو جائے گا، لہٰذا جو چیز آپ کو پریشان کر رہی ہے وہی ہمیں بھی گھیرے ہوئے ہے۔ آج کا دن مدد کرنے کا دن نہیں ہے۔ خود ہی اپنی فکر کرنی چاہیئے تھی، اُس دن آپ اس قابل تھے کہ آج کے دن کیلئے ایک ذخیرہ بھیجتے، مگر آپ نے ایسا نہیں کیا تبھی تو آج محتاج ہیں اور میں بھی آج آپ کو نیکی دینے سے معذور ہوں، جاؤ کوئی دوسرا راہ حل تلاش کرو (یہ بہت بڑا غم وغصہ ہے کہ انہیں درپیش اور ان کیلئے اس سے بڑی حسرت اور کوئی نہیں ہے۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا تھا:

"جب لوگ (قیامت کی عدالت میں فیصلے والے دن) باریک سے باریک حساب اور دردناک عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو باپ اپنے بیٹے سے لپٹ کر کہے گا میں دنیا میں تمہارا کیسا باپ تھا؟، کیا میں نے تمہیں پال پوس کر بڑا نہیں کیا تھا؟، کیا تمہیں اچھی غذا نہیں دی تھی؟، کیا اپنی محنت ومشقت سے تمہارے لیے کھانے پینے کا انتظام نہیں کیا تھا؟، کیا تمہارے لئے بہترین لباس کا انتظام نہیں کیا تھا؟، کیا میں نے تمہیں علم وادب کی تعلیم نہیں دی تھی؟ اور کیا تمہیں قرآن کی تعلیم نہیں دلوائی تھی اور اپنے خاندان کی بہترین لڑکی سے تمہاری شادی نہیں کی تھی؟، کیا اپنی زندگی میں تیرے اور تیری بیوی کیلئے اخراجات نہیں ادا کیے تھے؟ اور کیا اپنے مرنے کے بعد تمہارے لیے مال نہیں چھوڑا تھا؟ بیٹا جواب میں کہے گا: کیوں نہیں۔ جو کچھ آپ نے فرمایا بالکل سچ ہے مگر اب آپ کی کیا ضرورت ہے اور آپ کیا چاہتے ہیں؟ باپ کہے گا: اے بیٹے میرا میزان ہلکا ہو گیا ہے اور گناہ بھاری ہو گئے ہیں، عدالت کے کارکنوں اور ملائکہ نے کہا ہے اگر تجھے

ایک نیکی مل جائے تو اس سے تیرے میزان کا پلڑا بھاری ہو جائے گا (جس کے نتیجے میں جنت میں داخل ہو جاؤ گے) لہٰذا مجھے ایک نیکی کی ضرورت ہے لہٰذا تم مجھے ایک نیکی دے دو تا کہ میرا میزان سنگین ہو سکے، آج کے دن کے خطرات سے محفوظ رہتے ہوئے عذاب سے نجات پا سکوں۔ اس وقت اولاد جواب دے گی: اے بابا جان! خدا کی قسم جن حالات سے آپ خوفزدہ ہیں میں بھی تو اپنی حالت سے خوفزدہ ہوں، اگر اپنی نیکیوں میں سے کچھ آپ کو دے دوں تو میرا اپنا میزان ہلکا ہو جائے گا۔ باپ اس کے سامنے سے روتا ہوا چلا جائے گا اور دنیا میں اس نے جتنی زحمات اور مشکلات اس کیلئے برداشت کی تھیں سب پر پشیمان ہو جائے گا۔ اس طرح ماں اپنے بیٹے کے پاس آئے گی اور کہے گی: اے بیٹا! کیا میرا شکم تیری قیام گاہ نہیں تھا؟، کیا میرے پستان تیرے لیے پانی اور غذا کی مشک نہیں تھے، کیا میرے کاندھے اور آغوش تیری سواری نہیں تھے؟، کیا میرا سینہ تیرے لیے استراحت گاہ نہیں بنا رہا؟ بیٹا کہے گا کہ ہاں ایسا ہی تھا۔ پھر ماں کہے گی: میرے گناہ بہت بھاری ہیں، میں چاہتی ہوں میرے گناہوں میں سے ایک گناہ تم اپنے ذمے لے لو۔ بیٹا جواب دے گا: اماں! مجھ سے دور ہو جاؤ، آج مجھے اپنی جان کی پڑی ہوئی ہے۔ مجھے اپنے نفس کی فکر لاحق ہے۔ ماں بھی روتی ہوئی آنکھوں سے اس کے سامنے سے چلی جائے گی"۔ (لئالی الاخبار، ج:۵، ص:۹۴)

یہ قرآن کی اس آیت کی تاویل ہے جہاں اعلان ہو رہا ہے:

﴿ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ﴾

(سورۂ مومنون ۲۳، آیت:۱۰۱)

"آج کے دن جب صور پھونکا جائے گا تو رشتہ داریاں (حسب و نسب کام نہیں آئے گا) ان سے کوئی سوال نہیں کیا جائے گا، کوئی دوسرے کا پرسان حال نہیں ہوگا"۔

جی ہاں اس دن رشتہ داریاں (حسب و نسب) کام نہیں آئیں گے، ہر کسی کی قسمت اس

کے نامہ اعمال میں گروی ہے۔ اس دن حسب ونسب (رشتہ داریاں) اعمال صالح ہیں جو اس نے دنیا میں انجام دیئے تھے۔

امام سجاد علیہ السلام قیامت کے خوف سے بے ہوش ہو گئے

طاؤس یمانی (رضوان اللہ) کہتے ہیں:

''امام زین العابدین علیہ السلام کو میں نے خانہ خدا کے ایک کونے میں دیکھا کہ آپؑ مناجات میں مصروف تھے اور گریہ کناں تھے۔ اسی حالت میں آپؑ غش کھا گئے اور زمین پر گر گئے میں آگے بڑھا آپؑ کا سر اقدس اُٹھایا اور اپنی گود میں رکھا اور میں نے بھی رونا شروع کر دیا، اس طرح کہ میرے آنسوؤں کے قطرے آپؑ کے رُخ انور پہ گرنے لگے۔ اسکی وجہ سے آپؑ نے آنکھ کھولی اور اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''تم کون ہو جس نے مجھے اپنے خدا کے ذکر سے روک دیا ہے؟'' میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ میں طاؤس یمانی ہوں، آپؑ کا یہ رونا دھونا کس لئے ہے؟ یہ کام تو ہمیں انجام دینا چاہیے، جو گنہگار اور معصیت کار ہیں نہ کہ آپؑ جن کے پدر گرامی امام حسین علیہ السلام اور مادر گرامی حضرت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام آپؑ کے جد بزرگوار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''ھیات ھیات۔ اے طاؤس یمانی! ان باتوں کو چھوڑو۔ ماں باپ اور جد بزرگوار کی بات کو بھی چھوڑو (وہ میرے حال کیلئے سودمند نہیں) خدا نے جنت ان کیلئے خلق کی ہے جنہوں نے اسکی اطاعت کی ہے خواہ وہ حبشی غلام کیوں نہ ہو اور آتشِ جہنم اس شخص کیلئے خلق کی ہے جو اسکا معصیت کار ہے اگرچہ وہ کوئی قریشی ہی کیوں نہ ہو۔ اے طاؤس کیا تم نے خداوند کریم کا یہ قول نہیں سنا: ﴿فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ﴾ (سورۂ مومنون، آیت: ۱۰۱) ''جب بروزِ محشر صور پھونکا جائے گا پھر رشتہ داریاں (حسب ونسب) کام نہیں آئینگی اور نہ کوئی ایک دوسرے کا حال پوچھے گا'' اے طاؤس! واللہ کل بروزِ قیامت کوئی چیز تجھے فائدہ نہیں دے گی سوائے ان اعمال صالح کے جنہیں تو نے انجام دیا تھا''۔ (تفسیر نور الثقلین، ج:۳، ص:۵۶۴)

چوتھے گروہ کا اظہار حسرت

جن لوگوں نے اپنی عمر ضائع کر دی، خواب غفلت میں غرق رہے اور اس عظیم سرمائے سے استفادہ نہیں کیا اور کسی قسم کا معاملہ اور تجارت نہیں کر سکے انہیں فیصلے کے وقت پتہ چلے گا کہ انہوں نے کتنا بڑا نقصان کر لیا ہے اور کتنے عظیم سرمائے سے محروم ہو گئے ہیں۔ جبکہ یہ بھی دیکھیں گے کہ بعض افراد ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں ایک لحہ بھی ضائع نہیں کیا یوں انہوں نے بہشت کی سعادت حاصل کر لی تو اس وقت انہیں حسرت ہو گی کہ وائے ہو ہم پر میرے پاس بھی اتنی عمر تھی مگر میں نے اسے فضول ضائع کر دیا۔ (لئالی الاخبار، ج:۵، ص:۹۴)۔ مجھے اس وقت کیوں پتہ نہیں چلا؟ میں کیوں خواب غفلت کا شکار رہا، میں اپنی عمر کا ایک دن بلکہ اس سے بھی کمتر کو صرف کر کے جنت حاصل کر سکتا تھا۔ خدا کی رضا حاصل کر سکتا تھا۔ میں لہو ولعب کے پیچھے کیوں پڑا رہا، یہ سوچا تک نہیں کہ میری جتنی عمر گزر چکی ہے وہ دوبارہ یں پلٹ سکتی؟ اب مجھ سے ایک ایک منٹ کا حساب لیا جائے گا کیونکہ وہ عدالت ان اعمال کے حساب کی جگہ ہے (دنیا کے برعکس دنیا عمل کا مقام ہے نہ کہ حساب کا)۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"وَ اِنَّ الْیَوْمَ عَمَلٌ وَ لَا حِسَابَ وَ غَدًا حِسَابٌ وَ لَا عَمَلَ".

(نہج البلاغۃ، خطبہ:۴۲، ص:۱۲۸)

"آج عمل اور کام کا دن ہے حساب اور تفتیش کا نہیں جبکہ کل قیامت حساب کا دن ہے، تفتیش کا دن ہے عمل اور کام کا موقع نہیں ہے"۔

(پس ان دنوں کو غنیمت شمار کرو، وہ کام کرو جن میں خدا کی رضا شامل ہو تا کہ جب قیامت حساب کا موقع آئے تو تمہارا نامہ اعمال آسودہ خاطر ہو)۔

غنیمت سمجھ زندگی کی بہار کہ آنا نہ ہوگا یہاں بار بار
چُن اپنے لئے پھول یا خار تو کہ نیکی بدی کا ہے مختار تو

(آئینہ اخلاق از خواجہ دل محمد مرحوم۔ مترجم)

چوبیس گھنٹوں کے مقابلے میں چوبیس خزانے

حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا:

''قیامت کے دن عدالت میں (اعمال ناموں کی جانچ پڑتال اور مقدمے کی سماعت کے موقع پر) ہر انسان کے لئے چوبیس خزانے دن رات کے چوبیس گھنٹوں کے حساب سے تیار کیئے ہوئے ہوں گے۔ ان خزانوں کو کھول دیا جائے گا، بعض خزانے نور سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ جب انہیں دیکھے گا تو اس قدر خوش ہوگا کہ اگر اس کی اس خوشی کو تمام اہل جہنم میں تقسیم کیا جائے تو وہ اپنے تمام دُکھ اور جلن کا احساس تک بھول جائیں۔ یہ نور کے خزانے دنیا کے ان گھنٹوں کے مقابلے میں ہوں گے جن کے دوران خدا کی عبادت اور ذکر میں مشغول رہا تھا۔ اس کے بعد بعض دوسرے خزانے کھولے جائیں گے، وہ انہیں دیکھے گا کہ ان میں تو صرف تاریکی اور اندھیرا ڈھکا ہوا ہوگا اور ان سے تعفن اور بدبو اٹھ رہی ہوگی۔ اسے اس قدر غم واندوہ کا سامنا ہوگا کہ اگر یہ دُکھ اور درد تمام اہل بہشت میں تقسیم کر دیا جائے تو وہ جنت کی گوناگوں نعمات اور لذائذ کو بھول جائیں اور سب غم واندوہ میں ڈوب جائیں یہ (دنیا میں) وہ گھڑیاں تھیں جن میں وہ ناپسندیدہ کام اور گناہ انجام دیتا تھا۔ پھر دوسرے خزانے کھولے جائیں گے جو بالکل خالی ہوں گے نہ ان میں نور ہوگا اور نہ ہی اندھیرا وغیرہ نہ ان سے خوشبو اُٹھ رہی ہوں گی اور نہ ہی تعفن کے بھبکے، نہ ان میں خوش کرنے والی کوئی چیز ہوگی اور نہ پریشان کرنے والی کوئی چیز۔ یہ ان گھنٹوں کی کتھا ہے جنہیں وہ خواب غفلت میں پڑے پڑے ضائع

کرتا رہا۔ (ایسے موقع پر وہ یقیناً حسرت کا اظہار کرے گا مگر پہلے والوں کی طرح نہیں)‘‘۔(لئالی الاخبار، ج:۵،ص:۹۴)

پانچویں گروہ کا اظہارِ حسرت

وہ علماء ہونگے جنہیں علماء سوء سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ لوگ بھی قیامت کے دن حسرت کرنیوالوں میں سے ہونگے۔قرآن میں ایسے علماء کی مذمت ہے اور انہیں دھمکی دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ﴾ (سورہ بقرۃ ۲، آیت:۴۴)

’’کیا تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو‘‘۔

یہ آیت شریفہ ان افراد کے متعلق ہے جو لوگوں کو امر بہ معروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں۔لوگوں کو اسلام کے احکامات اور ارشادات سے روشناس کراتے ہیں مگر خود اپنے علم پہ عمل پیرا نہیں ہوتے ہیں۔دوسرے لوگوں کو تو دنیا سے ڈراتے تھے مگر خود اس کے عاشق تھے، دوسرے لوگوں کو جہنم سے ہراساں کرتے مگر خود اسکی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہو رہا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (سورہ صف، آیات:۲،۳)

’’اے ایمان لانے والو! آخر وہ بات کہتے ہی کیوں ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے ہو، اللہ کے نزدیک یہ سخت ناراضگی کا سبب اور بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جس پہ خود عمل نہیں کرتے ہو‘‘۔

سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان دوسروں کو تو ایک بات کہے مگر خود اس پر عمل نہ کرے۔ خداوند کریم ایسے افراد کی سرزنش اور ملامت کرتے ہیں اس بارے میں روایات موجود ہیں:۔

پیغمبر اکرمؐ ایک کلام کے ضمن میں فرماتے ہیں:

علماء کی دو قسمیں ہیں: قسم اوّل وہ علماء ہیں جو اپنے علم پہ عمل کرتے ہیں۔ قیامت کے دن یہ لوگ نجات یافتہ افراد میں شامل ہوں گے۔ قسم دوئم وہ علماء ہیں جو علم تو رکھتے ہیں مگر اپنے علم پہ عمل نہیں کرتے۔ یہ قسم ہلاک شدگان کی ہے اور اہل جہنم بھی ایسے علماء جو اپنے علم پہ عمل نہیں کرتے تھے کے بدن کو بدبو سے اذیت کا شکار ہوں گے۔ اہل جہنم کا حسرت و ندامت سے بھی شدید ترین عذاب یہ ہوگا وہ لوگ اپنے مُریدوں کو خدا کی جانب دعوت دیتے تھے اور وہ مرید اس دعوت کو قبول بھی کرتے تھے اور خدا کی اطاعت بھی کرتے تھے۔ خداوند کریم بھی ان کے مریدوں کو اطاعت و فرمانبرداری کے سبب بہشت میں داخل کریں گے۔ خود ان علماء کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ چونکہ اُنہوں نے خود اپنے علم پہ عمل نہیں کیا تھا اور ہمیشہ اپنی ہوا و ہوس کے غلام بنے رہے ہیں۔ (المحجۃ البیضاء، ج:۱، ص:۱۲۶)

نیز رسول اکرمؐ فرماتے ہیں:

"جس رات مجھے معراج پہ لے جایا گیا میرا گزر ایک ایسی قوم کے پاس سے ہوا جو اپنے لبوں کو آتشیں قینچی سے کاٹ رہی تھی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو نیکی اور اچھائی کی طرف دعوت دیتے مگر خود اُنہیں انجام نہیں دیتے تھے مگر لوگوں کو برے اور گھٹیا کاموں سے منع کرتے تھے مگر خود انہی کا ارتکاب کرتے تھے"۔ (المحجۃ البیضاء، ج:۱، ص:۱۳۳)

مذکورہ بالا روایات اور آیات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ علماء جو اپنے علم پہ عمل نہیں کرتے صرف لوگوں کو عمل کی دعوت دیتے تھے وہ خدا کی بارگاہ میں درحقیقت بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ قیامت کے دن انہیں سب سے بڑی حسرت و ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جب یہ دیکھیں گے کہ وہ لوگ جنہوں نے ان کے ذریعے ہدایت پائی اور ان کے کہنے پہ احکام اسلام پہ عمل پیرا ہوئے ہیں وہ جوق در جوق جنت میں داخل ہو رہے ہیں اور خدا کے عذاب سے

نجات پا رہے ہیں جبکہ خود انہیں جہنم کے راستے پہ ذلت وخواری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور کوئی بھی ان کا مددگار نہیں ہے۔

چھٹے گروہ کا اظہار حسرت

من جملہ افراد جو قیامت کی عدالت میں بہت زیادہ حسرت و نا اُمیدی کا اظہار کریں گے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دانتوں سے دبائیں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا میں پیغمبر اکرمؐ، آئمہ معصومینؑ اور علماء و مومنین کو چھوڑ کر بے دین اور فاسد افراد کا دامن تھام لیا اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کی تھی۔ اُنہوں نے غلط اور گنہگار قسم کے لوگوں کو اپنا حلقہ احباب بنایا۔ جب عدالت میں ان پہ مقدمہ چلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کس کی اطاعت کی تھی؟ تو وہ کہیں گے ہم نے فلاں ظالم اور فاسد شخص کی بیعت کی تھی جو فحشاء اور منکرات کے درپے رہتا تھا۔ پھر حکم ہو گا کہ ان دونوں گروہوں کو جہنم کی طرف لے جاؤ! اس وقت انسان حسرت کا اظہار کرے گا، اپنے ہاتھوں کو اپنے ہی دانتوں سے کاٹے گا۔

اس بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہو رہا ہے:

﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝ يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا﴾ (سورۂ فرقان، ۲۵، آیات: ۲۷، ۲۸)

”اُس دن کو یاد کرو کہ جب ظالم اپنے دونوں ہاتھوں کو حسرت کی شدت کی وجہ سے کاٹے گا اور کہے گا کہ کاش میں بھی رسول خداؐ کے راستہ پہ چلا ہوتا! ہائے افسوس کاش میں نے فلاں گمراہ اور باطل شخص کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا جس نے مجھے حق کی اطاعت سے روک دیا تھا“۔

بروزِ قیامت عجیب و غریب مناظر درپیش ہوں گے۔ تمام حالات قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں۔ ان مناظر میں سے ایک منظر ظالموں اور ان لوگوں کا غیر معمولی حسرت کرنا ہے کہ جنہوں نے غلط لوگوں سے دوستیاں گانٹھی تھیں۔ عدالت میں حسرت و ندامت کی شدت کے

سبب اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک چار ہزار مرتبہ اپنے دانتوں سے کاٹیں گے اور کھائیں گے۔ (لئالی الاخبار، ج:۵، ص:۹۶)

عطار سے روایت ہوئی ہے کہ (قیامت کے دن عدالت میں ظالموں اور ان لوگوں کہ جنہوں نے اپنے لئے فتنہ باز اور ظالم لوگوں کو دوستی کیلئے انتخاب کر رکھا تھا کے خلاف مقدمہ چلے گا، وہ لوگ حسرت اور پشیمانی کی شدت کی وجہ سے اپنے اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک چبائیں گے۔ پھر دو مرتبہ پہلی والی حالت میں پلٹ جائیں گے۔ ان کا یہی کام ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہے گا حتی کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائیں گے۔ (مجمع البیان، ج:۷، ص:۱۶۸)

شاید اس قسم کے افراد جب اپنے آپ کو عدالت الٰہیہ میں اپنے خلاف مقدمہ کے فیصلہ میں قابلِ سزا پائیں گے تو اپنی گذشتہ زندگی کو اپنے سامنے دیکھیں گے تو پھر انہیں ہوش آئے گا کہ قصور ان کا اپنا ہی تھا۔ یوں وہ اپنے آپ سے انتقام لینے کی ٹھان لیں گے اور اس دن وہ اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹنے اور چبانے لگیں گے۔ یہ اپنے آپ ہی سے انتقام لینے کی ایک قسم ہو گی کہ شاید انہیں اس طرح کچھ آرام محسوس ہو۔

قیامت حقیقت میں حسرت وندامت اور پشیمانی کا دن ہے۔ لوگوں کو اس سے ڈرنا چاہیئے۔ اس بارے میں قرآن مجید کا ارشاد ہے:

﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ﴾ (سورۂ مریم، آیت:۳۹)

''اے میرے پیغمبرؐ! لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جب عدالت کا کام ختم ہو گا تو سب کو پچھتاوا ہو گا'' ؎۱

؎۱ ان حسرتوں، ندامتوں، پشیمانیوں اور پچھتاووں سے بچنے کا واحد حل تعلیمات اہل البیتؑ کا حصول اور اِنکے مطابق زندگی گزارنے میں ہے، ساتھ ہی علماء کے روپ میں ڈھلے ہوئے سامریوں سے بچنا بھی ضروری ہے۔ مراجع عظام، مجتہدین کرام اور شیعہ محققین کی ترجمہ شدہ کتب پڑھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں! (مترجم)

اس وقت بعض لوگ جنت میں جائیں گے اور بعض لوگوں کی قسمت میں جہنم ہوگی۔ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام "یَوْمُ الْحَسْرَة" بھی ہے۔ چونکہ قیامت کے دن ہر انسان اپنے سے بلند درجہ کے لوگوں کے بارے میں حسرت کرے گا۔ اگر مجرم افراد دنیا میں تھوڑی سی بھی سوچ بچار سے کام لیتے تھے بجائے اس کے کہ نامناسب اور مفسد لوگوں کو اپنا ساتھی اور دوست بناتے ایسے لوگوں کو ڈھونڈھتے جو ان کو برے اور ناپسندیدہ کاموں سے روک کر قیامت کی طرف توجہ دلاتے، دین اسلام اور تقویٰ و پرہیزگاری کی دعوت دیتے تو قیامت کے دن اتنی زیادہ حسرت و شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑتا جس کی شدت کی وجہ سے انہیں اپنے ہاتھوں کو چبانا پڑا۔

تا توانی می گریز از یار بد   یار بد بدتر بود از مار بد

جہاں تک ممکن ہے برے دوست سے بچو چونکہ بُرا دوست تو برے سانپ سے بھی برا ہوتا ہے۔

مار بد تنہا تو را بر جان زند   یار بد بر جان و بر ایمان زند

برا سانپ صرف تیری جان کو ڈنگ مارے گا جبکہ بُرا دوست تیری جان کے ساتھ ساتھ تیرے ایمان کو بھی نقصان پہنچائے گا۔

شخصیت کا زوال یا عروج

وہ عوامل جو انسان کی شخصیت کی تعمیر کرتے ہیں ان میں سے ایک انسانی دوستی ساتھی اور سماجی و معاشرتی تعلقات بھی ہیں اور انسان چار و ناچار اس سے اثر قبول کرتا ہے۔ وہ اپنے اہم سے اہم خیالات اور اخلاقی عادت وصفات اپنے دوستوں سے اخذ کرتا ہے۔ یہ اثر پذیری اسلامی منطق کی نظر میں اس حد تک ہے کہ اسلامی روایات میں پیغمبر اکرمؐ نے حضرت سلیمان بن داؤدؑ کے حوالے سے فرمایا کہ: "جب تک کسی کے دوستوں کو نہ دیکھ لو اس وقت تک اس کے بارے میں کبھی بھی فیصلہ نہ کرو کیونکہ انسان اپنے دوستوں، یاروں اور ساتھیوں ہی کے ذریعہ پہچانا جاتا ہے"۔ (سفینۃ البحار، ج:۲، ص:۲۷۔ مادہ صدق)

اس کے علاوہ حضرت امام باقر علیہ السلام اپنے دادا امیر المومنین علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

''جب اچھے افراد بُرے، گھٹیا اور شرارتی قسم کے افراد کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں تو ان اچھے افراد کے بارے میں بھی لوگ بدگمانی کرنے لگتے ہیں اور گھٹیا افراد جب اچھے افراد کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں تو لوگ انہیں بھی اچھا سمجھنے لگتے ہیں۔ جب نیک افراد فاسق و فاجر کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں تو وہ بھی فاسق و فاجر ہی شمار ہونے لگتے ہیں حتیٰ کہ ان کے بارے میں فرمایا گیا:

جب بھی کسی کی حالت تمہارے لئے مشکوک ہو جائے اور اس کا دین نہ پہچانا جائے تو اس کے دوستوں کو دیکھو، اگر وہ دیندار اور اچھے لوگ ہیں تو سمجھ لو یہ بندہ بھی مسلمان اور دین خدا پہ کاربند ہے۔ اگر اس کے دوست دیندار افراد نہیں ہیں تو وہ خود بھی کسی طور پر دین کی حقیقت سے آشنا نہیں ہے''۔ (بحار الانوار، ج:۴۷، ص:۱۹۷)

حقیقت میں انسان کی خوش بختی اور بدبختی میں اس کے دوستوں اور ساتھیوں کا کردار انتہائی مؤثر ہے اور کہا جا سکتا ہے انسان کی ترقی یا تنزلی میں اہم ترین عامل اس کا دوست اور اس کا ساتھی ہوتا ہے اگر کسی کا دوست فاسد و فاسق ہو تو وہ تباہی و بربادی کی آخری حد تک انسان کو لے جا سکتا ہے۔ اگر کسی کا دوست مومن و متقی شخص ہو تو انسان کی ترقی و عروج میں بھی اس کا اثر آخری حد تک ہوتا ہے۔

اسلام میں دوست اور ساتھی کے انتخاب میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے، حتیٰ کہ یہاں تک فرمایا گیا ہے کہ مومن و متقی دوستوں کا انتخاب کرو تا کہ وہ تمہیں خدا کے نزدیک لے جائیں اور برے اور فاسد دوستوں سے اجتناب کرو ورنہ تمہیں فساد و بربادی کی طرف لے جائیں گے۔

با بداں کم نشین کہ صحبت بد گرچہ پاکی تورا پلید کند

برے لوگوں کی ہم نشینی سے بچو چونکہ بُرے لوگوں کی صحبت تمہاری پاکیزگی کو نجاست میں

بدل دے گی۔

آفتابی بہ این بزرگی را لکہ ای ابر ناپدید کند

اتنے بڑے سورج کو بادل کا ایک ٹکڑا ڈھانپ دیتا ہے۔

پسر نوح بابدان بنشست خاندان نبوتش گم شد

حضرت نوحؑ کا بیٹا بُری صحبت میں بیٹھا جس سے اس کا خاندان نبوت بھی گم ہوگیا۔

سگ اصحاب کہف روزی چند پی نیکان گرفت و مردم شد

اصحاب کہف کا کتا چند دن نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر انسان بن گیا۔

اسلام کے نویں پیشوا حضرت امام محمد تقی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"بُروں کی ہم نشینی اور دوستی سے پرہیز کرو کہ وہ ننگی تلوار کی طرح ہیں جس کا ظاہر خوبصورت اور پرکشش ہے لیکن اندر بُرا اور بدصورت ہے"۔ (بحار الانوار، ج:۷۴، ص:۱۹۷)

پیغمبر اکرمؐ کو بھی دعوت دیتے تھے

ہم نے جن آیات کو شروع میں موضوع بحث قرار دیا ہے یہ دو مشرک افراد (ابی، عقبہ) کے بارے میں نازل ہوئیں۔ ان کا واقعہ کچھ یوں ہے: آنحضرت رسول اکرمؐ کے عصر مبارک میں (عقبہ اور اُبی) دونوں دوست اور ساتھی تھے۔ "عقبہ" اسلام لانے سے پہلے مشرک تھا، وہ جب بھی سفر سے لوٹتا کھانے کا اہتمام کرتا اور اپنی قوم کے اشراف کو دعوت دیتا اور پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں بھی حاضر ہو کر ان کو کھانے کی دعوت دیتا تھا۔ ایک دفعہ وہ سفر سے واپس آیا، اپنے معمول کے مطابق کھانے کا اہتمام کیا۔ سب دوستوں کی دعوت کی اور ساتھ ہی پیغمبر اکرمؐ کی بھی دعوت کردی۔ جب دستر خوان لگایا گیا اس پہ کھانا چن دیا گیا۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

"جب تک تم خدا کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی نہیں دیتے میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ عقبہ جو میزبان تھا اس نے آنحضرت کی خاطر کلمہ شہادتین کو زبان پہ جاری کردیا"۔

جب یہ خبر اس کے دوست ''اُبی'' تک پہنچی، اس نے کہا اے ''عقبہ'' کیا تم نے اپنا مذہب چھوڑ دیا ہے؟ اس نے کہا خدا کی قسم میں اپنے دین و مذہب سے ہرگز منحرف نہیں ہوا، لیکن ایک ایسا بندہ آ گیا تھا جس نے کھانا کھانے کی شرط کلمہ شہادتین رکھی، ورنہ وہ میرے دستر خوان سے بغیر کھانا کھائے اُٹھ جاتا۔ مجھے شرم محسوس ہوئی کہ وہ بغیر کھانا کھائے اُٹھ جائے اس لئے میں نے کلمۂ شہادتین کو زبان سے ادا کر دیا۔ ''اُبی'' نے کہا: میں تم پہ ہرگز راضی نہیں ہوں گا جب تک تم اس کے سامنے کھڑے ہو کر اس کی توہین نہیں کر دیتے۔ ''عقبہ'' نے صرف اس خاطر کہ اس کا دوست کہیں ناراض نہ ہو جائے اور ان کی دوستی نہ ٹوٹ جائے بالکل ویسے ہی کیا، جس کے نتیجے میں مرتد ہو گیا اور دین سے منحرف ہو گیا اور نتیجتاً جنگ بدر میں کفار کی صف میں قتل ہو گیا اور اس کا دوست ''اُبی'' بھی جنگ احد میں قتل ہوا اور دونوں جہنم میں داخل ہو گئے۔

(تفسیر مجمع البیان، ج:۷، ص:۱۶۶)

گذشتہ آیات (سورۂ فرقان، آیات نمبر:۲۵، ۲۶، ۲۷) ایک شخص کے مقدر اور قسمت کے بارے میں تھیں جو اپنے گمراہ دوست کو راضی کرنے کیلئے گمراہ ہو گیا جبکہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اور کلمہ شہادتین کو بھی زبان سے ادا کر چکا تھا مگر دوبارہ کافر ہو گیا اور پیغمبر اکرمؐ کی اہانت کا بھی مرتکب ہوا۔ قیامت کے دن جب اس شخص کا مقدمہ چلے گا تو یہ شخص دیکھے گا کہ پیغمبرؐ گرامی کے حامی اور دوست جنت میں داخل ہوں گے اور وہ اپنے دوست ''اُبی'' کے ہمراہ دوزخ میں جائے گا اور شدید حسرت و ندامت کرے گا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک چبا ڈالے گا مگر پھر بھی نتیجہ اس کے منشاء حال نہیں ہو گا۔

اسلام نے صرف اس خاطر کہ مبادئی انسان روحانی طور پر اپنے نامناسب دوست کے افکار و نظریات سے متاثر نہ ہو جائے۔ فرماتا ہے:

''ایک مؤمن و متقی شخص کیلئے قطعاً زیبا نہیں کہ وہ کسی ایسی مجلس میں جائے جو گنہگاروں اور

معصیت کاروں کی محفل و مجلس ہو"۔

اس سلسلے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت منقول ہے کہ:

"دین کے معاملات میں بے دین اور بدعت گذاروں سے میل جول نہ رکھو، ان کے ساتھ ایک مجلس میں نہ بیٹھو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو لوگوں کی نظروں میں ایک جیسے ہی شمار کیئے جاؤ گے"۔ اسی مقام پہ پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں: "لوگ اپنے دوستوں کے دین پہ ہوتے ہیں"۔ (بحار الانوار، ج:۷۴، ص:۲۰۱)

اس کے بعد آپؐ فرماتے ہیں:

"ایک مومن کیلئے زیبا نہیں ہے کہ کسی ایسی محفل میں شرکت کرے جس میں خدا کے معصیت کار بیٹھے ہوئے ہوں جبکہ وہ انہیں گناہوں سے روکنے کی طاقت و قدرت بھی نہ رکھتا ہو[1]"۔ (بحار الانوار، ج:۷۴، ص:۱۹۹)

☆☆☆☆☆

---

[1] اس سلسلے میں "دوستی اہل بیتؑ کی نظر میں" (تالیف علامہ محمد الحیدری۔ ترجمہ: شیخ محسن علی نجفی۔ ناشر: جامعۃ الکوثر اسلام آباد)۔ مزید معلومات کیلئے مطالعہ فرمائیں۔ اس میں دوستی کے تمام پہلوؤں کو قرآن مجید اور روایات معصومینؑ کے حوالوں سے مفصل بیان کیا گیا ہے۔ (مترجم)

قیامت کی عدالت میں چھ گروہ

جب قیامت بپا ہو جائے گی اور لوگ جوق در جوق اُٹھ کر میدان محشر میں جمع ہونا شروع ہو جائیں گے اور انہیں عظیم ترین عدالت میں طلب کیا جائے گا تو وہاں مختلف پہلوؤں سے ان کی تفتیش اور چھان بین کی جائے گی جس کے سبب ان پہ مقدمہ چلایا جائے گا۔ان میں سے ایک پہلو مالی اُمور جمع شدہ مال و دولت ہیں، کہ انسان نے جو مال وثروت جمع کر رکھی ہے کو بنیاد بنایا جائے گا اور اس کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ اس مال کو تم نے کس طرح حاصل کیا اور پھر کس طرح اسے خرچ کیا؟

ہمیں یہ بات معلوم ہونی چاہیئے کہ دنیا میں ہر انسان کی زندگی میں مال و دولت کی بنیادی اہمیت ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کی خوش بختی اور بدبختی کی بعض اقسام کا تعلق اجتماعی لحاظ سے ہو یا انفرادی لحاظ سے اس بات سے ہوتا ہے کہ اس کے کام کی نوعیت کیا ہے، وہ کتنا کماتا ہے اور کہاں خرچ کرتا ہے، اس کی آمدن اور اخراجات کتنے ہیں؟ دین مقدس اسلام میں آمدن وخرچ کا مسئلہ انسان کی معاشرتی بدبختی اور خوش بختی پہ بھی اثر انداز ہے۔اسلامی معاشرہ نے بھی اس طرح خصوصی توجہ دی ہے کہ اگر مال و دولت کمائے مگر حق وعدالت کا خیال رکھا گیا ہے تو اس کے سبب وہ اسلام اور مسلمانی پہ باقی ہے۔اور اگر حق وعدالت کا خیال نہیں رکھا گیا ہے تو اس کے سبب اس کی مسلمانی اور اسلام دونوں ختم بھی ہو سکتے ہیں۔(مستدرک، ج:۲،ص:۳۹۳)

قیامت کی عدالت میں لوگ مال و دولت کمانے، اسے خرچ کرنے، اپنی آمدن وخرچ کے اعتبار سے چھ گروہوں میں تقسیم کیئے جائیں گے:

پہلا گروہ

وہ لوگ ہوں گے جو بغیر کسی رکاوٹ کے اور عدالت میں حساب وکتاب کے بغیر قیامت کی

پہلی صبح کے وقت جنت میں داخل کر دیے جائیں گے۔ انہیں قیامت کی شدت وسختی کا ہرگز پتہ ہی نہ چلے گا۔ یہ اس کی تاریکی اور اندھیرے میں نہیں رکھے جائیں گے۔ بروزِ محشر وہ اس سرزمین کی تنگی اور ہجوم کے دباؤ سے مکمل طور پر امان میں ہوں گے۔ اور یہ لوگ قیامت کے دن کی گرمی سے بھی محفوظ رہیں گے۔ ان کے لیے پچاس ہزار سال کا ٹھہراؤ ہرگز نہیں ہوگا۔ یہ پل صراط، اس کی باریکی، تیز دھار کی کاٹ اور جلنے سے بالکل محفوظ رہیں گے۔

یہ لوگ خدا کے مقرب بندے اور اولیاء ہوں گے۔ صالح افراد پیغمبر، شہداء، صالحین، عابد و صادق افراد ہوں گے جو بڑی عزت واحترام کے ساتھ استقبال کی صورت میں جنت میں سب سے پہلے داخل کر دیے جائیں گے۔ ان سے کسی قسم کا کوئی حساب وکتاب نہیں لیا جائے گا۔

قرآن مجید ان کے بارے میں یوں فرماتا ہے: ''جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں، قیامت کے دن وہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین (جیسے) ان لوگوں کیساتھ ہونگے جن پر خدا نے نعمتیں اور لطف وکرم نازل کیا، یہی بہترین رفقاء ہیں، یہی لوگ بہشت میں ہونگے، انکے دوست نیک اور باصفا افراد ہوں گے''۔ (سورۂ نساء، آیت: ۶۹)

دوسرا گروہ

یہ وہ لوگ ہیں جو بغیر حساب وکتاب کے اور عدالت میں ٹھہرے بغیر جہنم میں داخل کر دیے جائیں گے۔ یہ مشرکین، کفار، بت پرست، مجرم اور وہ لوگ ہیں جنہوں نے حد سے زیادہ گھٹیا کام انجام دیئے اور ان کے قلوب حد سے زیادہ مسخ ہو چکے تھے۔ یہ گروہ تمام خفت وذلالت کے ساتھ فرشتوں کے آتشیں گرزوں کی شدت وسختی کے ساتھ بغیر حساب ومقدمے کے آتشیں جہنم میں ڈال دیے جائیں گے۔

ان لوگوں کے بارے میں خداوند کریم نے اپنے پیغمبرؐ کو یوں ارشاد فرمایا ہے:

''اے میرے رسولؐ! اپنی اُمت سے کہہ دو کیا میں تمہیں سب سے زیادہ نقصان اُٹھانے

والے لوگوں کے بارے میں آگاہ کروں! سب سے زیادہ نقصان اُٹھانے والے وہ لوگ ہیں جن کی کوشش زندگانی دنیا فانی میں بہک گئی ہے اور اپنے باطل خیال کے مطابق سوچتے تھے کہ یہ اچھے اعمال انجام دے رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو دنیا کے طالب تھے جنہوں نے آیات پروردگار کا انکار کیا اور اس کی ملاقات کا انکار کیا جس کی وجہ سے ان کے تمام اعمال برباد ہو گئے ہیں اور ہم قیامت کے دن ان کیلئے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے چونکہ اُنہوں نے دنیا میں وہ کام نہیں کیا جس کی کوئی قیمت ہوتی ہو۔ ان کی جزاء ان کے کفر اور دنیا کی بنیاد پر جہنم ہے کہ اُنہوں نے ہمارے رسولوں اور ہماری آیتوں کو مذاق بنالیا ہے، اس لئے انہیں جہنم کی آگ کا عذاب دیا جائے گا"۔ (سورۂ کہف، آیات: ۱۰۳ تا ۱۰۶)

تیسرا گروہ

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں عدالت میں طلب کیا جائے گا اور ان سے تفتیش اور جانچ پڑتال کی جائے گی اور کہا جائے گا: تم نے دنیا میں جو مال اکٹھا کیا تھا اسے کہاں سے اور کس طرح حاصل کیا تھا؟ یہ جواب دیں گے ہم نے دنیا میں بہت ساری دولت چوری، قمار بازی، رشوت، دھوکے بازی، طاقت، بدمعاشی، برائی اور منکرات لوگوں کے حقوق چھین کر اور حق تلفی کر کے، حرام ذرائع سے کمائی تھی، جیسے قمار بازی کے آلات کی خرید وفروخت آلاتِ موسیقی اور آلاتِ لہو ولعب کی خرید وفروخت کے ذریعے جمع کی تھی۔ پھر پوچھا جائے گا تم نے دولت اور مال کو کہاں خرچ کیا تھا؟ جواب دیں گے ہم نے اس مال کو باطل اور حرام کی راہ میں خرچ کیا اس سے قمار بازی کی، شراب خوری کی اور آلاتِ لہو ولعب خریدے تھے۔ ہم نے نوجوانوں کے اخلاق باختہ مراکز قائم کیئے تھے، اپنے مال کو باطل کی ترویج کے لئے خرچ کرتے تھے اور لوگوں کی گمراہی کا سامان کرتے رہے تھے۔ ہم نے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی اجتماعی پاکدامنی ختم کرنے، انہیں برائی میں مبتلا کرنے کا سامان مہیا کیا تھا۔ اس دوران غضب کے فرشتے کو حکم دیا جائے گا انہیں جہنم کی

آگ کی طرف لے جاؤ! فرشتے انہیں ایک بہت لمبی زنجیر سے باندھیں گے کہ جن کی لمبائی ایک آدمی سے دوسرے آدمی تک ستر ہاتھ کے قریب لمبائی ہوگی ان کو آپس میں لپیٹا ہوا ہوگا اور انہیں لوہے کے آتشیں گرزوں سے مارتے ہوئے انتہائی رسوائی اور ذلت کے ساتھ جہنم کی طرف لے جائیں گے۔ قرآن مجید میں اس گروہ کے بارے میں یوں ارشاد فرماتا ہے:

"اے شدت اور سختی کے فرشتو! انہیں مضبوطی اور سختی سے پکڑو اور گرفتار کرلو۔ انہیں رسیوں اور زنجیروں میں جکڑ لو پھر جہنم کی آگ میں جھونک دو۔ اس زنجیر اور رسی کا طول ستر ہاتھ ہوگا جس سے ان کی گردنیں، ہاتھ، پاؤں باندھ کر انہیں جہنم کی طرف گھسیٹ کر لے جاؤ"۔ (سورۂ حاقہ، آیات: ۳۰،۳۱)

وہ بیچارے جب اس صورتحال کو یوں دیکھیں گے تو اونچی چیخ و پکار سے کہیں گے: ہائے افسوس مجھ پر آج میرا مال و دولت بھی میرے کام نہ آئے، اور آج میری شان و شوکت بھی برباد ہوگئی۔ (سورۂ الحاقہ، آیات: ۲۸،۲۹)

چوتھا گروہ

اس گروہ کو جب عدالت میں لایا جائے گا اور ان سے پوچھ گچھ کی جائے گی کہ تم نے دنیا میں جو دولت کمائی تھی کس طرح اور کن ذرائع سے حاصل کی تھی؟ یہ جواب دیں گے: ہم حلال کھانے والے افراد تھے۔ ہم ہمیشہ سے حرام کھانے سے پرہیز کرتے تھے ہم زحمات و تکالیف برداشت کرکے دن رات کی محنت و مشقت سے، گرمی و سردی کی پرواہ کیئے بغیر اپنی نیند و آرام کو بالائے طاق رکھ کر ہمیشہ سے اس کوشش میں رہے کہ کہیں ہمارا کمایا ہوا مال حرام سے مخلوط نہ ہو جائے۔ ہم نے حتی المقدور کوشش کی ہے ہمارے مال کے ساتھ یتیموں، بیواؤں، محروم طبقے اور ہمسائیوں کا مال شامل نہ ہونے پائے۔ ہم کوشش کرتے تھے کہ ہمارا سرمایہ کسی بھی رشوت اور قمار بازی سے مخلوط نہ ہونے پائے۔ ہم ہمیشہ حرام اور مشکوک مال سے ڈرتے رہے تھے۔ رزق کمانے میں

ہم نے مکمل احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھا تھا۔ ہم کبھی بھی ظالموں کی مشینری کا حصہ نہیں بنے تھے اور کبھی بھی دوسروں کے حقوق چھیننے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ہم نے کبھی جاسوسی کے نظام میں شرکت نہیں کی تھی اور ان ذرائع سے حاصل شدہ مال کو کبھی بھی ذریعہ معاش کے طور پر نہیں اپنایا تھا۔ ہم نے ہمیشہ اپنے آپ کو لوگوں کے شکنجہ کرنے اور تکلیفیں دینے سے دُور رکھا ہے، ہم جانتے ہیں کہ اس طریقے سے جو رزق کمایا جائے گا اسے کھانا زہر کھانے کے مترادف ہوگا۔ جس طرح زہر انسان کیلئے قاتل ہے اسی طرح ان ذرائع سے کمایا ہوا رزق بھی انسان کی روح اور ایمان کیلئے قاتل ہے۔ وہ بھی انسان کو قتل کر دیتا ہے اور اسے نابود کر دیتا ہے۔ اس وقت انہیں کہا جائے گا واقعاً تم بہت اچھے اور شائستہ افراد تھے۔ تمہارا کردار اور اعمال پسندیدہ اور قابل قبول ہے، مگر جو حلال مال تم نے حلال طریقے سے کمایا تھا اور اس کے لیے گرانقدر زحمات و تکالیف برداشت کی تھیں۔ یہ بتاؤ اسے کن راہوں پہ اور کہاں کہاں خرچ کیا تھا؟ وہ جواب دیں گے: یہ چیز خدا اور اس عدالت کے قاضی (جج) اور ماموران الٰہی سے قطعاً پوشیدہ نہیں ہے۔ ہم قطعاً حقائق کو چھپانے والے نہیں ہیں جب کہ آج کا دن تو ہے ہی حق کہنے کیلئے۔ لہٰذا ہم بھی آج حق ہی کہیں گے۔ ہم نے جو مال دنیا میں حلال اور جائز طریقے سے کمایا تھا اس کو ہم نے باطل اور گناہوں کے راستہ پہ خرچ کیا تھا۔ ہم نے برائیوں کے پھیلانے کیلئے باطل وسائل، آلات لہو ولعب کو خریدا۔ فساد کے مراکز تعمیر کیئے تھے جو جوانوں کو برائی کی طرف رغبت دلاتے تھے اور لوگوں پہ ظلم کرنے اور ان کے مال میں خیانت کرنے کیلئے اپنا مال خرچ کیا تھا۔ عدالت کی طرف سے حکم دیا جائے گا کہ اس گروہ کو بھی آگ کی طرف لے جاؤ اور کہا جائے گا کہ تم نے جو مال حلال طریقے سے کمایا تھا اسے باطل کے راستے پہ کیوں خرچ کیا تھا اور غیر مشروع راستے پہ کیوں خرچ کیا تھا؟ کیوں یتیموں، بیکسوں، محروموں کی اس مال سے مدد نہیں کی تھی؟ کیوں ان بیچاروں کی ایک مرتبہ بھی تم نے دعوت نہیں کی اور تم اور تمہاری اولاد جو انواع واقسام کے ذائقے دار کھانے کھاتے تھے سے انہیں

کیوں محروم رکھا تھا، انہیں کیوں نہیں کھلاتے تھے؟ جبکہ قرآن مجید نے اس عمل کی جزاء بھی بیان کردی تھی اوران کے بارے میں یوں فرمایا تھا:

''یہ ہرگز مسکینوں اور غریبوں اور اپنی مرضی سے اپنے دسترخوان پہ کھانا نہیں کھلاتے تھے، اسی لئے آج انکا کوئی دوست جوانکی مدد کر سکے موجود نہیں ہے اور انکی غذا (پیپ، گندے خون[1] جو بدن کے زخموں سے باہر آرہا ہے) اسکے علاوہ کوئی نہیں''۔ (سورۂ الحاقہ، آیات: ۳۴ تا ۳۶)

پانچواں گروہ

یہ وہ افراد ہیں کہ جنہیں جب عدالت میں لایا جائے گا اوران سے تفتیش اور جانچ پڑتال کی جائے گی اوران سے دولت کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ اسے کن ذرائع سے حاصل کیا تھا؟ خلاصہ یہ ہے کہ دولت کمانے کے جو طریقے قرآن، پیغمبر اکرمؐ، آئمہ معصومینؑ نے بیان فرمائے تھے کے مخالف طریقوں سے اسے حاصل کیا تھا اور جن سے منع فرمایا تھا اور انہیں باطل شمار کیا تھا ہم نے انہی کے ذریعے دولت حاصل کی تھی۔ عدالت کے قاضی (جج) ان سے فرمائیں گے کہ اس مال کو کس راستہ پہ خرچ کیا تھا، اس کا مصرف کیا تھا؟ جواب دیں گے کہ اگرچہ ہم نے دولت غیر شرعی طریقے سے حاصل کی تھی مگر ہم نے اس کو خرچ صرف اور صرف خیر خواہانہ انداز میں کیا تھا۔ ہم نے عام منفعت کے کاموں کو انجام دیا تھا، ہم نے جو مال و دولت حرام طریقے سے کمایا تھا سے لوگوں کی عبادت کیلیے مساجد تعمیر کروائیں، عزاداری امام حسینؑ کے لئے امامبارگاہ تعمیر کروائے، لوگوں کی طہارت و پاکیزگی کیلیے اجتماعی حمام اور غسل خانے بنوائے، لوگوں کی اجتماعی آگاہی و دانش کیلیے بھی مراکز اور مدرسے تعمیر کروائے، قرآن کی تعلیمات اور احکام فقہ

---

[1] اس سلسلہ میں کتاب ''انسان در بہشت و دوزخ'' کہ جس میں زیادہ تفصیلات دی ہیں کی طرف رجوع کیا جائے!!!

بیان کرنے کیلئے مراکز قائم کیئے تھے، لوگوں کی آسائشات و سہولیات کیلئے پل بنوائے، سڑکیں اور راستے بنوائے، ان کی اصلاح اور مرمت کروائی، مریضوں کے علاج کیلئے ہسپتال اور ڈسپینسریاں بنوائیں، لوگوں کو آباد کیا، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو گمراہی و فساد سے بچانے کیلئے ان کی اجتماعی شادیوں کا اہتمام کیا، معذور افراد کی بہبود کیلئے مراکز تعمیر کروائے۔ فرشتوں کو حکم ملے گا کہ انہیں بھی جہنم میں ڈال دو (چونکہ انہوں نے حرام طریقے سے مال کما کے اسے حلال راہوں پہ خرچ کیا تھا)۔

چھٹا گروہ

یہ افراد بہت زیادہ ہوں گے، جنہیں عدالت میں طلب کیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا تم نے اپنی دولت کن طریقوں سے حاصل کی تھی؟ جواب دیں گے کہ ہم نے حلال تجارت اور کام کاج کے ذریعے حاصل کی تھی۔ ہم نے اس دولت کو پانے کیلئے بے شمار زحمات و تکالیف اُٹھائیں، دن رات، گرمی و سردی کی پرواہ کیئے بغیر محنت کرتے رہے، کھیتی باڑی کی اور اس کے علاوہ دوسرے طریقوں سے بھی اس دولت کو جمع کیا تھا۔ پھر ان سے کہا جائے گا یہ مال جسے تم نے شرعی طریقوں سے حاصل کیا تھا کہاں خرچ کیا ہے، اسے کن راستوں اور طریقوں سے خرچ کیا تھا؟ جواب دیں گے: ہم نے انہیں حلال اور خدا کے پسندیدہ کاموں میں صرف کیا تھا۔ اس سے لوگوں کو آباد کیا تھا، مساجد و حمام بنوائے تھے صحت کیلئے ہسپتال بنوائے تھے، مدارس اور دوسرے فرہنگی مراکز کی بنیاد رکھی تھی، پل اور سڑکیں وغیرہ تعمیر کروائی تھیں، معاشرے کے محروم افراد کی مدد کرتے رہے تھے۔

اس گروہ سے کہا جائے گا کہ تمہارا مال، کمائی اور آمدن کے اعتبار سے اور خرچ و مصرف دونوں کے اعتبار سے شائستہ اور قابل قبول ہے مگر تمہاری دولت میں چند افراد ایسے بھی شریک تھے جن کے حقوق تمہاری گردن پہ تھے۔ کیا تم نے ان کے حقوق ادا کر دیئے تھے؟ وہ کہیں گے:

جی ہاں اے خداوند کریم جن جن لوگوں کے حقوق میرے مال و ثروت میں سے متعلق تھے میں نے ان تک ان کے حقوق پہنچا دیے تھے۔ جب بات یہاں تک پہنچے گی تو حکم دیا جائے گا کہ ان کی بیوی اور بچوں کو عدالت میں پیش کیا جائے۔ جب یہ حاضر ہوں گے تو پوچھا جائے گا کیا تمہارے شوہر نے تمہارے حقوق جیسے کھانا، کپڑے، رہائش، حق مہر جو ان کے ذمے تھے ادا کیئے تھے؟ اگر وہ کہہ دیں کہ جی ہاں ہمارا جو بھی حق ان کے ذمے تھا وہ انہوں نے ادا کر دیا تھا، اب ان کے ذمے ہمارا کوئی حق نہیں ہے تو حکم دیا جائے گا: ان کے والدین (ماں، باپ) کو عدالت میں حاضر کیا جائے۔ جب وہ عدالت میں پیش ہوں گے تو ان سے کہا جائے گا کیا تمہارے اوپر حق پدری اور حق مادری جو رکھا گیا ہے کیا وہ تم نے ادا کیا ہے؟ اگر جواب مثبت ملا تو اعلان کریں گے: سادات کے فقراء، یتیموں، محروموں اور بے کسوں کو عدالت میں حاضر کیا جائے۔ جس وقت سادات عدالت میں پیش ہوں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا اس گروہ نے تمہارے مسلمہ حقوق جو خداوند کریم نے ان کے مال میں رکھے تھے وہ انہوں نے ادا کر دیے ہیں؟ کیا خمس جو تمہارا مال تھا تمہارے ہاتھوں تک پہنچا ہے؟ اگر وہ قانع کنندہ جواب دیں گے تو پھر حکم ہوگا غیر سادات کے فقراء، مساکین وغیرہ کو عدالت میں پیش کیا جائے! جب وہ عدالت میں پیش ہوں گے تو انہیں کہا جائے گا کیا اس گروہ نے تمہیں زکوٰۃ جس کے تم مستحق تھے ادا کر دی تھی؟ اگر وہ جواب دیتے ہیں کہ جی ہاں خداوند کریم نے ان کے مال میں جو زکوٰۃ قرار دی ہے وہ ہمارے درمیان انہوں نے تقسیم کر دی تھی۔ پھر کہا جائے گا ان کے بہن بھائیوں اور ان کے بچوں کو تفتیش کی خاطر عدالت میں حاضر کیا جائے۔ جب یہ عدالت میں داخل ہوں گے ان سے سوال و جواب کا سلسلہ شروع کیا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا۔ یہ جو تمہارا بہن بھائی یہاں جمع ہیں کیا تم لوگوں نے ان کے حقوق ادا کر دیئے تھے؟ کیا انہوں نے اپنی دولت سے تم غریبوں اور محروموں کو بھی دیا ہے؟ کیا انہوں نے کبھی تمہارا کوئی قرض ادا کیا ہے؟ کیا تمہاری بیٹیوں اور

بیٹوں کی شادی کے وسائل اور اخراجات فراہم کیئے ؟ کیا تمہاری بیماری کے اخراجات ہسپتال میں ادا کیئے ؟ اگر جواب صحیح و مثبت ہوا تو ان کے پڑوسیوں کو عدالت میں حاضر کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس گروہ نے ہمسائیگی کا حق ادا کیا ہے؟ کیا جب یہ اپنے بچوں کے لئے بہترین اور عمدہ کھانے تیار کرتے تھے کبھی تمہارے بھوکے بچوں تک ان کا حصہ بھی پہنچایا ہے؟ کیا تمہیں کبھی اپنے دستر خوان پہ بٹھایا ہے؟ کیا تمہاری برہنگی کو چھپانے کیلئے مناسب لباس دیا تھا؟ اگر جواب مثبت ہوگا تو پھر محروموں اور بے وطن پردیسیوں کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا: کیا اس گروہ نے قرآن مجید کی ذیل والی آیات پہ عمل کیا تھا؟

"اوران کے اموال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے محروم افراد کے لئے ایک حق تھا"۔

(ذاریات:۱۹،معارج۔۲۴)

کیا انہوں نے تمہارا حق ادا کیا تھا؟ جب تم ان کے گھروں میں جا کر ان سے سوال کرتے تھے کیا تمہاری مدد کرتے تھے؟ اگر سب کا جواب مثبت صورت میں ہوا اور کسی کو شکایت کا موقع نہ ملا تو حکم دیں گے کہ انہیں کمال محبت و احترام اور بڑی بزرگی کے ساتھ جنت بھیج دیا جائے، وہاں جا کر اس کی نعمات اور مختلف انواع و اقسام کے پھلوں سے یہ لطف اندوز ہو سکیں اور وہاں اپنے لیے پہلے سے بنے ہوئے عالی شان گھروں میں سکونت اختیار کر سکیں۔ خدا کا سلام دائمی صورت بغیر کسی ذریعے و واسطے کے ان تک پہنچتا رہے گا۔ (سورہ یٰسین: ۵۸)

محشر کی زمین

جس وقت خداوند متعال کا ارادہ بن جائے گا کہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے تو زمین پوری کی پوری شدت کے ساتھ لرزے گی اس طرح کہ پورے کے پورے زمانے میں جتنے اجسام اور ابدان اس میں دفن ہیں وہ سب کے سب حساب وکتاب کے بعد آخری نتیجہ کیلئے علیحدہ ہو کر باہر نکل آئیں گے۔ سب بلندیاں اور پستیاں بالکل ہموار اور صاف آئینے کی مانند ہو

جائیں گی۔ پھر کوئی پہاڑ اور ٹیلے وغیرہ باقی نہیں بچیں گے کہ جن میں کوئی انسان پناہ لے سکے یا چھپ سکے یا پھر دھوپ کی جلن سے بچنے کیلئے اسے سایہ سمجھ کر سر چھپا سکے۔

جب انسان اپنی قبروں سے اُٹھ کر باہر آئیں گے تو اس سرزمین پہ چار چوفیرے موجود تاریکی اور جلانے والی تپش میں آگے چلائے جائیں گے۔ اسی زمین پہ ان سب کا حساب و کتاب انجام پائے گا۔ اس دن دل خوفزدہ ہو جائیں گے، قلب لرزہ براندام ہو جائیں گے، آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلِ رواں جاری ہو جائے گا۔ (سورۂ نازعات، آیات: ۶ تا ۹)۔ اسی حال میں وہ سب حیران و سرگرداں اور حکم خدا کے منتظر ہوں گے۔ پیغمبر ختمی مرتبتؐ نے اس سرزمین کی خصوصیت اس طرح بیان فرمائی ہے:

"قیامت کے دن لوگ سفید رنگ کی زمین پر گندم گوں جیسے ایک سفید روٹی کی گولی کی طرح محشور ہوں گے اسی زمین پر کسی کے لئے بھی کوئی نشانی یا علامت موجود نہیں ہوگی اس دن آسمان سے سورج، چاند، ستارے سب ختم ہو جائیں گے اور ان کے کوئی آثار باقی نہیں رہیں گے"۔ (مجموعہ ورّام، ج: ۱، ص: ۵۳۸)

پس اے بے چارے انسانو! قیامت کے دن کے خوف و ہراس، سختی، تپش اور تاریکی و اندھیرے کے بارے میں سوچ بچار کرو اور وقت گزرنے سے قبل ہی اپنی اصلاح کرلو کیونکہ جب ساری کی ساری مخلوق اولین ہو یا آخرین سب کے سب اس زمین پر جمع ہو جائیں گے، ستارے ان کے سروں پر گر کر مٹ جائیں گے، چاند اور سورج پھٹ جائیں گے اور چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی چھا جائے گی۔ اس دن زمین اپنے چراغ (سورج) کے بُجھ جانے کی وجہ سے شب ظلمت کی طرح گھپ اندھیرے میں ڈوب جائے گی۔ ان ناگہانی حساس شرائط میں آسمان لوگوں کے سروں پر چرخی کی طرح گھومنے لگے گا اور اپنے وجود کی تمام تر ضخامت اور مضبوطی کے باوجود پانچ سو سال کے فاصلہ کی رفتار سے پھٹ جائے گا۔ فرشتے اُٹھ کھڑے ہوں

گے۔آسمانوں کے پھٹنے کی آواز انتہائی زیادہ کان پھاڑنے والی ہوگی۔وہ دن کتنا خوفناک ہوگا کہ آسمان اپنی تمام تر مضبوطی اور سختی کے باوجود پھٹ جائیں گے۔اس وقت رواں ہو جائیں گے، کتنا سخت ہوگا وہ دن جب آسمان چاندی کی طرح آگ پہ تپ کر پگھل جائے گا، زرد رنگ میں بہتے ہوئے زیتون کے تیل کی طرح گلگوں ہو جائے گا۔(سورۃ الحاقہ، آیات:۱۵ تا ۱۹)۔ دھنکی ہوئی روئی کی طرح پہاڑ پھٹ جائیں گے اور لوگ ٹڈیوں اور پروانوں کی طرح بکھر کر سرگرداں ہوں گے۔ایک دوسرے سے ٹکراتے پھریں گے، حالانکہ وہ سب کے سب ننگ دھڑنگ اور ننگے پاؤں چل سوچل میں ہوں گے۔(سورۃ القارعہ، آیات: ۴،۵)

اس بارے میں پیغمبر گرامیؐ فرماتے ہیں:

"قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں اور ننگے بدن خالی ہاتھ اُٹھائے جائیں گے، پسینہ ان کے سر اور چہروں سے گر رہا ہوگا اور ان کے کانوں تک بہہ رہا ہوگا"۔(مجموعہ ورّام، ۵۳۸)

محشر کی زمین کی تنگی

قیامت کے دن جس وقت ساری مخلوق اپنی اپنی قبروں سے باہر آ جائے گی اور ایک ہی سرزمین پہ جمع ہو جائیگی تو ان کے لئے سرزمین تنگ پڑ جائیگی۔لوگوں کی جمعیت کا اژدھام اتنا زیادہ ہوگا کہ کسی کیلئے کھڑا ہونے کی جگہ تک نہ ملے گی اور نہ صرف کھڑا ہونے کی جگہ ہی نہ ہوگی بلکہ وہاں نہ سونے کی جگہ ہوگی نہ آرام کی اور نہ ہی تفریح وغیرہ کیلئے جگہ ہوگی۔اور لوگوں کا یہ جم غفیر پچاس ہزار سال تک وہیں اپنے مقدر (جنت یا جہنم) کا فیصلہ سننے کیلئے انتظار میں گزار دے گا۔حضرت امیر المومنین علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

"محشر کی سرزمین پہ سب سے نیک سب سے اچھے اور سب سے زیادہ خوشحال وہ لوگ ہوں گے جو میدان محشر میں پاؤں رکھنے کی جگہ بنالیں گے یا پھر کھڑا ہونے کیلئے جگہ بنالیں"۔(نہج البلاغہ، خطبہ:۱۰۲)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام لوگوں کے اس اژدھام اور زمین کی تنگی کے بارے میں یوں فرماتے ہیں کہ:

''قیامت کے دن میدان محشر میں لوگ خدا کی بارگاہ میں اس طرح کھڑے ہوں گے جس طرح ترکش میں تیر ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس دن انسان کیلئے صرف اتنی زمین ہوگی جس پہ اس کے قدم ٹک سکیں گے، اس کے علاوہ دوسری جگہ اس کیلئے نہیں ہوگی۔ لوگوں کیلئے اتنی جگہ تنگ ہوگی کوئی شخص ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکانی نہیں کر سکے گا''۔

(بحار الانوار، ج:۷، ص:۱۱۱/ تصویری از بہشت و جہنم، ص:۱۵۱)

محشر میں پسینے سے شرابور ہونا

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ قیامت کے دن سورج، چاند، ستارے وغیرہ سب ختم ہو جائیں گے۔ صرف سورج کی حرارت اور تپش باقی رہ جائے گی۔ میدان محشر کی سختیوں میں سے ایک سختی لوگوں کا پسینے سے شرابور ہونا ہے چونکہ اس زمین کی جنس آگ سے ہے، اسکی شدید حرارت موجب بنتی ہے کہ سب پسینے میں شرابور ہو جائینگے، اس عذاب سے پورا میدان جکڑا جائے گا۔ اس سلسلے میں امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ:

''جب قیامت کا دن ہوگا خداوند کریم تمام انسانوں کو ایک بیابان میں جمع کرے گا۔ وہ اس حال میں ہوگا کہ لوگ ننگے پاؤں اور برہنہ بدن ہوں گے اور انہیں اس سرزمین میں ٹھہرایا جائے گا اور اسے ہی اپنا پڑاؤ بنانا پڑے گا۔ لوگوں کا اژدھام، رش کا دباؤ اور اس کی جان سوز گرمی اس حد تک ہوگی کہ سب کے سب لوگ پسینے میں اتنے زیادہ شرابور ہوں گے کہ سانس لینا بھی ان کیلئے محال ہو جائے گا''۔ (بحار الانوار، ج:۷، ص:۱۰۰)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام اس بارے میں یوں فرماتے ہیں:

''خداوند کریم قیامت کے دن لوگوں کو ان کی قبروں سے، پرندوں کو ان کے گھونسلوں سے،

درندوں کو ان کے بلوں سے، لڑنے والوں کو ان کے میدان جنگ سے اُٹھائے گا اور وہ سب خدا کے حکم سے خدا کی طرف بڑھیں گے۔ خاموش اور چپ چاپ چہروں کے ساتھ صفیں باندھ کر حاضر ہوں گے۔ وہ بڑی اچھی طرح فرشتوں کی آواز اپنے کانوں سے سنیں گے، اس دوران حیلے اور فریب کے دروازے بند ہو جائیں گے، اُمیدیں دم توڑ جائیں گی، دل ساکت ہو جائیں گے، حلق سے کمزور آوازیں نکلیں گی، سر اور چہرے سے پسینہ جاری ہوگا۔ جو اضطراب و وحشت کا شکار ہوں گے"۔ (نہج البلاغۃ، خطبہ:۸۳)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"حشر ایک ایسا دن ہے کہ خداوند کریم باریک بینی سے حساب و کتاب لینے اور ان کے کردار و عمل کا بدلہ دینے کیلئے پہلی اور آخری اُمتوں کے لوگوں کو جمع فرمائے گا۔ سب کے سب نہایت عاجزی سے اُٹھ کھڑے ہوں گے، حالانکہ ان کے سروں اور چہروں سے پسینہ بہہ رہا ہوگا اور ان کے منہ کے اردگرد سے ہوتا ہوا ان کے منہ میں داخل ہو رہا ہوگا"۔ (نہج البلاغۃ، خطبہ:۱۰۲)

پیغمبر ختمی مرتبت کا ارشاد ہے:

"بروزِ قیامت لوگ ننگے پاؤں اور برہنہ بدن کے ساتھ محشور ہوں گے، ان کے جسموں سے پسینہ جاری ہوگا۔ اُنہوں نے دنیا میں جو اعمال انجام دیئے ہوں گے ان کے حساب سے ہی پسینہ بھی جاری ہوگا۔ بعض کا پسینہ تو پنڈلیوں سے بھی نیچے تک بہہ رہا ہوگا، حتیٰ کہ پاؤں تک پہنچ جائے گا اور بعض کے کانوں کی کنپٹیوں تک پہنچ کر ان کے منہ میں داخل ہو جائے گا۔ اس حالت میں ان کی چیخیں نکل رہی ہوں گی اور وہ کہہ رہے ہوں گے: اے پروردگار! جب تو نے اپنے تمام بندوں کا حساب لینا ہی ہے تو جلد سے جلد ہمارا حساب لے لے خواہ ہم آتش جہنم ہی میں داخل کیوں نہ ہو جائیں"۔ (لئالی الاخبار، ج:۵، ص:۷۰)

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے:

''بروزِ قیامت جب لوگ محشور ہو جائیں گے تو چالیس سال تک اپنے پاؤں پر کھڑے رہیں گے اور حال یہ ہوگا کہ ان کے جسموں سے پسینہ اتنی مقدار میں بہہ رہا ہوگا کہ اگر ستر پیاسے اونٹوں کو پلایا جائے تو پھر بھی اس میں کمی نہیں ہوگی''۔ (لئالی الاخبار، ج:۵، ص:۷۰)

میدان محشر میں گنہگار لوگوں کے پسینے جاری ہونیکی چند وجوہات ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) گرمی اور تپش کی شدت

(۲) جگہ کی تنگی کی انتہاء

(۳) لوگوں کے اژدحام میں دھکم پیل اور دباؤ کی شدت

(۴) پچاس ہزار سال کے دن میں طویل ترین ٹھہراؤ کی وجہ

(۵) عذاب اور مواخذہ کی پریشانی اور خوف کی وجہ

(۶) خدا، ملائکہ، فرشتوں اور لوگوں کے سامنے شرمندگی کے سبب

(۷) گناہوں کے بوجھ کے بھاری ہونے کی وجہ

(۸) دوسروں کا بوجھ اپنے کاندھوں پہ اٹھانے کی وجہ

(۹) اپنے نیک اعمال دوسروں کو پیش کرنے کے سبب

اس دن انسان کے پسینے میں شرابور ہونے کی یہ سب وجوہات ہیں!

سب کا گھاٹا اور محشر

جب قیامت برپا ہو جائے گی خدا کی ساری مخلوق اولین و آخرین میدان محشر میں جمع ہو جائے گی اور اس وقت انہیں سمجھ آئے گی کہ ان کے ساتھ تو بہت بڑا ہاتھ ہو گیا۔ وہ سب دیوالیہ کا شکار ہو گئے، انہیں دھوکہ دیا گیا۔ نیک اور بد سب کے سب یہی سمجھیں گے کہ اُنہوں نے خود ہی اپنا نقصان کیا ہے۔ اس بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہو رہا ہے:

''جس دن ساری مخلوق جمع ہوگی تو وہی دن سب کیلئے نقصان ہی نقصان اور حسرت ہی حسرت اور پچھتاوا ہی پچھتاوا کا دن ہوگا''۔ (سورۂ تغابن آیت:۹) جن لوگوں نے خدا، روز قیامت پر ایمان رکھا اور نیک اعمال انجام دیئے جب وہ میدان محشر کا منظر دیکھیں گے تو پھر انہیں پتہ چلے گا کہ اگر نیک اعمال زیادہ سے زیادہ انجام دیئے ہوتے تو اعلیٰ سے اعلیٰ اور بالا سے بالا مقام حاصل کرتے، محلات، باغات، باغیچے اور بیویاں زیادہ سے زیادہ ملتیں اور زیادہ سے زیادہ لذتیں نصیب ہوتیں۔ لیکن جو لوگ ایمان نہیں لائے اور ظلم وستم کو اپنا پیشہ بنالیا تو اُس وقت ان کو ہوش آئے گا کہ دنیاوی زندگی میں بہت زیادہ دھوکے کھائے ہیں۔ وہ سر سے پاؤں تک حسرت و ندامت کی تصویر بنے ہوئے ہوں گے جبکہ کمان سے تیر نکل چکا ہوگا۔ وقت گزر چکا ہوگا''اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت''ان کا پچھتاوا اِن کو کوئی فائدہ نہ دے گا''۔

روزی که همه به گرد هم جمع شدند　　هر جمع به سوی سر نوشتی بروند

آن روز بود هر که پشیمان از کار　　حتیٰ اگرش بود به خوبان پیوند

جس دن سب اکھٹے ہوں گے سب جمع شدہ لوگ اپنے اپنے نامہ اعمال کی طرف بڑھیں گے۔

اس دن جو بندہ اپنے کیئے پہ پشیمان ہوگا۔ اگر وہ نیک لوگوں سے وابستہ رہتا تو ایسا نہ ہوتا۔

روزی که خورد هر که تأسف در کار　　که از چه نکرده است ز خوبی بسیار

آن روز بوّد روز تغابن بر نام　　چون اجر برد هر که به قدر کردار

اس دن جو بندہ بھی اپنے کام پہ افسوس کرے گا کہ اس نے موقع پر اچھائیاں کیوں انجام نہ دیں؟۔ یہ وہ دن ہوگا کہ جس دن دھوکہ کھانے والا اپنا انجام دیکھے گا۔ چونکہ اس دن ہر شخص کردار کے مطابق اجر پائے گا۔

روزی که همه به سوی پاداش روند　　از آنچه که کرده اند آگاه شوند

ای بس که نیاید آنچه کروند به یاد　　لیکن شده ثبت آنچه بردند ازیاد

اس دن ہر شخص اپنی جزاء کی طرف بڑھے گا۔ اس نے جو کچھ کیا ہے اس سے آگاہ ہوگا۔ اے کاش

مجھے وہ نہ یاد آئے جو میں کر چکا ہوں۔ لیکن اس نے جو کچھ بھلا دیا تھا وہ سب کچھ محفوظ کر دیا گیا۔

از اول خلقت بشر تا پایان — هر کس که بیامد به جهان هر دوران
روزی برسد که دورهم جمع شوند — در صحنه دیگری که غوغا است در آن

انسان کی ابتداء خلقت سے انتہاء تک اس جہاں میں کوئی جب بھی آیا ہے۔ ایک وہ دن بھی آنے والا ہے کہ جب سب جمع ہوں گے۔ یہ وہ میدان ہے جس میں شور و غوغا ہے۔

روزی برسد که مجتمع خلق جهان — بر گرد هم آیند همه پیر و جوان
این امر همی رسد بلا شك به وقوع — هرگز نشود خلاف قول یزدان

ایک دن ساری مخلوق جمع ہو جائے گی۔ جہاں بوڑھے، جوان میدان میں موجود ہوں گے۔ یہ امر حتما ولازما وقوع پذیر ہوگا۔ خدا کے قول کی خلاف ورزی کبھی ہوتی ہی نہیں۔

محشر کی تاریکی

قیامت کے دن محشر کی زمین پر تاریکی چھا جائے گی کیونکہ دنیا میں جو روشنی ہے وہ سورج، چاند اور ستاروں سے ہے، جبکہ اس دن تو سورج اور چاند کی روشنی ختم ہو جائے گی اور اس کے علاوہ بھی وہاں کوئی دوسری روشنی نہیں ہوگی۔ وہاں اگر نور اور روشنی ہوگی تو صرف مومن کے چہرے کی ہوگی۔ مومن کا چہرہ نور افشانی کرے گا اور میدان محشر کو روشن کر دے گا۔

امام صادق علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

''جب قیامت کا دن آن پہنچے گا خداوند کریم اولین و آخرین مخلوق کو میدان محشر میں جمع کریگا، انہیں شدید تاریکی میں مبتلا کر دیگا۔ اس وقت یہ جم غفیر اپنے رب کی بارگاہ میں نالہ و فریاد کریگا اور کہے گا: اے پروردگار! اس تاریکی کو ہم سے دُور فرما! ۔ اس وقت آپؑ فرماتے ہیں: اس وقت ایک ایسی قوم آئیگی کہ جن کا نور ان کے آگے آگے چل رہا ہوگا اسطرح کہ اس سے میدان محشر کی زمین روشن ہو جائیگی''۔ (تصویری از بہشت و جہنم، ص:۱۴۶ بہ نقل از بحار الانوار، ج:۷، ص:۱۰۰)

☆☆☆☆☆

محشر میں نجات پانے والے

چند گروہ جو میدان محشر میں عذاب اور جہنم کی آگ سے نجات پائینگے وہ درج ذیل ہیں:

پہلا گروہ: سچ بولنے والوں کا

خداوند کریم قرآن مجید میں سچوں اور سچ بولنے والوں کے متعلق یوں ارشاد فرماتا ہے:

''آج وہ دن ہے جب سچ بولنے والوں کا سچ انہیں فائدہ پہنچائے گا اور جنت میں ان کے لئے باغات تیار ہیں جن کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ کیلئے رہیں گے وہ اس طرح کہ خدا ان سے راضی ہوگا اور وہ خدا سے راضی ہوں گے اور یہی ایک عظیم کامیابی ہے''۔(سورۂ مائدہ:۱۱۹)

یہ سچ اور سچائی جس کو قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے یہ سب وہ سچائیاں ہیں کہ عالم دنیا میں انسان جن کا قائل تھا اور ان سے کام بھی لیتا تھا جیسے گفتار میں سچائی، کردار میں سچائی، عقائد میں سچائی، صداقت میں سچائی، رفاقت میں سچائی تمام نیکیوں اور اچھائیوں کو صرف سچ اور سچائی میں خلاصہ کیا جاسکتا ہے۔

بروز محشر انسان کا واحد سرمایہ صرف سچ اور سچائی ہی ہوگی، جیسے اس نے دنیا میں انجام دیا تھا اس دن وہی اس کے کام آئے گی اور انسان کیلئے مفید بھی ہوگی۔ اس سچ اور سچائی کے مقابلے میں خدا تعالٰی نے انسان کو دو قسم کی نعمتیں عطا کی ہیں۔ ایک وہی مادی نعمت جیسے باغات، محلات اور بہشت کے درخت اور سبزہ زار ہے کہ جس کا اس سے وعدہ کیا گیا تھا۔ دوسری باطنی نعمات جو خدا کی رضا اور خوشنودی کی صورت میں انسان کو حاصل ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ انسان جنت کی گوناگوں اور اعلیٰ سے اعلیٰ نعمات میں ڈوبا ہوا ہو جن سے وہ زیادہ سے زیادہ مزے اڑا رہا ہو لیکن جب اسے یہ احساس ہو جائے کہ اس کا محبوب اس سے راضی نہیں ہے تو پھر یہ ساری نعمتیں اس

کے لئے بے مزہ اور بالکل بے لذت ہو جائیں گی اور یہ بلکہ وہ سب کی سب نعمتیں اسے اپنے اپنے مقام پہ تلخ محسوس ہوں گی۔ اس کے علاوہ اگر پروردگار عالم کسی سے خوشنود ہو گئے تو وہ جو چاہے گا اسے دے دے گا اور جب انسان سے جو کچھ چاہے اسے مل گیا تو وہ خود بھی اللہ تعالیٰ سے خوش و خرم ہو جائے گا۔ یہ چیز تمام نعمات سے بالاتر ہے کہ اس کا رب اس سے راضی ہو اور یہ اپنے رب سے راضی ہو۔

روزی کہ دهند راستگویان را سود در صدر بهشت جاگزینند خلود

جس دن سچوں کو اس کا منافع ملے گا۔ اسے ہمیشہ کیلئے بہشت کے مرکز میں مقام ملے گا۔

این است مقام رستگاری در حشر آنان همه راضی و خداهم خوشنود

میدان محشر میں کامیابی کا یہ مقام ہے۔ یہ سب خدا سے راضی اور خدا ان سے خوش ہوگا۔

دوسرا گروہ: نیکیاں کرنے والے مومنوں کا

محشر کے صحراء میں نجات پانے والوں کا دوسرا گروہ ان مومنوں کا ہوگا جنہوں نے نیک اور مناسب کام انجام دیئے تھے اور اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے والے تھے۔

قرآن مجید ان کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

”قسم ہے زمانے کی بیشک تمام انسان خسارہ اور گھاٹے میں ہیں سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال انجام دئے“۔ (سورۂ عصر)

دوسری آیت میں ارشاد ہو رہا ہے:

”جن لوگوں نے واجبات کی ادائیگی کے علاوہ دوسرے نیک کام انجام دیئے، قیامت کے دن ان کے چہرے بے چین اور پریشان ہوں گے اور نہ ہی ان پر ذلت وخواری کی گرد بیٹھے گی۔ وہ اہل بہشت ہیں اور وہ وہیں ہمیشہ رہیں گے“۔ (سورۂ یونس:۲۶)

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہورہا ہے:

''اور جس کسی نے نیک عمل انجام دیا تو اپنے اس عمل سے بھی زیادہ بہتر اور اعلیٰ بدلہ پائے گا اور وہ قیامت کے دن کی بے آرامی، خوف اور وحشت سے امان میں ہوگا''۔ (سورۂ نحل، آیت:۸۹)

''وہ لوگ قیامت کے حزن وملال (جو تمام اہل محشر کو گھیرے ہوئے ہوگی) سے دُور ہوں گے۔ یہ جہنم کی کانوں کو چیرنے والی ڈراؤنی آواز بھی نہیں سنیں گے، یہ لوگ میدان محشر میں جو چیز چاہیں گے اور جس چیز کی طلب کریں گے انہیں مل جائے گی۔ یہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے''۔ (سورۂ انبیاء، آیات:۱۰۱،۱۰۲)۔ نیک اعمال کی جزاء پانے کے اعتبار سے مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے چونکہ ان میں سے جس نے بھی نیک اعمال انجام دیئے ہیں وہ جزاء کا مستحق ہے۔

تیسرا گروہ: متقی افراد کا

ایک گروہ جو بروزِ محشر نجات پائے گا وہ متقی اور پرہیز گار افراد پہ مشتمل ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے اعمال پہ خدا کو حاضر وناظر اور شاہد سمجھتے رہتے ہوں گے کہ خدا ایک لمحے کیلئے بھی ان سے غافل نہیں رہا۔ ان متقی افراد کے متعلق قرآن مجید میں بہت زیادہ آیات موجود ہیں جو ان کی شخصیت، عظمت اور بزرگواری کو بیان کررہی ہیں۔ ان میں سے من جملہ یہ آیت ہے:

''اور خدا صاحبان تقویٰ کو ان کی کامیابی کے سبب نجات دیدے گا اور انہیں بلند وارفع مقامات پہ فائز کرتے ہوئے عظیم سعادت بخشے گا! اس مقام کو برائی نہیں چھو سکے گی اور انہیں کوئی غم واندوہ لاحق ہی نہیں ہوگا''۔ (سورۂ زمر، آیت ۶۱)

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہورہا ہے:

''جن لوگوں نے اپنے رب کا تقویٰ اختیار کیا انہیں جنت کی طرف گروہ درگروہ لے جایا

جائے گا یہاں تک کہ جب اس کے قریب پہنچیں گے اور اس کے دروازے ان کیلئے کھول دیے جائیں گے تو اس کے خزانہ دار کہیں گے کہ تم پر ہمارا سلام ہو، تم پاک و پاکیزہ ہو لہٰذا ہمیشہ کیلئے محلات و باغات اور حوروں کی جنت میں داخل ہو جاؤ اور وہ کہیں گے کہ شکر خدا ہے کہ اس نے ہم سے کیئے ہوئے وعدہ کو سچ کر دکھایا ہے اور ہمیں اپنی زمین کا وارث بنا دیا ہے کہ جنت میں جہاں چاہیں آرام کریں اور بے شک یہ عمل کرنے والوں کا بہترین اجر ہے"۔ (سورۂ زمر، آیات: ۷۳،۷۴)

"خداوند کریم قیامت کے دن متقی افراد کو اپنے رحمت کے دستر خوان پہ جو نعمات سے پُر ہو گا ان کی مہمان نوازی کرے گا"۔ (سورۂ مریم، آیت: ۸۴)

گروہ چہارم: علماء باعمل

وہ علماء جنہوں نے خدا کے لیے علم حاصل کیا اس پر عمل کیا اور لوگوں کو تبلیغ و ہدایت کرتے رہے، بروزِ قیامت یہ اور ان کے حامی نجات پائیں گے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"جو بندہ ہمارے پیروکاروں میں خدا اور رسولؐ کی شریعت کے احکام کے مطابق عالم اور آگاہ ہوں گے اور وہ اپنے علم کے ذریعے ہمارے علم نہ رکھنے والے اور جہالت کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے پیروکاروں کو نورِ علم کے ذریعے ہدایت و رہنمائی کریں گے جب قیامت کے دن (محشر کے میدان) میں حاضر ہوں گے تو ان کے سروں پہ نور کا تاج رکھا ہو گا۔ اس تاج کی نورانیت سے سارا میدان محشر روشن ہو جائے گا۔ اُنہوں نے اپنے جسموں پہ وہ لباس پہن رکھا ہو گا کہ ساری دنیا قیمت کے لحاظ سے اس کے ایک تار کی قیمت کے برابر بھی نہیں ہو گی۔ پھر پروردگار کی طرف سے منادی ندا دے گا اور کہے گا: اے خدا کے بندو یہ علماء آلِ محمدؐ کے شاگردوں میں سے ہیں جان لو! دنیا میں جو بندہ ان کے ذریعے شک و حیرت اور اپنی جہالت و نادانی سے

نجات پا چکا وہ آج ان کے نور سے متمسک ہو جائے تا کہ اس کے ذریعے میدان محشر کی تاریکی سے نجات پا کر جنت کی راہ لے سکے۔اس کے بعد جس جس نے دنیا میں اس کے وسیلے اور اس کے علم سے کچھ حاصل کیا ہے۔وہ محشر کی تاریکی سے نکل جائیں اور بہشت کی طرف رواں دواں ہوں گے"۔(بحار الانوار، ج:۷، ص:۲۲۴/تصویری از بہشت وجہنم ص:۱۷۲)

پانچواں گروہ: اہل صبر

وہ چیزیں جو میدان محشر میں انسان کے ٹھہرنے کی مدت کم اور اس کی جزاء کو زیادہ کر سکتی ہیں وہ صبر ہے۔صبر گناہ کے مقابلے میں صبر،علالت کے مقابلے میں صبر،اولاد اور خاندان کی مصیبت پر صبر، مال کے تلف ہونے پہ صبر،فقر و فاقہ کے مقابلے میں صبر،قرض کے مقابلے میں صبر۔ اگرچہ صبر تلخ ہے مگر اس کی جزاء شیریں و میٹھی ہے۔

تلخی صبر اگر گلوگیر است عاقبت خوشگوار و شیریں است

اگرچہ صبر تلخ ہے اور گلے کو اس کی کڑواہٹ محسوس ہوتی ہے مگر اس کی عاقبت خوشگوار اور شیریں ہوتی ہے۔

صبر و ظفر ہر دو از دوستان قدیم اند بر اثرِ صبر نوبت ظفر آید

اگر صبر اور ظفر (کامیابی) دو پرانے ساتھی ہیں۔صبر کے اثر کے بعد ہی کامیابی کا نمبر آتا ہے۔

بگذر دایں روزگار تلخ تر از زھر بار دیگر روزگار چوں شکر آید

زہر سے زیادہ تلخ یہ زمانہ گزر جائے گا۔اس کے بعد جو زمانہ آئے گا وہ شکر جیسا ہے۔

صبر اور اہل صبر کی فضیلت و اہمیت کے باب میں متعدد آیات و روایات وارد ہوئی ہیں۔ یہاں بطور نمونہ چند آیات و روایات پہ اکتفاء کر رہے ہیں:۔

قرآن مجید میں ارشاد ہو رہا ہے:

"بس صبر کرنے والے افراد کو ان کی جزاء بے حساب عطا کر دی جائے گی"۔

ایک دوسرے مقام پہ ارشاد ہو رہا ہے:

"اے پیغمبرؐ! صبر کرنے والوں کو بشارت دے دو کہ جب ان پہ مصیبت پڑتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں واپس جانے والے ہیں۔ ان کے لئے پروردگار کی طرف سے صلوٰت، رحمت اور مغفرت ہے اور وہی بروزِ قیامت ہدایت یافتہ اور نجات پانے والوں میں سے ہوں گے"۔ (سورۂ بقرۃ، آیات: ۱۵۵تا۱۵۶)

روایات معصومین علیہم السلام

(۱) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اہل صبر کے متعلق یوں ارشاد فرماتے ہیں:

اہل صبر بغیر کسی حساب و کتاب (میدان محشر میں بلا توقف) جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (بحار الانوار، ج: ۷، ص: ۱۷۱)

(۲) حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

جب قیامت بپا ہوگی خداوند رحمان تمام مخلوقات کو ایک سرزمین میں جمع کرے گا اور خدا کی طرف سے ایک منادی ندا دے گا: کہاں ہیں اہل صبر؟ وہاں اس وقت جواب دینے کیلئے کئی گردنیں اُٹھیں گی۔ اور متعدد فرشتے استقبال کرینگے اور کہیں گے: تمہارا صبر کس نوعیت کا اور کس موضوع کے متعلق تھا؟ جواب دینگے ہم نے عبادات اور اطاعات میں صبر کیا (گرمیوں میں روزے رکھے، سخت سردی میں وضو کیا اور نماز پڑھی) اس وقت خدا کی طرف سے منادی ندا دے گا اور کہے گا: میرے بندے سچ کہہ رہے ہیں، لہٰذا ان کو راستہ دے دو اور انہیں بغیر کسی حساب کے جنت میں داخل کرو۔ (لئالی الاخبار، ج:۱، ص: ۲۵۵)

(۳) ایک دوسری حدیث میں ذکر ہے کہ:

جب قیامت برپا ہوگی تو چند لوگوں کو باقی ہجوم سے علیحدہ کر دیا جائے گا اور ان کے قدموں کے نیچے نورانی سواریاں لائی جائیں گی اور کہا جائے گا ان پہ سوار ہو جاؤ۔ پھر انہیں کوچ کا حکم دیا

جائے گا، میدان محشر میں بغیر ٹھہرائے اور رُکے بغیر حساب و کتاب کے انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سختیوں اور مشکلات اور دنیا کی مصیبتوں کے مقابلے میں صبر کیا تھا۔ (لئالی الاخبار، ج:۱، ص:۲۵۶)

(۴) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبر کی جزاء کی اہمیت و فضیلت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: صبر کی تین قسمیں ہیں:

(۱) مصیبت کے مقابلے میں صبر

اسے جو بھی مصیبت درپیش آئے وہ اپنی حفاظت کرتا ہے (اپنے آپ پر ضبط رکھتا ہے)۔ بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرتا۔ خدا کے خلاف مخلوق سے شکایت نہیں کرتا۔ خداوند کریم اس کے لئے تین سو درجہ ثواب رکھ دیتا ہے جن میں سے ہر درجے کے درمیان زمین و آسمان جتنا فاصلہ ہوگا۔

(۲) اطاعت کے مقابلے میں صبر

جو عبادات کی سختی پر صبر کرتے ہیں خداوند کریم چھ سو درجات کے برابر اجر عطا کرتا ہے۔ ایک درجے کا دوسرے درجے کے درمیان زمین کے سات طبقات جتنا فاصلہ ہوگا۔

(۳) گناہ کے مقابلے میں صبر

جب کسی کیلئے گناہ کے اسباب فراہم ہوں مگر وہ صرف خدا کے خوف کی وجہ سے گناہ کا ارتکاب نہ کرے تو خداوند کریم اسے نو سو درجات عطا کرے گا جن میں سے ایک درجے کا دوسرے درجے کے درمیان تقریباً زمین و آسمان کے سات طبقات کے برابر فاصلہ ہوگا۔ (لئالی الاخبار، ج:۱، ص:۲۵۵)

گروہ ششم: فقراء کا صبر

وہ لوگ ہیں کہ جن کو خداوند کریم نے دنیا میں مال و دولت سے نہیں نوازا، وہ معمول کی زندگی سے محروم تھے، فقیر تھے۔ اگر یہ لوگ اپنے فقر کے سامنے صبر کرتے ہیں اور جو کچھ انہیں خداوند کریم نے عنایت کیا ہے وہ اسی پہ قانع و راضی ہیں اور ہر کس و ناکس کے سامنے دست سوال نہیں پھیلاتے ہیں اپنے فقر و فاقہ میں مست ہیں۔ بروز محشر ان کیلئے بہت بڑا بدلہ تیار ہے۔ یہ لوگ بغیر توقف اور حساب کے جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ اس سلسلے میں معصومینؑ سے بہت زیادہ روایات وارد ہوئی ہیں۔ ہم بطور نمونہ یہاں چند روایات پیش کر رہے ہیں:۔

(۱) حضرت رسول اکرم فرماتے ہیں:

''قیامت کے دن جب میری امت کے فقرا حاضر ہوں گے تو ان کے بدن پہ سبز لباس ہوگا اور ان کے بال دُرّ اور یاقوت سے آپس میں گندھے ہوئے ہوں گے۔ ہر کسی کے ہاتھ میں نورانی عصا ہوگا۔ یہ نورانی منبر پہ جا بیٹھیں گے اور خطبہ پڑھیں گے۔ اس دوران فرشتے اور انبیاءؑ ان کے سامنے سے گزریں گے۔ انبیاءؑ کہیں گے یہ فرشتوں میں سے ہیں اور فرشتے کہیں گے یہ انبیاءؑ میں سے ہیں۔ فقراء ان کے جواب میں کہیں گے ہم نہ انبیاءؑ میں سے ہیں اور نہ فرشتوں میں سے ہیں بلکہ ہم حضرت محمدؐ کی اُمت کے فقراء میں سے ہیں''۔

(لئالی الاخبار، ج:۲، ص:۱۰)

محشر کے میدان میں ان کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا ان کے لئے پچاس ہزار سال والا توقف بھی نہیں ہوگا بلکہ فرشتے ان کی قبور کے کنارے پر نورانی سواریاں لے کر جائیں گے۔ انہیں قبروں سے باہر لائیں گے اور ان سواریوں پہ سوار کر کے جنت لے جائیں گے۔ (لئالی الاخبار، ج:۲، ص:۱۰)

(۲) حضرت امام صادق علیہ السلام اس گروہ کے متعلق فرماتے ہیں:

''جب قیامت قائم ہوگی تو ایک گروہ چلتا ہوا جنت کے دروازے پہ پہنچ کر دروازے پر دستک دے گا۔فرشتے پوچھیں گے آپ کون ہیں؟ وہ جواب دیں گے ہم حضرت محمدؐ کی اُمت کے فقراء میں سے ہیں۔فرشتے پوچھیں گے کیا تمہارا حساب کتاب ہو چکا ہے؟ جواب دیں گے دنیا میں ہمارے پاس کچھ تھا ہی نہیں جس کا ہم سے حساب لیا جائے۔اس دوران خداوند کریم فرمائے گا: اے میرے فرشتو! یہ سچ کہہ رہے ہیں انہیں مت روکو اور عزت واحترام کے ساتھ انہیں جنت میں داخل کر دو''۔(لئالی الاخبار، ج:۲،ص:۱۲)

(۳) حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''شیعہ اور مومنین میں سے جو فقراء ہوں گے وہ مالدار اور امیر مومنین سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس دنیا میں مال و دولت نامی کوئی چیز نہیں تھی کہ اب جس کا وہ حساب دیں یہ لوگ توقف و ٹھہراؤ سے بے نیاز ہوں گے کہ ان کے اموال کے متعلق تفتیش اور جانچ پڑتال کی جائے۔امیر لوگوں کو ان کے مال و دولت کی وجہ سے روکا جائے گا''۔(لئالی الاخبار، ج:۲،ص:۱۹)

محشر میں شفاعت

ضروری سمجھتا ہوں کہ کتاب کے اختتام پر ایک اہم ترین مسئلہ پیش کر دوں، یقیناً جس کی طرف تمام لوگوں کی نگاہیں مرکوز ہونگی اور وہ ہے مسئلہ شفاعت۔ بروزِ محشر جب لوگوں پہ مقدمہ چلایا جائے گا اور ان کی باریک بینی سے تفتیش و تحقیق کی جائے گی اس وقت قدرتی طور پر وہاں بعض حاکم ہوں گے اور بعض محکوم ہوں گے، بعض جنتی ہوں گے اور بعض جہنمی۔ جنتی لوگ جنت کی طرف روانہ ہوں گے اور جہنمی جہنم کی طرف دھکیلے جائیں گے۔ عدالت میں محکوم اور مجرم ٹھہرائے جانے والے افراد کی دو قسمیں ہوں گی۔

پہلی قسم

یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں کافر و مشرک اور بت پرست تھے۔ خدا اور اس کے رسول آئمہ معصومینؑ سے عداوت رکھتے تھے۔ ان کی دشمنی، کینہ، بدطینت اور بدبختی پہ مبنی ہوگی۔ اس گروہ کا جہنم کے سوا کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا۔ یہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ شفاعت اور شفاعت کرنے والے انہیں کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ ان کے بارے میں شفاعت کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوگا۔

دوسری قسم

یہ وہ لوگ ہیں جو خدا اور اس کے رسولؐ کے ساتھ ہرگز دشمنی نہیں رکھتے تھے یا پھر ان کے جرائم کم تھے، یا فرض کریں کہ ان کے جرائم زیادہ تھے۔ اُنہوں نے گناہانِ کبیرہ کا ارتکاب کیا تھا مگر یہ خدا، پیغمبرؐ اور آئمہ معصومینؑ سے محبت بھی رکھتے تھے۔ ان کی دشمنی بدبختی وغیرہ پہ مبنی نہیں تھی بلکہ اس کی وجہ جہالت اور نادانی تھی۔ جب اُنہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا یا گناہوں کے ارتکاب کے بعد خفگی اور بے چینی و ناراحتی سی محسوس کرنے لگتے تھے، خداوند کریم سے شرمندگی ان کے چہروں سے عیاں ہونے لگتی، جس پر وہ اپنے آپ کو سرزنش کرتے تھے۔ اس گروہ کی کیفیت پہلے والے گروہ سے بالکل مختلف ہے یہ چونکہ اس دوسرے گروہ کو شفاعت اور شفاعت والے فائدہ دینگے۔ خدا کی عفو و رحمت ان کے شامل حال ہوگی اور بالآخر یہ جنتی بن جائیں گے۔

سب جانتے ہیں کہ زندگی میں کئی ایسے کام ہیں جنہیں انجام دینے پہ انسان تنہا قادر نہیں ہوتا بلکہ ان کاموں کی انجام دہی کیلئے وہ دوسروں کی مدد و کمک کا محتاج ہوتا ہے۔ بروزِ قیامت فیصلے اور حساب کتاب کے اختتام کے بعد بعض اہل جہنم و عذاب اپنی نجات کیلئے اولیاء سے شفاعت اور مدد طلب کریں گے اور ان سے چاہیں گے وہ خدا اور ان کے درمیان وسیلہ اور واسطہ بن

جائیں اور انہیں خدا کے لطف وکرم کا مستحق ٹھہراتے ہوئے جہنم سے نجات دلائیں۔ قیامت کے دن شفاعت سے مراد یہ ہے کہ خدا کے مقربین اور اولیاء ان گناہگاروں کا خدا سے رابطہ کروا کر ان کے گناہ بخشوائیں گے اور انہیں جہنم سے نجات دلائیں گے۔ واضح الفاظ میں یوں ہے کہ لوگوں کا ایک گروہ وہ ہوگا جو دنیا میں خدا پہ ایمان رکھتے تھے، پیغمبر اکرمؐ اور ان کے اہلبیتؑ کے حُبدار تھے مگر پاؤں کی لغزش کے سبب گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھے ہیں جس کی وجہ سے وہ تنبیہاً عذاب کے مستحق قرار پائے ہیں۔

یہ گروہ عدالت کے ختم ہو جانے کے بعد حساب کتاب کے اختتام پہ دوزخ کی طرف لے جائے جا رہے ہوں گے جبکہ یہ دل کی گہرائیوں میں پنہاں محبت خدا اور رسولؐ اور آئمہ معصومینؑ کی وجہ سے قیامت کے دن اُمیدوار تھے کہ بروزِ قیامت خدا کی رحمت ضرور ان کے شامل حال ہو جائے گی اور انہیں جہنم کے عذاب سے نجات مل جائے گی۔ اس لحاظ سے بروز قیامت وہ لوگ پیغمبرؐ ختمی مرتبت اور آئمہ طاہرینؑ سے متوسل ہو جائیں گے اور ان ہستیوں کو اپنے اور اپنے رب کے درمیان وسیلہ، واسطہ اور شفیع قرار دیں گے۔ اس دوران یہ ہستیاں ان کی نجات کیلئے خداوند کریم کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جائیں گی اور ان کی نجات و بخشش کیلئے درخواست گزار ہو جائیں گی۔ اسی دوران خداوند کریم کی طرف سے ندا سنائی دی جائے گی اور کہا جائے گا: سجدے سے سر اُٹھا لیجئے اور گنہگاروں کی شفاعت کر لیجئے، آپ کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (تفسیر قمی ص: ۳۸۷)۔ پھر گنہگار افراد کی پیغمبرؐ ختمی مرتبت آئمہ معصومینؑ اور خدا کے دوسرے مقربین کی بارگاہ الٰہی میں شفاعت کے سبب گروہ در گروہ بخشش کی جائے گی اور وہ خدا کی لامحدود رحمت سے مستفید ہونے لگیں گے۔ البتہ یہ بات طے ہے کہ شفاعت کرنے والوں کی شفاعت ان افراد کو ملے گی جو دنیا میں پیغمبر ختمی مرتبتؐ، آئمہ معصومینؑ پر ایمان رکھتے تھے اور ان کے ساتھ روحانی و قلبی تعلق رکھتے تھے۔

پس شفاعت انسان کے عقائد کا نتیجہ اور پھل ہے۔ اس پھل کا بیج اُنہوں نے دنیا میں بویا تھا اور اب آخرت میں اس سے بہرہ مند ہو رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ بعض اوقات شفاعت، درجات کی بلندی، محلات میں اضافے، باغات کی زیادتی اور حور العین کی تعداد بڑھانے کی غرض سے بھی ہو۔

محشر میں شفاعت کرنے والے

وہ ہستیاں جو بروزِ محشر خدا کے اذن اور اجازت سے گنہگاروں کی شفاعت کریں گی اور خدا بھی ان کی شفاعت کو قبول فرمائے گا ان کے چند گروہ ہیں:۔

پہلا گروہ: قرآن

قرآن یہ آسمانی کتاب ہے اور آسمان سے خدا کی طرف سے نازل ہونے والی آخری کتاب ہے۔ یہ بروز محشر ان افراد کی شفاعت کرے گی جو اس کی تلاوت کرتے تھے اور اس کے احکامات پہ عمل کرتے تھے۔ اگرچہ بعض اوقات ان کی مخالفت بھی ہو جاتی تھی اور گناہ بھی ہو جاتے تھے۔ قرآن کی شفاعت پروردگار کے نزدیک مجرموں کے بارے میں قبول کی جائے گی۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

''اے دنیا کے لوگو! جان لو کہ (قیامت کے دن) قرآن شفاعت کرے گا (مجرموں اور گنہگاروں کی) اور خدا کی بارگاہ میں اس کی شفاعت قبول کر لی جائے گی اور جس جس کی شفاعت قرآن کرے گا اس اس کی شفاعت ہو جائے گی''۔ (نہج البلاغۃ، خطبہ: ۱۷۵، خوئی)

دوسرا گروہ: فرشتے

بروز محشر خداوند کریم اپنے چند مقرب فرشتوں کو شفاعت کی اجازت دیں گے اور بعض گنہگاروں کی جن میں خدا کی مصلحت شامل ہوگی اور اجازت ہوگی کہ شفاعت کریں گے اور اس

سلسلے میں ان کی شفاعت قبول کر لی جائے گی۔

اس بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

"بسا اوقات میدان محشر میں خدا تعالیٰ کے اذن اور اجازت سے آسمانی فرشتے گنہگاروں کی شفاعت کر دیں"۔ (سورۂ نجم، آیت:۲۶/سورۂ انبیاء آیت:۲۸)

وہ فرشتے جو شفاعت کریں گے ان میں ایک حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ شاید یہ دوسرے فرشتوں کی نسبت زیادہ شفاعت کریں گے۔

تیسرا گروہ: پیغمبر اسلامؐ

قیامت کے دن شفاعت کرنے والی تیسری ہستی پیغمبر اکرمؐ ہیں۔ آپؐ اپنی اُمت کے قابل شفاعت گنہگاروں کی شفاعت کریں گے اور انہیں جہنم کی آگ سے نجات دیں گے اور انہیں جنت روانہ کریں گے۔

اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"جو بندہ میرے حوض (کوثر) پہ ایمان نہ رکھتا ہو گا وہ بروز محشر اس سے پانی نہیں پیئے گا اور جو مسلمان میرے شفیع ہونے پہ ایمان نہیں رکھتا میدان محشر میں اسے میری شفاعت بھی نصیب نہیں ہوگی۔ میں نے اپنی شفاعت ان لوگوں کیلئے جمع کر رکھی ہے جنھوں نے گناہانِ کبیرہ انجام دیئے ہیں چونکہ جن لوگوں نے نیک اعمال انجام دے رکھے ہیں انہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی"۔ (قاموس قرآن، ج:۴، ص:۵۴)

ایک دوسری حدیث میں فرماتے ہیں:

"بروزِ قیامت میں اپنی اُمت کے بعض گنہگاروں کی شفاعت کروں گا اور میری شفاعت بارگاہ الٰہی میں قبول ہے اور حضرت علی (اپنے بعض شیعوں) کی شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت بھی قابل قبول ہے۔ اور میرے اہلبیت علیہم السلام (اپنے شیعوں میں سے بعض کہ جس کے

بارے میں وہ چاہیں) شفاعت کریں گے۔ان کی شفاعت قبول ہوگی۔(مؤمنین بھی شفاعت کریں گے) کم ازکم جتنے لوگوں کی شفاعت کریں گے وہ اپنے قریبیوں اور نزدیکیوں میں چالیس افراد کی شفاعت کر سکتے ہیں جو سب کے سب آتش جہنم کے مستحق قرار ہو چکے ہوں گے"۔

(قاموس قرآن، ج:۴،ص:۵۷)

چوتھا گروہ: آئمہ معصومین علیہم السلام

محشر کے شفاعت کرنے والوں میں آئمہ معصومینؑ بھی شامل ہیں۔ان میں خصوصی طور پر حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔ان میں سے ہر ہستی پل صراط کے پاس اپنے بعض شیعوں کی شفاعت کرے گی اور انہیں پل صراط سے گزرنے کی اجازت مرحمت فرمائے گی۔(اس سلسلے میں بحار الانوار، ج:۸،ص:۲۹ تا ۶۳ میں بہت زیادہ روایات نقل ہوئی ہیں)۔

پانچواں گروہ: انبیاء علیہم السلام

بروز قیامت خدا کے انبیاءؑ میں سے ہر ایک اپنی اپنی اُمت کے قابلِ شفاعت افراد کی شفاعت کریں گے۔خدا اور ان کے درمیان واسطہ بنیں گے۔

چھٹا گروہ: علماء

قیامت کے شفاعت کرنے والوں میں علماء ربانی بھی شامل ہیں، جنہوں نے احکام قرآن کو سیکھا۔پیغمبرؐ اور آئمہ معصومینؑ کے احکامات کو پڑھا اور ان پہ عمل کیا اور ان کا دامن تھامے رکھا۔جس بندے نے بھی دنیا میں لوگوں کی قرآن و دین کی طرف راہنمائی کی اور اس عالم کے ذریعے ہی اُنہوں نے شفاعت پائی۔قیامت کے دن بھی انہی کی شفاعت کریں گے اور خداوند کریم بھی ان کے متعلق ان کی شفاعت قبول کرے گا۔

ساتواں گروہ: شہداء

اللہ تعالیٰ کے نزدیک جن شہداء کا مقام بلند و بالا اور اعلیٰ و ارفع ہے، قیامت کے دن وہ بعض گنہگاروں کی شفاعت اپنی طرف سے کریں گے۔ بعض روایات میں ملتا ہے کہ قیامت کے دن ہر شہید ستر افراد سے لے کر ستر ہزار افراد تک کی شفاعت کر سکے گا بلکہ اس سے بھی زیادہ افراد کی۔ آخری تین گروہوں کے بارے میں آنحضرتؐ سے منقول روایت کو ہم یہاں بطور نمونہ ذکر کر رہے ہیں، جو یہ ہیں:

(۱) خدا کے انبیاءؑ (اپنی اپنی امت کے بعض گنہگاروں کی شفاعت)

(۲) علماء کرام (اپنے قریبیوں کی اور ان افراد کی جنہوں نے ان کے احکامات پہ عمل کیا ہے)

(۳) شہداء (اپنے قریبی عزیزوں، رشتہ داروں اور اپنے پڑوسیوں وغیرہ کی)

یہاں جلد سوئم جو انسان کی سرگذشت اور اس کے مستقبل کی آئینہ دار ہے اپنے اختتام کو پہنچ رہی ہے۔ عنقریب انشاء اللہ جلد چہارم شروع کر رہا ہوں۔

والسلام

نعمت اللہ صالحی حاجی آبادی

تاریخ ۲۹/۶/۱۳۷۷ھ ش بمطابق اوّل جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ ق

☆☆☆☆☆

قیامت کیا ہے؟

قیامت چیست؟ بهرت گویم ای عالی جناب، آنجا

بود فردوس اعلا، مزدِ اعمالِ صواب، آنجا

قیامت کیا ہے؟ اے عالی جناب آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ وہاں فردوس بریں ہوگا، آپ کے نیک اعمال کا اجر ہوگا۔

به صدق آیهٔ قرآن که فرماید (فَمَنْ یَعْمَل)

عمل گر نیك، یا بد، هردو دارد بازتاب، آنجا

قرآن کی آیت فمن یعمل کے مطابق فرمان ہو رہا ہے کہ اگر نیک اعمال رکھتے ہو تو پھر دونوں آخرت کی طرف بڑھ سکتے ہو۔

نماید نامهٔ اعمال انسان، لحظه ها را ضبط

نباشد ذرّه ای اعمالِ انسان، بی حساب، آنجا

انسان کے نامۂ اعمال میں ہر لحہ کو محفوظ کیا جا رہا ہے۔ انسان کے اعمال کا ایک ذرہ بھی وہاں حساب وکتاب سے بچ نہیں سکے گا۔

قیامت می شود برپا، پی اعمال نیك و بد

همین اعمال انسان می نماید انقلاب، آنجا

جب قیامت برپا ہوگی تمہارے نیک اعمال اور بد اعمال کے سبب۔ انسان کے انہی اعمال کے سبب وہاں انقلاب برپا ہوگا۔

مقام و مال و نوکر هر کسی سودی نمی بخشد

زیان دارد بر انسان نوکر و خیل رکاب، آنجا

وہاں جاہ وحشم، مال و دولت اور نوکر چاکر کوئی فائدہ نہیں دیں گے بلکہ وہاں تو نوکروں کی کثرت اور

سواریوں کی کثرت انسان کے ضرر میں ہوگی۔

علایق کمتر و راه قناعت بیشتر پیما

که آسانتر نماید این دو طومارِ حساب، آنجا

ہمیشہ خواہشات کو کم سے کم اور قناعت کے راہ پر زیادہ سے زیادہ چلو، یہی دو (طریقے) تمہارے حساب کے حجم کو وہاں آسان بنائیں گے۔

بُوَد دنیا محلِ کشتِ بذرِ حاصل عُقبٰی

در این جا هر چه کشتی، بِدرَوی از خاك و آب، آنجا

دنیا وہ مقام ہے جہاں آخرت کیلئے بیج بویا جاتا ہے، یہاں جو کاشت کروگے وہاں آخرت میں مٹی اور پانی سے وہی کچھ پاؤ گے۔

به هر اندازه پا بیرون نهی از حد و مرز حق

به معیار عدالت می کشی بار عذاب، آنجا

اللہ تعالٰی کی معین کردہ حدود و قیود سے جس قدر باہر قدم رکھو گے اُسی قدر خدائی عدالتی معیار کے مطابق عذاب آخرت بھگتو گے۔

شود این جا هر آنکس کاخ ظلمش از ستم آباد

شود از دود آه خلق، بنیادش خراب، آنجا

جو بندہ یہاں ظلم وستم سے محلات آباد کرے گا وہاں خلق خدا کی آہ وفغاں سے اس کی بنیادیں ہل جائیں گی۔

بود روز قیامت روز حسرت، روز رسوائی

که دامن گیر انسان می شود جُزمِ عقاب، آنجا

قیامت کا دن حسرت کا دن ہے، رسوائی کا دن ہے۔ وہاں حتمی عذاب انسان کے دامن گیر ہوگا۔

برادر از برادر، مادر از کودک گریزانند

به فکرِ کارِ خود باشند هریک، از شیخ و شاب، آن جا

وہاں بھائی بھائی سے ماں بچے سے کنی کترائے گی، بوڑھے جوان ہر کسی کو وہاں صرف اپنی فکر لاحق ہوگی۔

اطاعت هر که بنماید زثقل اکبر و اصغر

شفیع اش می شود پیغمبرؐ ختمی مآب، آنجا

جو بندہ ثقل اکبر اور ثقل اصغر کی اطاعت کرے گا روز قیامت پیغمبر اکرمؐ صرف اُسی کے شفیع ہوں گے۔

قبول و رد اعمال است میزان، حُب اهل البیتؑ

ولای آل پیغمبرؐ بود حدِ نصاب، آن جا

اعمال کی قبولیت اور عدم قبولیت کا معیار محبت اہل ہے۔ آل پیغمبر کی محبت ہی وہاں پر نصاب کا معیار ہوگا۔

عبادت خالی از تقویٰ و بینش، می ندارد سود

عبادت خالی از تقویٰ بود مزدش، سراب، آنجا

پرہیزگاری اور سوچ بچار سے خالی عبادت کا کوئی فائدہ نہیں۔ پرہیزگاری اور سوچ بچار سے خالی عبادت کا بدلہ وہاں سراب صحراء ثابت ہوگا۔

به تقویٰ بیمه کن خود را، کز این بهتر نمی باشد

اگر این جا کنی پرهیز، باشی مستطاب، آنجا

تقویٰ کے ذریعے اپنا بیمہ کرالو اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے اگر یہاں پرہیزگاری اختیار کرو گے تو وہاں مستطاب قرار پاؤ گے۔

به خدمت گر کمربندی برای بندگان وارد

بهریك کار نیكو بهر انسان، ده ثواب، آن جا

انسانیت کی خدمت پہ کمربستہ ہو جاؤ۔ یہاں ایک نیکی جو کرو گے وہاں اس کا دس گنا اجر پاؤ گے۔

بہ قرآن جسم و جان را، احمدیؔ، تعویذ کن اینجا

کہ پرتو افکند روی سرت، همچون سحاب، آنجا

اے احمدی اس دنیا میں قرآن کو اپنے جسم اور روح کا تعویز بنالو۔ یہی قرآن بروزِ محشر آپ کے سر پہ بادل کی طرح سایہ فگن ہوگا۔ (عباس احمدیؔ اصفہانی)

☆☆☆☆☆

اختتام ترجمہ:	۱۱ ذوالحج ۱۴۲۷ھ بمطابق 2 جنوری 2007ء، بروز منگل، 5 بجے شام
اختتام تصحیح و تطبیق:	۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ، بمطابق 7 فروری 2007ء بروز بدھ، 30-7 صبح

اختتام پروف ریڈنگ چیکنگ	3 اپریل 2007ء، بروز منگل، 12 بجے دوپہر
اختتام دوبارہ پروف ریڈنگ چیکنگ	16 اپریل، 2007ء، بروز سوموار، 30-2 دوپہر

دُعائے اَلْاَمَانْ

المعروف

دُعائے ظُھُوْر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اِلٰھِیْ اَلْاَمَانَ یَوْمَ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ اِلٰھِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ عِنْدَ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ وَ عِنْدَ مُفَارَقَۃِ الرُّوْحِ وَ عِنْدَ مُعَایَنَۃِ الْمَوْتِ اِلٰھِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ عِنْدَ ھَوْلِ الْمُطَّلَعِ وَ عِنْدَ الْوُقُوْفِ بَیْنَ یَدَیْکَ اِلٰھِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ بِھَوْلِ الْقِیٰمَۃِ وَ شَدَآئِدِھَا اِلٰھِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ یَوْمَ یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ اِلٰھِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اِلٰھِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ اِلٰھِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَ اُمِّہٖ وَاَبِیْہِ وَ صَاحِبَتِہٖ وَ بَنِیْہِ لِکُلِّ امْرِءٍ مِّنْھُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْہِ اِلٰھِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ صَفًّا لَّا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا اِلٰھِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ یَوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ یَدٰہُ وَ یَقُوْلُ الْکَافِرُ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا، اِلٰھِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا اِلٰھِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ یَوْمَ یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ یَفْتَدِیْ مِنْ عَذَابِ یَوْمَئِذٍ بِبَنِیْہِ وَ صَاحِبَتِہٖ وَ اَخِیْہِ وَ

فَصِیلَتِهِ الَّتِیْ تُؤْوِیْهِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ یُنْجِیْهِ کَلَّا اِنَّهَا لَظٰی نَزَّاعَةً لِلشَّوٰی اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ قُلُوْبٌ یَوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ یَوْمَ تَقُوْلُ الْمَلٰٓئِکَةُ لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِیْنَ وَیَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ وَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَوْجُوْدُ فِیْ کُلِّ زَمَانٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَعْبُوْدُ فِیْ کُلِّ مَکَانٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَعْرُوْفُ بِاِحْسَانٍ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ یَادَآئِمَ الْمَعْرُوْفِ یَا قَدِیْمَ الْاِحْسَانِ یَا هَادِیَ الْمُضِلِّیْنَ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ یَا غَفُوْرُ یَا غَفَّارُ بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ اَجْمَعِیْنَ﴾

ترجمہ

"شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت بخشش کرنے والے مہربان ہیں۔ اے اللہ! رحمت بھیج اوپر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اوپر آل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے، خدایا! امان دے، امان دے، اس (قیامت خیز) دن کے عذاب کہ جس دن (لوگ) گھڑی بھر بھی نہ پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں، خدایا! امن وامان میں رکھنا اس وقت جب جان کنی کا وقت عالم ہو اور رشتۂ حیات ٹوٹ رہا ہو اور موت کا ہولناک منظر آنکھوں کے سامنے ہو، خدایا! اس وقت امن وامان میں رکھنا جس وقت گنہگار بندے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں میں

نامۂ اعمال لئے ہوئے تیرے سامنے ہوں گے۔ خدایا! قیامت کے ہول واضطراب اور اس کے شدائد سے امن وامان میں رکھنا، خدایا! اس دن امن وامان میں رکھنا جس دن لوگ میدان محشر میں ٹڈیوں کی طرح پھیلے ہوں گے، خدایا! اس دن امن وامان میں رکھنا جس دن لوگ (تجھ سے) سارے جہان کے پالنے والے کے آگے سرِ نیاز جھکائے کھڑے ہوں گے، خدایا! اس دن امن وامان میں رکھنا جس دن (کچھ چہرے) کھلے اور روشن ہوں گے اور کچھ چہرے اُترے وسیاہ ہوں گے، خدایا! اُس دن امن وامان میں رکھنا جس دن لوگ اپنے بھائی اور اپنی ماں اور باپ اور اپنے لڑکے بالوں سے بھاگیں گے اس دن ہر شخص اپنی ہی نجات کی ایسی گہری فکر میں ہوگا کہ دوسروں کی خبر تک نہ ہوگی، خدایا! مجھے اس دن امن وامان میں رکھنا جس دن جبرئیل امین اور دیگر فرشتے اس کے سامنے پرا باندھ کر کھڑے ہوں گے اُس دن ان لوگوں کے علاوہ جن کو وہ خود اجازت دے اور وہ ٹھکانے کی بات کہیں اور کوئی بات تک نہ کر سکے گا۔ خدایا! اس دن ہر شخص کو اپنے ہاتھوں پہلے سے بھیجے ہوئے اعمال کو دیکھے گا اور کافر گھبرا کر کہنے لگے گا اے کاش! میں مٹی ہوتا، خدایا! اُس دن امن وامان میں رکھنا اس دن عذاب سے جو پچاس ہزار سال کا ہوگا (گویا کہا جائے گا) کہ تم صبر وسکون سے آج کی تکلیفوں کو برداشت کرو، خدایا! اس دن کے عذاب سے محفوظ رکھنا جس دن گنہگار آرزو کریں گے کہ کاش! آج کے عذاب کے بدلے ہمارے بیٹے، بیوی، بھائی اور وہ سارے کنبے جن میں تم نے زندگی بسر کی (بلکہ) رُوئے زمین پر جتنے آدمی ہیں سب کو لے لیں اور ہم کو چھٹکارا دے دیں (مگر) یہ ہرگز نہ ہوگا (جہنم) کی وہ بھڑکتی آگ کھال کو اُدھیڑ کر رکھ دے گی، خدایا! اُس کٹھن دن کے عذاب سے محفوظ رکھنا جس دن زمین کانپتی ہوگی زلزلے آتے ہوں گے دل دھڑکتے ہوں گے اور آنکھیں (ندامت سے) جھکی جاتی ہوں گی، خدایا! اُس دن امن وامان میں رکھنا جس دن ملائکہ کہیں گے کہ آج کے دن گنہگاروں کو خوش نصیبی نہیں ہو سکتی اور کہیں گے دور دفع ہو جائے، خدایا! اس دن کے عذاب سے محفوظ رکھنا جس دن

افسوس کے مارے ظلم کرنے والا اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہے گا اے کاش! رسول کے ساتھ میں دین کا سیدھا راستہ پکڑتا، افسوس! کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا، خدایا! اُس دن کی رسوائی سے محفوظ رکھنا جس دن نہ تو مال ہی کام آئے گی اور نہ ہی لڑکے بالے نجات کیلئے فدیہ بن سکیں گے مگر ہاں جو شخص خدا کے سامنے پاک دل لے کر حاضر ہو گا بس وہی فائدہ میں رہے گا اے بہترین رحم کرنے والے جو ہر زمانے میں موجود ہے اور جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس کی پرستش گاہ ساری دنیا ہے۔ نہیں کوئی معبود سوائے اس کے جو بخشش اور احسان میں اپنے وجود کی طرح یکتا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بندوں کے امن وامان اور حفاظت کا ضامن ہے۔ اے خدایا! بخشش کرنے والے اے ہمیشہ احسان کرنے والے اے گمراہوں کو راہِ راست دکھانے والے (ہم سچ کہتے ہیں) کہ تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اے بڑے بڑے گناہوں کے بخشنے والے اے غفار ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمارے مقاصد دلی کو بحق محمدؐ وآلِ محمدؐ پورا کر دے اور محمد مصطفےٰؐ اور اُن کی آل پاک علیہم السلام پر رحمت نازل فرما!"۔

☆☆☆☆☆

مدارك و مأخذ

(۱) آثار الصادقین
(۲) امالی صدوقؒ
(۳) احتجاج طبرسی
(۴) بحارالانوار
(۵) ترغیب
(۶) تحف العقول
(۷) تفسیر المیزان
(۸) تفسیر برہان
(۹) تفسیر دارالمنصور
(۱۰) تفسیر صافی
(۱۱) تفسیر کشاف
(۱۲) تفسیر نمونہ
(۱۳) تفسیر نورالثقلین
(۱۴) تفسیر منہج الصادقین
(۱۵) تفسیر مجمع البیان
(۱۶) جامع احادیث شیعہ
(۱۷) جواہر الکلام
(۱۸) حبل المتقین
(۱۹) معاد شناسی (علامہ تہرانی)
(۲۰) خصال صدوقؒ
(۲۱) دارالسلام
(۲۲) دعائم السلام
(۲۳) سرائیر
(۲۴) سفینۃ البحار
(۲۵) صحیفۃ السجادیہؑ
(۲۶) عین الیقین
(۲۷) علل الشرائع
(۲۸) قرآن مجید
(۲۹) ناموس قرآن
(۳۰) قیامت و قرآن
(۳۱) قیامت (سید عبداللہ اصفہانی)
(۳۲) اصول کافی
(۳۳) کنزالعمال
(۳۴) لئالی الاخبار
(۳۵) لسان العرب
(۳۶) معاد فلسفی
(۳۷) معاد دستغیبؒ
(۳۸) مصباح الشریعہ

(۳۹) محاسن برقی
(۴۰) مجموعہ ورّام
(۴۱) محجة البیضاء
(۴۲) میزان الحکمة
(۴۳) مواعظ العددیہ
(۴۴) نہج البلاغۃ
(۴۵) وسائل الشیعہ

☆☆☆☆☆

NA AFI BOOK LIBRARY
Sho No. 11
Soldier Bazar #2
KARACHI
PH. 7211795

اطلاع برائے مومنین

1- 1980ء سے قائم کردہ ''شعبہ شادی بیاہ'' باقاعدگی سے کام کر رہا ہے۔ ضرورتمند حضرات صبح 9 بجے سے دن 12 بجے اور شام 5 بجے سے رات 8 بجے کے دوران رابطہ کریں۔

2- 1987ء سے مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے اجتماعی طور پر 10 روزہ مجالس عزا ہر سال 5 اپریل سے 14 اپریل بوقت 4 بجے شام مرکزی امام بارگاہ G-6/2 اسلام آباد میں منعقد ہوتی ہیں۔

3- 1997ء سے ہر سال قافلہ برائے حج بیت اللہ زیر اہتمام ''کاروان عمار یاسر'' اسلام آباد سے روانہ ہوتا ہے۔

4- اسلامک بک سنٹر/عمار کیسٹ لائبریری کے تحت ہر قسم کی دینی کتب، علمائے کرام کی آڈیو، ویڈیو کیسٹیں/سی ڈیز اور نگینے وغیرہ برائے فروخت دستیاب ہیں۔

سید محمد ثقلین کاظمی

C-362، گلی نمبر 12، G-6/2۔ اسلام آباد۔ فون: 051-2870105

3- 2 - 2012

اسلامک بک سنٹر اسلام آباد

قارئین کو مستند اور علمی کتب عمدہ کاغذ اور اعلیٰ پرنٹنگ کے ساتھ مہیا کرنے میں مصروف

ادارہ ہٰذا کی مطبوعات

سعادۃ الدارین فی مقتل الحسینؑ
تصنیف: علامہ محمد حسین [illegible]
قیمت 400 روپے

مقتل لہوف
تالیف: علامہ سید ابن طاؤس
قیمت 100 روپے

برزخ کا سفرنامہ
تالیف: نعمت اللہ صالحی حاجی آبادی
ترجمہ: سید ریاض حسین صفوی
قیمت 175 روپے

اول وقت نماز
تالیف: علی میر خلف زادہ
ترجمہ: سید ریاض حسین صفوی
قیمت 100 روپے

ایلیاؑ
تالیف: حکیم سید محمود گیلانی مرحوم
قیمت 25 روپے

اوم اور علیؑ
تالیف: حکیم سید محمود گیلانی مرحوم
قیمت 25 روپے

گنہگاروں کا بھیانک انجام
تالیف: سید جواد رضوی
ترجمہ: سید ریاض حسین صفوی
قیمت 150 روپے

منفرد موضوع پر خوبصورت تحریر
علیؑ اور تنہائی
تالیف: ڈاکٹر علی شریعتی
قیمت 25 روپے

انسان عدالت الٰہیہ کے روبرو
تالیف: نعمت اللہ صالحی حاجی آبادی
قیمت 175 روپے

(باترجمہ) (پاکٹ سائز)
نماز شیعہ
مرتب: سید [illegible]
قیمت 25 روپے

حقوق اموات
تالیف: سید مرتضیٰ حسین صدرالافاضل

اسلامک بک سنٹر C-362 گلی نمبر 12، سیکٹر G/6/2 اسلام آباد فون: 051-2870105